خطباتِ حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
کی مؤثر اور انقلاب آفریں تقریروں کا اہم مجموعہ

علم و عمل

قرآن کے الفاظ
تعلیم کو عام کرنا
علم کی زیادتی
علم اور خشیت الٰہی
تقریر کا طریقہ
علم و عمل کی فضیلت
سب سے بڑا عمل
آخری عمل

زمزم بک ڈپو دیوبند

عمر فاروق@ون اردو

خطبات حکیم الامت جلد ۱۲

علم و عمل

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

عنوانات
منشی عبدالرحمٰن خان رحمہ اللہ

تسہیل عنوانات : حضرت مولانا محمد عظیم صاحب فیض آبادی مدظلہ العالی

ناشر
زمزم بک ڈپو دیوبند

عمر فاروق@ون اردو

ترتیب وعظ

عنوان	آیت	صفحہ نمبر
۱۔ الفاظ القرآن	الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۔ سورۃ الحجر	۹
قرآن کے الفاظ	طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۔ سورۃ النمل	۹۷
۲۔ تعمیم التعلیم	وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ	۷۹
تعلیم کو عام کرنا	مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۲	۲۱۳
۳۔ کوثر العلوم	الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ	۱۷۷
علم کی زیادتی	بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔ سورۃ البقرۃ	
۴۔ العلم والخشیۃ علم اور خشیت خداوندی	اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ سورۃ فاطر، آیت ۲۸	۲۱۳
۵۔ تعلیم البیان تقریر کا طریقہ	اَلرَّحْمٰنُ ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔ سورۃ الرحمٰن، آیت ۱	۲۵۷
۶۔ فضل العلم والعمل علم و عمل کی فضیلت	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ ۔ سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱	۲۷۵
۷۔ اکبر الاعمال سب سے بڑا عمل	وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔ سورۃ العنکبوت، آیت ۴۵	۳۰۹
۸۔ آخر الاعمال آخری عمل	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۰۷	۳۳۶

عمرفاروق@ون اردو

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات
	گذارش		۱۹	خلافت کا تقاضا	۳۶
	الفاظ قرآن	۹	۲۰	خطرے کا الارم	۳۶
۱	تلاوت فرض کفایہ ہے	۱۱	۲۱	دفع کی حقیقت	
۲	حروف مقطعات	۱۲	۲۲	علم وکمال پر ناز	
۳	مسلمانوں کی قسمیں	۱۳	۲۳	آخرت کے تحفے	۴۰
۴	ترقی اور تعلیم جدید	۱۳	۲۴	عقلی اور طبعی محبت	۴۱
۵	اسرار احکام الٰہی	۱۵	۲۵	حق تعالیٰ سے ہم کلامی	۴۳
۶	صحبت علماء کی ضرورت	۱۵	۲۶	الفاظ سے عشق	۴۵
۷	حصول تعلیم جدید کا طریق	۱۷	۲۷	تبدیلی الفاظ کی ضرورت	۴۶
۸	دینی اور دنیوی منافع کا تفاوت	۱۸	۲۸	لذت الفاظ و معانی	۴۶
۹	غرض پرستی و نفس پرستی	۱۹	۲۹	الفاظ کی اہمیت	۴۷
۱۰	قرآن خوانی سے گریز کا حیلہ	۲۱	۳۰	بلا متن قرآن کا اردو ترجمہ	۴۹
۱۱	معانی کا محل	۲۲	۳۱	اردو میں نماز	۴۹
۱۲	الفاظ کے معنی	۲۳	۳۲	صحت قرأت کا اہتمام	۵۰
۱۳	الفاظ قرآن کی حفاظت	۲۴	۳۳	دینی و دنیوی ناکامی کا راز	۵۱
۱۴	الفاظ میں مست کتے	۲۵	۳۴	تحریص و طلب کی ضرورت	۵۲
۱۵	مرضی حق کی رعایت	۲۸	۳۵	راحت طلبی کا نتیجہ	۵۵
۱۶	خدا تعالیٰ سے بے تعلقی	۳۰	۳۶	اہل اللہ کی راحت کا راز	۵۶
۱۷	حضورﷺ کا حافظ قوت	۳۲	۳۷	عزت دنیا و اہل اللہ کا فرق	۵۷
۱۸	حفاظت الفاظ کا اہتمام	۳۳	۳۸	تعظیم اولیاء کی صورت	۵۸

عمر فاروق@ون اردو

۳۹	اخلاص کی قدر و قیمت	۵۹	۷	عجب و کبر	۹۲
۴۰	زیارت قبور کی غرض	۶۰	۸	عقلی علت	۹۴
۴۱	سماع کی شرائط	۶۱	۹	حکمت احکام	۹۶
۴۲	پختہ قبروں کی ممانعت	۶۲	۱۰	نسبت مع اللہ	۹۹
۴۳	ٹوٹی قبور کی نوعیت	۶۳	۱۱	حرمت کا مدار	۱۰۰
۴۴	طاعت کی برکت	۶۴	۱۲	بے وضو نماز	۱۰۲
۴۵	نو تعلیم یافتہ طبقہ کی کوتاہی	۶۵	۱۳	لیڈر کی نماز	۱۰۳
۴۶	جاہل درویشوں کی غلطی	۶۶	۱۴	مولوی کی تعریف	۱۰۴
۴۷	حقیقت قلندری	۶۷	۱۵	بسم اللہ پڑھنا	۱۰۵
۴۸	جماعت علماء کی غلطی	۶۹	۱۶	طمع کی بیخ	۱۰۶
۴۹	علماء کو انتباہ	۷۱	۱۷	سفلی و علوی عمل	۱۰۷
۵۰	تقابل عمل مثال	۷۲	۱۸	علوی عمل کی حدود	۱۱۱
۵۱	دین و دنیا کی راحت کا راز	۷۳	۱۹	سحر کی تاثیر	۱۱۳
۵۲	اصلاح عوام کی صورت	۷۴	۲۰	کشف کے خطرات	۱۱۵
۵۳	چند علمی نکتے	۷۵	۲۱	تعلیم نسواں کی صورت	۱۱۶
۵۴	نکات متعلق حروف مقطعات	۷۶	۲۲	عجائب پرستی	۱۱۸
	تعمیم التعلیم	۷۹	۲۳	غلو فی الدین	۱۱۹
۱	تمہید	۸۰	۲۴	عوام کا اعتقاد	۱۲۱
۲	علم [illegible]	۸۱	۲۵	واعظین کا مذاق	۱۲۲
۳	نیت کا اثر	۸۲	۲۶	بارات و بارات	۱۲۳
۴	مقام مشتاق	۸۴	۲۷	سحر و معجزہ میں فرق	
۵	حقیقت اور شریعت	۸۷	۲۸	مجذوب و سالک کا فرق	۱۲۷
۶	اصول شریعت	۸۹	۲۹	کاملین کے کمالات	۱۲۹

۳۰	سحر کے اثرات	۱۳۲
۳۱	علم محمود	۱۳۳
۳۲	مناظرے کی خرابیاں	۱۳۵
۳۳	مضر و نافع علوم	۱۴۰
۳۴	علماء کی غلطی	۱۴۳
۳۵	عوام کی غلطی	۱۴۴
۳۶	علماء کی کوتاہی	۱۴۷
۳۷	علم کی کیمیا	۱۵۵
۳۸	علم کی فضیلت	۱۵۶
۳۹	صحبت کا اثر	۱۵۸
۴۰	امراء کی کوتاہی	۱۵۹
۴۱	علم کی قدر	۱۶۰
۴۲	انتخاب طلباء	۱۶۳
۴۳	علم دین کی برکت	۱۶۴
۴۴	رفع اشکالات	۱۶۶
۴۵	مفید علم	۱۷۲
۴۶	کام کی باتیں	۱۷۵
	۳۔ کوثر العلوم	۱۷۷
۱	ضروریات کا علم	۱۷۸
۲	زیادت فی العلم	۱۸۰
۳	حظ نفس کے اقسام	۱۸۱
۴	لذات کا فرق	۱۸۲
۵	خشوع کی حقیقت	۱۸۳

۶	خاصیت و عالمیت	۱۸۳
۷	خشیت کی حد	۱۸۷
۸	لذت و محویت	۱۸۹
۹	فرق اجرت و نفقہ	۱۹۲
۱۰	حقیقت علم	۱۹۳
۱۱	فہم قرآن	۱۹۷
۱۲	اسوہ ذوقیہ	۲۰۰
۱۳	دینی علوم	۲۰۲
۱۴	حقیقت تقوی	۲۰۳
۱۵	تقوی کی مثال	۲۰۵
۱۶	طلباء کی کوتاہیاں	۲۰۶
۱۷	علماء کا ادب	۲۰۸
۱۸	انوار و اسرار	۲۰۹
۱۹	توضیحات	۲۱۲
	۴۔ العلم والخشیۃ	۲۱۳
۱	ضرورت بیان	۲۱۵
۲	طریق اصلاح	۲۱۷
۳	تعلق علم و خشیت	۲۱۸
۴	مقصد حاصل علم	۲۱۹
۵	فرق آمد و آورد	۲۲۲
۶	کلام کا اثر	۲۲۳
۷	مطالعہ میں احتیاط	۲۲۴
۸	تقسیم موئے مبارک	۲۲۵

۹	قبر پرستی	۲۲۶	۷	آمیزش و تشابہ	۲۶۳
۱۰	تصور شیخ	۲۲۹	۸	عجائبات قدرت	۲۶۷
۱۱	خشیت کا اثر	۲۳۳	۹	قوت حافظہ	۲۶۸
۱۲	خشیت کی علامت	۲۳۵	۱۰	قوت بیانیہ	۲۶۹
۱۳	علم اور عشق	۲۳۷	۱۱	طریق بیان	۲۶۹
۱۴	علم مطلوب	۲۳۸	۱۲	نیا خبط	۲۷۲
۱۵	فخر و فضیلت	۲۳۹		۶۔ فضل العلم والعمل	۲۷۵
۱۶	خشیت مطلوب	۲۴۱	۱	ایک خاص حکم	۲۷۶
۱۷	عوام کی تعلیم	۲۴۲	۲	علت و حکمت	۲۷۷
۱۸	دولت علم	۲۴۴	۳	حصول نفع کی صورت	۲۷۹
۱۹	تبلیغ کی صورت	۲۴۵	۴	تعلیم جدید کی خرابیاں	۲۸۲
۲۰	چندہ اور علماء	۲۴۷	۵	ترقی مال و جاہ	۲۸۳
۲۱	تبلیغ کا قاعدہ	۲۴۸	۶	عزت و ذلت کی علت	۲۸۳
۲۲	ایک علمی اشکال	۲۵۱	۷	راحت و طاعت کا تعلق	۲۸۵
۲۳	علم کی قسمیں	۲۵۴	۸	عزت و اطاعت کا تعلق	۲۸۶
۲۴	خشیت کی ضرورت	۲۵۵	۹	موازنہ دنیا و آخرت	۲۸۷
	۵۔ تعلیم البیان	۲۵۷	۱۰	حالت دنیا کی مثال	۲۸۹
۱	تمہید و ضرورت	۲۵۸	۱۱	صورت و حقیقت کا فرق	۲۹۱
۲	رحمت عظیمہ	۲۵۹	۱۲	محبت کی خاصیت اور تقاضا	۲۹۲
۳	حسن بیان	۲۶۱	۱۳	اصلاح اخلاق و معاشرت	۲۹۵
۴	اثر بیان	۲۶۲	۱۴	طریق اصلاح	۲۹۵
۵	طرز بیان	۲۶۲	۱۵	آداب تعظیم و تکریم	۲۹۶
۶	خصوصیات زبان	۲۶۳	۱۶	آداب راحت رسانی	۲۹۷

عمر فاروق@ون اردو

١٧	ایک علمی نکتہ	٣٠٠	١٢	ذکر روح کے تعلق کا نام نہیں	٣٢٨
١٨	اصلاح معاشرت کے ثمرات	٣٠١	١٣	صورت ذکر	٣٣٠
١٩	قبول اعمال کی شرط	٣٠٣	١۴	مراتب ذکر	٣٣١
٢٠	سالک و مجذوب کا طریق	٣٠٣	١٥	ذکر لسانی کے درجات	٣٣٣
٢١	مراتب اہل علم و ایمان	٣٠٣	١٦	حقیقت ذکر	٣٣٧
٢٢	عاصی و مومن سے سلوک	٣٠٥	١٧	روح اعمال	٣٣٨
٢٣	کبر و عجب	٣٠٦	١٨	ذکر کی کوئی حد نہیں	٣٣٩
٢۴	قبول اعمال کا معیار	٣٠٦	١٩	توضیحات	٣۴١
٢٥	ایک سہل مراقبہ	٣٠٧	٢٠	تشریحات	٣۴٣
٢٦	ثمرۂ اعمال	٣٠٨		٨۔ آخر الاعمال	٣۴٦
٢٧	شیخ کامل کی شناخت	٣٠٨	١	تمہید	٣۴٧
	٧۔ اکبر الاعمال	٣٠٩	٢	توبہ کی اہمیت	٣۴٨
١	ضرورت بیان	٣١٠	٣	توبہ کی ضرورت	٣۴٨
٢	شعائر دین اور ان کی حقیقت	٣١١	۴	ایمان و عمل کا تعلق	٣۴٩
٣	ذکر اللہ کے معنی	٣١٢	٥	فکر دین کا فقدان	٣٥٠
۴	توسل کی حقیقت	٣١۴	٦	فکر دین کی صورت	٣٥١
٥	اللہ کے ساتھ بے ادبی	٣١٥	٧	وعظ اور وصیت کی ضرورت	٣٥٣
٦	ادب کی تعلیم	٣١٩	٨	نزع کی تکلیف کا راز	٣٥۴
٧	صورت اور حقیقت کا فرق	٣٢١	٩	خدمت خلق کی اہمیت	٣٥٥
٨	ذکر اللہ کے درجات	٣٢٣	١٠	شوق کا اثر	٣٥٥
٩	فرائض میں احتیاط	٣٢٦	١١	دیندار کی تعریف	٣٥٧
١٠	ترقی دین و دنیا	٣٢٧	١٢	دینداروں کی کوتاہیاں	٣٥٨
١١	نفس کی پہچان کا معیار	٣٢٨	١٣	وقار و وضع کا خیال	٣٥٩

۱۴	دین میں قناعت کیوں؟	۳۶۰	۲۹	آج کل کا تصوف	۳۷۸
۱۵	تکمیل دین کی صورت	۳۶۱	۳۰	عشق کی خاصیت	۳۸۰
۱۶	ایک اہم غلطی	۳۶۲	۳۱	تصوف اور شریعت	۳۸۱
۱۷	مجاہدہ کا لطف	۳۶۳	۳۲	مقام کی حقیقت	۳۸۲
۱۸	دین کی برکات	۳۶۴	۳۳	سلوک کے معنی	۳۸۲
۱۹	عاشق کی طلب	۳۶۵	۳۴	رضا کے معنی	۳۸۳
۲۰	واصل الی اللہ	۳۶۶	۳۵	رضا کا مقام	۳۸۶
۲۱	قرب الٰہی کی حد	۳۶۸	۳۶	جوش اور ہوش	۳۸۷
۲۲	سیر الی اللہ و سیر فی اللہ	۳۶۹	۳۷	جنت سے بڑی نعمت	۳۸۹
۲۳	دوستی کی شرط	۳۷۰	۳۸	ادب مجالست کا جرم	۳۹۰
۲۴	خدا سے بخل	۳۷۳	۳۹	فنا کے معنی	۳۹۲
۲۵	عاشق کا مذہب	۳۷۴	۴۰	ہمہ اوست کے معنی	۳۹۳
۲۶	جنت کا سودا	۳۷۵	۴۱	مقام عبدیت	۳۹۶
۲۷	تصوف کی صورت	۳۷۷	۴۲	مقام محبوبیت	۳۹۷
۲۸	تصوف کی کنجی	۳۷۸	۴۳	مقصود بیان	۳۹۸

قارئین سے التجاء

آج کل جدید کمپیوٹر کتابت کا دور ہے جس میں باوجود بار بار تصحیح کے اغلاط رہ جاتی ہیں اس لئے گزارش ہے کہ اغلاط معلوم ہونے پر اطلاع کر دی جائے تو احسان عظیم ہوگا۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی تصحیح کر دی جائے۔

شکریہ ادارہ

الفاظ قرآن

قرآن کے الفاظ

ضرورت تعلیم قرآن کے متعلق خطبہ جامع مسجد کیرانہ ضلع مظفر نگر میں بوقت صبح بروز اتوار ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ منبر پر بیٹھ کر ۱۵۰۰ کے مجمع میں ارشاد فرمایا جو سوا پانچ گھنٹوں میں ختم ہوا۔ مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے اسے قلمبند فرمایا۔

اس وقت میں ایک خوفناک منظر دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کی تحریریں تو کفر آمیز شائع ہوتی ہیں اور اہل یورپ کی تحریریں اسلام کی مدح میں شائع ہو رہی ہیں، گویا یہ مسلمان تو کفر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بعض کفار اسلام کی طرف۔ اس حالت کو دیکھ کر سخت اندیشہ ہے کہ جب یہ دونوں جماعتیں سرحد پر پہنچ چکیں گی تو ایسا نہ ہو کہ وہ تو کفر سے نکل کر مسلمان ہو جائیں اور یہ اسلام سے نکل کر کافر ہو جائیں۔

خطبة مأثورة

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@ون اردو

میں نہیں پڑا۔ باقی لفظ میں چونکہ سب کے کانوں میں پڑے ہوئے ہیں مثلاً فضائل قرآن و ثواب وغیرہ وہ اس وقت بیان نہ کروں گا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک مضمون بیان ہو تو مختصر ہی ہوتا ہے اور وہ یہ مضمون جس کے بیان کا قصد کیا ہے۔ اہم ہے کیونکہ اس کے بیان نہ کرنے سے یہ حرج ہو جاتا کہ اس لئے اس کا جاننا ضروری ہے۔ رہے فضائل و ثواب سو وہ اگر میں نے بیان نہ کئے تو دوسروں سے آپ کو معلوم ہو سکتے ہیں نیز کتابوں سے بھی معلوم ہو سکتے ہیں کیونکہ آج کل اردو میں بھی دینی رسائل کثرت سے ہیں۔ لیکن یہ مضمون غالباً کسی دوسرے سے آپ نے سنا ہو گا۔ نہ کسی معمولی کتابوں میں نظر آئے گا۔ اب میں مقصود کو شروع کرتا ہوں۔

حروفِ مقطعات

یہ دونوں آیتیں جو میں نے تلاوت کی ہیں حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہیں جو کہ الگ الگ پڑھے جاتے ہیں ملا کر نہیں پڑھے جاتے اور ان کا مقطعات ہونا تلفظ ہی سے معلوم ہوتا ہے لکھنے سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کتابت میں سب متصل ہیں۔ اس سے ان کا مقطع سمجھنا دشوار ہے۔

اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ میرے چھوٹے بھائی ایک دفعہ ریل میں سفر کر رہے تھے۔ اس درجہ میں ایک انگریز بھی سوار تھا۔ بھائی کے ہاتھ میں ایک حمائل شریف تھی جو چھاپے کی چھپی ہوئی تھی۔ صاحب بہادر بولے کہ میں اس کو دیکھ سکتا ہوں؟ بھائی نے کہا کہ ادب و تعظیم کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ ہماری آسمانی کتاب ہے۔ انگریز نے رومال ہاتھ پر رکھ کر کہا کہ میں اس کو ہاتھ سے نہ لوں گا رومال سے پکڑوں گا۔ بھائی نے حمائل اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اس نے رومال سے اس کو کھولا تو اول ہی آلمر نکلا۔ تو آپ میں الم اور الر لکھا ہوا تھا جس پر دھوکا ہو سکتا تھا۔ انگریز صاحب کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے آلمر؟ بھائی نے حمائل لے لی اور کہا آپ اس کتاب کو بدون ہمارے سیکھے ہوئے پڑھ نہیں سکتے۔ (یہ بھی قرآن کی خصوصیت ہے کہ اس کو بدون مسلمانوں سے سیکھے ہوئے کوئی قوم درست طور پر پڑھ بھی نہیں سکتی بجز نور کتابہ(۱۲)۔

غرض ان دونوں آیتوں میں ایک مناسبت تو یہ تھی کہ دونوں حروفِ مقطعات سے شروع ہوئی ہیں۔ دوسرا مابہ الاشتراک یہ بھی ہے کہ ان دونوں میں مذکور ہے۔ صرف اتنا تفاوت ہے کہ ایک جگہ کتاب کا لفظ مقدم ہے قرآن موخر اور دوسری جگہ لفظ قرآن مقدم ہے کتاب موخر ہے غرض ایک جگہ قرآن

اور دوسری جگہ مصرف اور نفقہ کی سی حالت ہے۔ اور مجھے مضمون میں دونوں سے امداد لینا تھا اس لئے دونوں کو ساتھ ملا کر تلاوت کیا گیا۔

مسلمانوں کی قسمیں

خلاصہ اس مضمون کا پتہ یہ ہے کہ ان آیتوں میں قرآن کے دو لقب مذکور ہیں ایک کتاب (بمعنی قابل کتابت) دوسرے قرآن (بمعنی قابل قراءت) اور دونوں جگہ کتاب کی صفت وغیرہ مذکور ہے اس کی تفصیل اور اس تقدیم و تاخیر کا مدار اور نکتہ کا مطلب تفسیر سے معلوم ہو جائے گا۔ دراصل مجھے اس وقت ایک شبہ کا دفع کرنا مد نظر ہے۔

وہ یہ کہ بعض نے اس بات کو اختیار کیا ہے اور حقیقت میں وہ شبہ نہیں بلکہ غلطی ہے۔ کیونکہ شبہ تو وہ ہے جس کے لئے کوئی منشا صحیح ہو اور جس کے لئے کوئی منشا صحیح ہو وہ نہیں اس لئے وہ غلطی بے منشا نہیں۔ اور اس غلطی میں اکثر سب مبتلا ہیں۔ زمانہ حال کے مسلمان دو قسم کے ہیں۔ ایک دیندار دوسرے بے دین اور دیندار سے میری مراد وہ ہیں جو عقائد کے اعتبار سے دیندار ہیں اور بے دین سے مراد بھی وہ ہیں جو عقائد کے اعتبار سے بے دین ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے زمانہ میں جب تک نیچریت کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا تھا عقائد کے اعتبار سے مسلمانوں کی یہ دو قسمیں نہ تھیں بلکہ اس وقت عقائد کے اعتبار سے سب دیندار تھے صرف اعمال کے اعتبار سے دینداری اور بے دینی کا فرق ہوتا تھا۔ افسوس ہماری قسمت کہ ہم ایسے زمانہ میں ہیں جس میں عقائد کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جن کو عقائد اسلامیہ میں شبہ ہے۔ ایک وہ جن کو عقائد میں کچھ کلام نہیں۔ اس لئے آج جیسے وہ فاسق غنیمت معلوم ہوتے ہیں جن کو عقائد میں کلام نہ ہو بلکہ عقائد اسلامیہ پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ اور بحمداللہ ابھی تک کثرت سے ایسی جماعت کی ہے جس کے عقائد درست ہیں اور ان میں کچھ شبہ نہیں کرتے۔ کیونکہ تعلیم جدید سے ابھی تک بہت لوگ محروم ہیں۔ اور یہ صرف تعلیم یافتہ جماعت کے علاوہ بھی بہت دیندار ہیں تو ان کو محروم نہیں کہتے بلکہ مرحوم سمجھتے ہیں کیونکہ [illegible] ۲۰۵ [illegible] جس سے نوشی کی۔

ترقی اور تعلیم جدید

اس ترقی اور تعلیم کو لے کر کیا کریں جس سے دین ہی برباد ہو جائے۔ وہ تو چھوڑنے میں سمجھنے کے قابل ہے۔ مگر معاش کی وجہ سے کسی کو اس تعلیم کی ضرورت ہی ہو اگرچہ ہم کو ضرورت میں

کلام ہے کیونکہ ترقی دنیا جدید تعلیم پر موقوف نہیں، تجارت وغیرہ سے اس سے زیادہ ترقی حاصل ہو سکتی ہے مگر اس سے قطع نظر اس کی ضرورت ایک مسلّم ہے کہ اس میں کلام کرنے کو حماقت بتلاتے ہیں۔ تو ہم ان کی خاطر سے ضرورت کو تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ بہت اچھا ہم نے مانا کہ ضروری ہے مگر تم اس تعلیم جدید کو اس طریقے سے حاصل کرو کہ اس سے پہلے عقائد و احکام کا علم حاصل کرو لیکن یہ یاد رہے کہ ان دینیات کے حاصل کرنے کے لئے وہ مختصر کورس کافی نہیں جس میں وضو نجات وغیرہ دو چار مختصر کتابیں ہیں بلکہ اس کے لئے ایسا کورس تجویز کرنا چاہئے جس سے عقائد و احکام بصیرت کے ساتھ معلوم ہوں اور کچھ اسرار و حکم بھی بتلائے جائیں تاکہ اجمالاً پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے گھر میں اسرار و حکم بھی ہیں مصالح عقلیہ بھی ہیں۔ رعایت بہ ورتمدن و سیاست بھی کامل ہے۔ اجمالاً اتنا معلوم ہو جانا ضروری ہے تاکہ تعلیم جدید سے شبہات پیدا نہ ہوں۔

عظمت خداوندی کا فقدان

باقی تفصیل علم کی ضرورت نہیں کیونکہ رعیت کو علم اسرار کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس کی نظیر مشاہد ہے کہ رعایا حکام وقت کے احکام مانتے ہیں علم اسرار کی محتاج نہیں اور اگر کوئی ایسا کرے کہ ہر قانون کی وجہ دریافت کرنے لگے اور یہ کہے کہ بدوں وجہ معلوم کئے میں قانون کو نہ مانوں گا تو بھی عقلاء اس کو کلام سے منع کرتے اور بیوقوف بتلاتے ہیں کہ رعیت کا ہر فرد اسرار احکام سلطنت کو معلوم نہیں کر سکتا نہ اس کو اس کے مطالبہ کا حق ہے مگر افسوس یہی عقلاء خدا کے سامنے بہادر بنے ہوئے اسرار کا مطالبہ کرتے ہیں اور بدوں ان کے معلوم کئے احکام شرعیہ کو نہیں مانتے اور اگر کوئی ان سے کہے کہ تم کو احکام میں دریافت اسرار کا حق نہیں تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم سے بے سمجھے منوایا جاتا ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اصل یہ ہے کہ عظمت کے ہوتے ہوئے تو ذہن میں شبہ اور کلام نہیں ہوا کرتا حکام وقت کی ان کے دل میں عظمت ہے۔ اس لئے ان کے قوانین میں کلام نہیں کرتے۔ چنانچہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وکلاء یہ قوانین گھڑتے ہیں۔ اور خدا کی عظمت دل میں ہے نہیں اس سے احکام شرعیہ میں شبہ رہتا ہے۔ اور اسی لئے علماء پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ مسائل گھڑے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ

اگر اس وقت کے علماء نے بے مطلب کے مسائل گھڑ لئے ہیں تو کیا شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ میں بھی یہ مسائل بھی لوگ لکھ کر آئے ہیں۔

صاحبو! یہ کتابیں تو ہم سے صدیوں پہلے کی ہیں اور اگر کہو کہ صاحب ہدایہ اور شارح وقایہ نے یہ مسائل گھڑے ہیں تو بتلاؤ حدیث میں کون لکھ آیا اور اگر حدیث بھی راویوں نے گھڑی ہے تو قرآن میں کس لکھ آیا کیونکہ مسائل و عقائد تو قرآن سے بھی صاف صاف ثابت ہوتے ہیں۔

اسرار احکام الٰہی

غرض جس طرح رعایا کے ہر فرد کو احکام سلطنت کے اسرار کا علم ضروری نہیں، اسی طرح ہر شخص کو احکام الٰہیہ کے اسرار کا جاننا ضروری نہیں اور جس طرح بدون علم اسرار کے احکام سلطنت کا ماننا جبر نہیں اسی طرح یہاں بھی جبر نہیں۔ اور اگر یہاں جبر ہے تو احکام سلطنت کا بدون اسرار بتلائے منوانا یقیناً جبر ہوگا۔ اور اگر جبراً احکام کو کسی حکم کا منوانا جائز ہے تو احکام الٰہیہ تو ضرور ماننے کے قابل ہیں کیونکہ وہ ایسی ذات کے احکام ہیں جس کے سامنے احکام تجویز کرنے میں سلاطین عالم بھی مجبور ہیں دوسروں کے احکام چاہے ماننے کے قابل ہوں یا نہ ہوں۔ مگر افسوس آج کل احکام الٰہیہ کی وقعت نہیں۔ اب احکام سلطنت کی بڑی وقعت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دینیات کا کورس علماء سے پوچھ کر مقرر کیا جائے تاکہ وہ ایسا کورس مقرر کریں جس سے شریعت کی عظمت قلب میں جم جائے اور عقائد اسلامیہ ایسے راسخ ہو جائیں کہ پہاڑ کے ہلائے بھی نہ ہلیں۔ اور اجمالاً اس کے پڑھنے والے کو اسرار کا علم بھی حاصل ہو جائے تاکہ اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ علماء کے پاس احکام کے اسرار و مصالح عقلیہ بھی ہیں تو اس اعتقاد کے بعد یہ ان سے رجوع کریں۔ اب تو غضب یہ ہے کہ نو تعلیم یافتہ جماعت نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ علماء کے پاس سوائے نقل کے کچھ نہیں اس لئے اسرار میں یہ ان سے رجوع نہیں کرتے۔ بس ایک کام تو یہ ضروری ہے جو تعلیم جدیدہ سے پہلے ہونا چاہئے۔

صحبت علماء کی ضرورت

دوسرے اس کی ضرورت ہے کہ تعلیم جدیدہ حاصل کرنے والے بچوں کو علماء کی صحبت میں بٹھلاؤ۔ تعطیل کے زمانے میں بچوں کو ان کو بزرگان دین کے پاس بھیجا کرو۔ نیز فرصت کے

اوقات میں ان علماء کی صحبت کی ضرورت ہے، دیکھنے کی ضرورت نہیں [illegible] یہ جواب کی کتابیں دیکھنے سے متعلق ہے، وہ بعض
غیر علماء کی کتابیں [illegible] ہی کافی ہیں جیسا کہ دوسرے شخص [illegible] ہے جب آپ کو [illegible] کے
ظاہر ہے کہ قانون سلطنت کی [illegible] سے پڑھا جاتا ہے [illegible] حکومت کے شخص کو بحث [illegible] نہ بات ہے
کہ حسن [illegible] عقلاء سب ہی قوانین میں [illegible] شریعت کے قوانین میں اس سے روکنے کو تعصب
بتاتے ہیں۔ [illegible] کی کتاب دیکھنے سے [illegible] تعصب ہے تو اہل سلطنت [illegible] قانون کو بھی
تعصب [illegible] علماء [illegible] دیگر قانون کو [illegible]
[illegible] کوئی سلطنت ایسی نہیں جس نے [illegible]
پھر تم جو علماء پر تعصب کا الزام لگاتے ہو تو یہ بھی [illegible] قانون میں [illegible]
[illegible] ان کی اس میں [illegible] بلکہ مرض تو عوام [illegible] موافقت میں [illegible]
ہوں [illegible]
تمہاری مرضی کے موافق [illegible] جو مرضی کے موافق [illegible] اس میں غرض کا قانونی [illegible]
ہے کہ وہ [illegible] کرنا چاہتا ہے۔ اور جو شخص [illegible] مرضی کی رعایت نہ کرے سمجھو کہ وہ بھی
احکام بیان کرتا ہے۔ [illegible] مصلحت ہے، یقیناً [illegible] بلکہ
سراسر دین کی مصلحت ہے۔ پس جو علماء ایسی باتوں سے منع کرتے ہیں جن میں لوگوں کو ضرر ہوتا ہے تو
لوگ ان کو بخل اور بدخواہی سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ان باتوں میں ضرر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

واللہ! اہل باطل کی کتابوں کا بعض علماء پر بھی برا اثر ہو جاتا ہے تو عوام کی تو ان کے مطالعہ سے
کیا حالت ہوگی۔ پھر عوام کو کوئی کتاب [illegible] دیکھنا چاہیے۔ اور [illegible]
میں رد کے لئے دیکھنا ہو تو یہ بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ کام علماء کا ہے تمہارا کام نہیں۔ اور اس میں آپ
کی توہین نہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کام آپ کا نہیں کیونکہ اگر ایک شخص قانون میں ایل، ایل، بی ہو تو
وہ فن انجینئری سے جاہل ہوگا۔ اور ایک انجینئر کو یہ حق ہے کہ اس کو کہہ دے کہ آپ قانون دان ہیں مگر
انجینئری سے جاہل ہیں۔ اس لئے اس میں آپ کو دخل دینے کا حق نہیں۔ ایسے ہی میں کہتا ہوں کہ آپ
لوگ ان علوم سے جاہل ہیں جن کے رد کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ اس قصد سے بھی اہل باطل
کی کتابوں کا مطالعہ نہیں، اور اگر کسی کو تو جاہل [illegible] واقف [illegible]

عمر فاروق@ورلڈ اردو

[illegible]

حصول تعلیم جدیدہ کا طریق

جن تعلیم جدیدہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول اپنے مذہب کی تعلیم حاصل [illegible]

کے مشورہ سے کورس مقرر کرو۔

دوسرے علماء کی صحبت میں آمدورفت رکھو۔

تیسرے غیر جنس کی کتابوں سے احتراز رکھو اور علماء حقانی کی کتابیں مطالعہ میں رکھو۔ اس کے بعد تعلیم جدید حاصل کرنے کا مضائقہ نہیں۔ اور یہ جب ہے کہ تعلیم جدید کی ضرورت مان لی جائے۔ اور میں نے آپ کی خاطر سے اس کو مان کر یہ طریقہ بتلا دیا ہے۔ ورنہ علماء کا مذاق اس سے مختلف ہے آپ کو ایسے علماء بھی ملیں گے جو اس کی ضرورت ہی کو نہیں مانتے اور وہ دلائل سے آپ کو ساکت کر سکتے ہیں مگر میرا یہ مذاق ہے کہ میں منازعت و مناظرہ سے بچنا پسند کرتا ہوں اس لئے میں نے اس تعلیم کی ضرورت کو آپ کی خاطر سے تسلیم کر کے اس کی اصلاح کر دی ہے جیسے کہ طبیب مریض کو مٹھائی سے منع کرے اور مریض نہ مانے تو بعض طبیب تو اس حالت میں مریض سے جھگڑ بیٹھتے ہیں اور علیحدہ ہو جاتے ہیں اور بعض شفیق طبیب ایسے بھی ہیں جو مٹھائی کی اصلاح کر کے اجازت دے دیتے ہیں کہ اچھا اس کے اندر دوائی اور بالنگو ڈال دینا اور کھا لینا۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ بحمد اللہ زیادہ مسلمان تو ایسے ہی ہیں جو عقائد میں شبہات سے پاک ہیں کیونکہ وہ تعلیم جدید کے اثر سے محفوظ ہیں اور تھوڑے سے ایسے ہیں جو تعلیم جدید سے متاثر ہو کر شبہات میں مبتلا ہیں اور ان کی صحبت میں بیٹھنے سے عوام پر بھی کچھ اثر ہونے لگا ہے۔ اس لئے اس کی روک تھام ضروری ہے اور اگر اس کی اصلاح نہ کی گئی تو مفسدہ عظیمہ کا اندیشہ ہے۔

دینی اور دنیوی منافع کا تفاوت

تو میں اس وقت اس دوسری جماعت کے ایک شبہ کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ وہ شبہ یہ ہے جو دلوں میں تو بہت لوگوں کے پہلے سے ہے مگر اب بعض زبانوں پر بھی آنے لگا ہے کہ اس حالت میں قرآن کے پڑھنے سے کیا نفع جب ہم اس کو سمجھتے ہی نہیں اور بعضے ان عنوانوں سے اس کو بیان کرتے ہیں کہ بچوں کو طوطے کی طرح قرآن رٹانے سے کیا فائدہ وہ سمجھتے ہی نہیں؟ بات یہ ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں جو فائدہ ہے اس سے یہ لوگ واقف نہیں۔ اگر اس فائدے سے واقف ہو جاتے تو اس کے لئے کوشش کرتے۔ جیسا کہ تجارت کرنے والے آج کل کا دھندا جاری کرتے ہیں اور اس میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہیں کیونکہ اس کے نفع سے واقف ہیں کہ ایک روپیہ کے دو ہو جائیں گے دنیا کے کاموں میں

تو لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کسی تجربہ کار سے یہ معلوم کر لیا کہ فلاں چیز کی تجارت سے بہت نفع ہے تو اس کے قول پر اعتماد کر کے وہ تجارت شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر ایک دو بار نقصان بھی ہو جائے تو ہمت نہیں ہارتے بلکہ پھر وہی کام کرتے ہیں۔ چنانچہ آم والوں کو بعض دفعہ خسارہ بھی ہوتا ہے مگر خسارہ دے کر پھر وہی کام کرتا ہے اور اگر خسارہ بھی نہ ہو بلکہ برابر سرابر رہتا ہو کہ نہ نفع ہے نہ نقصان، جب تو اس تجارت کو چھوڑ ہی نہیں سکتے اور یوں کہتے ہیں کہ تجارت میں یہ بھی ایک قسم کی کامیابی ہے کہ نقصان نہ ہو۔ دام سے اب نفع نہیں ہوا تو آئندہ تو امید ہے بلکہ خسارہ بھی ہو تب بھی اس امید نفع کو نفع سمجھا جاتا ہے۔

مگر افسوس دین میں معلوم نہیں یہ اصول کہاں گئے۔ صاحبو! کیا یہ حیرت نہیں کہ دنیا کے کاروبار میں تو نقصان نہ ہونے کو بھی کامیابی سمجھا جاتا ہے اور دین کے کام میں نفع کی تاخیر کو بھی کامیابی نہیں سمجھا جاتا۔ زراعت، تجارت، ملازمت، سب میں کبھی نفع ہوتا ہے کبھی نہیں اور بعض دفعہ نقصان بھی ہو جاتا ہے مگر ان کو کیوں کر چھوڑ دیں۔ وہاں تو تجربہ کاروں کا قول ہے کہ ان کاموں میں فائدہ ہے۔ گو ہمیشہ نہیں، کبھی ہی ہو، اور گو فی الحال نہ ہو، آئندہ ہی ہو۔ مگر افسوس! کیا خدا اور رسول کا قول ان تجربہ کاروں کے قول سے بھی کم ہو گیا، جبکہ صاف صاف قرآن کے منافع بیان کر چکے ہیں۔ پھر وہ بھی ہر حالت میں خواہ سمجھ کر پڑھو یا بدون سمجھے پڑھو۔

غرض پرستی و نفس پرستی

در اصل واللہ بقسم کہتا ہوں کہ جو لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ جب ہم سمجھتے نہیں تو قرآن کے پڑھنے سے کیا فائدہ، یہ محض حظ نفس کے بندے ہیں۔ ان کو عقل سے ذرا مس نہیں گو دعویٰ بہت کرتے ہیں اگر یہ عقل کے بندے ہوتے تو ایسی بے عقلی کی بات نہ کہتے۔ کیونکہ عقلی قواعد میں یہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک دلیل سے ضد شی اور عین شی دونوں پر استدلال ہو سکے۔ اگر یہ شبہ عقلی ہوتا کہ جب معانی نہ سمجھے تو الفاظ سے کیا فائدہ، تو بتلایئے اس قاعدہ عقلیہ سے کیا ثابت ہوتا۔ آیا یہ کہ الفاظ کو چھوڑ دو یا یہ کہ محض الفاظ پر اکتفا نہ کرو بلکہ معانی بھی حاصل کرو۔ ظاہر ہے کہ اس سے الفاظ کے چھوڑنے پر دلالت نہیں کیونکہ جب معانی کی ضرورت اس قاعدہ میں مسلم ہے اور معانی الفاظ کے تابع ہیں اور ضروری کا موقوف علیہ ضروری ہوتا ہے تو اس سے تو خود علم الفاظ کی ضرورت پر دلالت ہو رہی ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہاں ہم الفاظ کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو اس وقت حاصل کرنا چاہیے جب کہ معانی کی فہم بھی ساتھ ساتھ حاصل

ہو سکے تو ہم سمجھتے ہیں کہ آپ [illegible] اس وقت [illegible] جب [illegible] سمجھتے [illegible]
[illegible]
[illegible]
الاخلاق [illegible] ضرورت [illegible] کی استدلال کر رہا چاہتے ہو [illegible] سے صدقی
[illegible] معلوم ہوا [illegible]

[illegible] میں کہتا ہوں کہ اس کا منشا نفس پرستی ہے۔ ان لوگوں نے [illegible] پرستی
[illegible] صورت سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سمجھتے [illegible]

خلق را گیرم کہ بفریبی تمام ☆ در غلط اندازی تا ہر خاص و عام
کارہا با خلق آری جملہ راست ☆ با خدا تزویر و حیلہ کے رواست
کارہا او راست باید داشتن ☆ رایت اخلاص و صدق افراشتن

خدا کے ساتھ [illegible] نہیں چل سکتا۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں

[illegible] درخواست ☆ [illegible] حلال [illegible]

[illegible] کے [illegible] سے قیامت میں [illegible]
کیونکہ وہ مخلوق [illegible] تقوی اور پرہیزگاری کی صورت بنا لیتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] شبہات [illegible]
کر سکتے ہیں۔

قرآن خوانی سے گریز کا حیلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں سمجھ سکتا۔ اسی طرح قرآن بھی وحی ہیں ... [illegible] کی ہدایات بھی الفاظ پر مشتمل ہے۔ اسی سے پڑھتے ہوئے [illegible] کو سمجھتے ہیں [illegible] پڑھ نہیں سکتے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ کتاب کا حقیقی مصداق قرآن ہیں تو آپ [illegible] کی وجہ مقصود بتلاتے تھے [illegible] قرآن [illegible] آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن [illegible] بھی قابل حفاظت و مستحق تعظیم ہیں۔ [illegible] پڑھ کر [illegible] بھی [illegible] پڑ گئے۔

مگر [illegible] یہ [illegible] کی ایک مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی شخص کو [illegible] حفاظت سے [illegible] نقل [illegible] کا۔ [illegible] شخص [illegible] تحریری [illegible] کا [illegible]

[illegible]

[illegible] نقل کا۔

[illegible]

[illegible] حفاظت [illegible] معلوم [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] حفاظت [illegible]

الفاظ قرآن کی حفاظت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس قدر حفاظ قرآن موجود ہیں۔ اب ذرا اندازہ کرو کہ سارے شہر میں کتنے حافظ ہوں گے۔ پھر یہ اندازہ کرو کہ پورے ضلع میں کتنے ہوں گے۔ پھر سوچو کہ سارے ہندوستان میں کتنے ہوں گے اور دنیا بھر میں کتنے ہوں گے۔"

حفظ ہونا یہ قرآن کا معجزہ نہیں تو کیا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ قرآن کی طرف رغبت کا کوئی سامان نہیں [illegible] اس کے حفظ کرنے والوں کو کوئی بڑا معاوضہ ملتا ہے بلکہ زیادہ تر مسلمانوں کی توجہ انگریزی پڑھنے کی طرف ہے [illegible] قرآن [illegible] کی کوشش [illegible] ہیں۔ اس قدر حفاظ موجود ہیں [illegible] کی حافظ ہیں اور [illegible] بھی اور بعض قصبات میں عورتیں بھی حافظ ہیں۔ چنانچہ قصبہ پانی پت میں بہت عورتیں حافظ ہیں اور بعض تو سبعہ قرأت کی حافظ ہیں۔

[illegible] نہایت آزادی سے صاف صاف کہیں گا کہ جو لوگ بدون معنی سمجھے الفاظ قرآن کے پڑھنے کو کیا کہتے ہیں [illegible] حضرت حق تعالیٰ کا [illegible] کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ قرآن کے حافظ پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ محفوظ رہے اور یہ لوگ [illegible] حفظ قرآن کو مٹانا چاہتے ہیں [illegible] شاہد ہے کہ حفظ قرآن بچپن ہی میں [illegible] ہے۔ بڑے [illegible] حفظ نہیں ہوتا جیسا بچپن میں ہوتا ہے [illegible] بچپن میں چونکہ معانی قرآن سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا [illegible] پڑھنا چاہتے [illegible] حفظ کا [illegible] مگر

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

[illegible]

[illegible] ☆ ہر آں کو تف زند ریشش بسوزد

[illegible]

اور سنو

[illegible]

[illegible]

کے مٹانے کی نہیں مٹ سکتے تو خود اللہ کا نور کس طرح مٹ سکتا ہے۔ بعض اہل اللہ پر ظالموں نے ستم کیا اور ان کو ذلیل کرنا چاہا۔ ان کی قبر پر کوڑا ڈلوایا مگر ان کا نام اور ان کے انوار اب تک تاباں اور درخشاں ہیں۔ اور وہ ظالم گم نام اور ناپید ہو گئے۔ کوئی ان کے نام سے بھی واقف نہیں نہ ان کی قبر کا نشان باقی ہے۔ اور اہل اللہ کے مزارات اس وقت تک مرجع الخلائق بنے ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ بات مشاہد ہے کہ اہل اللہ اپنے کو خود مٹانا، ناپید کرنا، گمنام کرنا چاہتے ہیں۔ اور اہل ظاہر طرح طرح سے اپنے کو ظاہر کرنا مشہور کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اہل اللہ یعنی اہل باطن تو چمکتے ہیں اور اہل ظاہر باوجود شہرت چاہنے کے خاک میں مل جاتے ہیں۔ بعض مصنفین نے اپنی کتابوں کے اندر اپنا نام تک ظاہر نہیں کیا مگر وہ کتابیں مقبول اور متداول ہیں اور اہل ظاہر بڑے طمطراق سے اپنا نام ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ان کی کتابوں کو کوئی بھی نہیں پوچھتا۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک شخص نے کسی سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے نام کو بڑھانا چاہا، کہا میرا نام ابو عبداللہ السیف العظیم اللذن ابو سک الصماء ان تعجیل اور ... یاد ہے تو دوسرے نے ہنس کر کہا مرحبا بک یا نصف القرآن (یعنی اے قرآن کے نصف والے) تو اہل ظاہر کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ جس طرح ممکن ہوتا ہے اپنے کو بڑھاتے ہیں۔

اسی طرح مثنوی میں ایک ایسے ہی شخص کی حکایت لکھی ہے کہ وہ غریب تھا مگر اپنے کو بڑا امیر ظاہر کرتا تھا۔ گھر میں ایک چمڑے پر چربی لگا رکھی تھی۔ روزانہ چربی سے مونچھوں کو چکنا کر کے باہر آتا اور لوگوں سے کہتا کہ آج میں نے پلاؤ کھایا ہے، آج قورمہ کھایا ہے۔ ایک دن یہ شخص کسی طرف بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا لڑکا گھر سے بھاگا ہوا آیا اور کہا ابا آج بلی وہ چمڑا لے گئی جس سے تم مونچھوں کو چکنا کرتے تھے۔ بیٹے نے پردہ فاش کیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ چربی سے مونچھوں کے بال چکنے کر کے پلاؤ قورمہ کھانے کا دعویٰ کرتا ہے۔

غرض اہل تصنع چند نہیں کسی دن ضرور بھانڈا پھوٹتا ہے اور سب عزت کے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اور اہل باطن کی یہ حالت ہے کہ وہ طرح طرح سے اپنے کو گمنام کرنا، مٹانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ چمکاتے ہیں۔

نہ کچھ شوخی چلی باد صبا کی ☆ بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ لباس ایسا پہنتے تھے جس سے

کوئی نہ سمجھ سکے کہ یہ عالم ہیں۔ سادہ کپڑے پہنتے تھے، موٹا جھوٹا پہنتے تھے نہ کہ زیب، بلکہ کاڑھا ہوا لیکن آپ کا جمال تھا اور اسی وجہ سے آپ جب بڑے مجمع میں تشریف لے جاتے تھے مگر آپ کے سامنے سارے علماء اور بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ ہی کا رعب چلتا تھا، کسی کو ان سے پوچھنا بھی نہ تھا۔ چنانچہ حضرت شاہجہان پور میں جو ایک مشہور اسلامی مقام ہے۔ عظیم الشان مناظرہ تھا، بڑے بڑے علماء وہاں موجود تھے، حضرت مولانا بھی معمولی لباس میں تھے مگر جب آپ نے تقریر کی ہے تو عالم پر اتنا اثر تھا کہ شاہجہان پور کے سارے علماء جس طرح سے بیٹھے تھے بیٹھے رہ گئے، اور دن جیت لیا۔ ایسی تقریر کی جیسے دریا بہتا ہے۔ کسی کو کسی بات کا جواب نہیں آیا۔

حضرت مولانا کی یہ بھی عادت تھی کہ سفر میں اپنا نام کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور ساتھیوں کو بھی ممانعت تھی کہ کسی پر نام ظاہر نہ کریں۔ اور اگر کوئی آپ ہی سے پوچھتا کہ جناب کا نام کیا ہے۔ فرماتے خورشید حسین۔ کیونکہ آپ کا تاریخی نام بھی ہے مگر اس نام سے لوگ واقف نہ تھے۔ اس سے کوئی نہ سمجھتا کہ مولانا محمد قاسم صاحب یہی ہیں۔ اور اگر کوئی وطن کا نام پوچھتا تو فرماتے کہ یوں ہی نانوتہ کا نام نہ لیتے۔ رفقاء نے کہا حضرت! آپ کا وطن تو نانوتہ ہے تو کیا یہ بھی جھوٹ ہے؟ فرمایا نانوتہ بھی خدا کا آباد کیا ہوا ہے۔ وہاں اور بستی الٹا دیا ہے۔ جھوٹ نہیں۔ مگر یہ بھلا تو ہے یہ ہوا۔

ولی ہونے میں عبدالقادر سے ملقب ۱۲؍ مگر باوجود اس قدر خفا کے چھپے تھوڑے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو چمکاتے تھے۔

حضرت کی نظر میں عزت تھی ہی ایسی کہ ان کو ظاہری اسباب شہرت و اسباب شوکت کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ تو وہ ہے جس کو حقیقی عزت حاصل نہ ہو۔ وہ اسباب عزت و اسباب شہرت اختیار کیا کرتا ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

حسن الحضارة مجلوب بتطرية ☆ وفي البداوة حسن غير مجلوب

افدي ظباء فلاة ما عرفن بها ☆ مضغ الكلام ولا صبغ الحواجيب

ولا برزن من الحمام مائلة ☆ اوراكهن صقيلات العراقيب

کہ شہر والوں کا حسن تو بناوٹ سے پیدا ہوا ہے۔ دیہات کی حسینوں کا حسن فطری ہے جس میں بناوٹ کا کوئی دخل نہیں۔ بس اصلی حسن تو وہی ہے، جو بدوں بناوٹ کے حسین معلوم ہو۔ اس لئے جو

عمر فاروق@اول اردو

جو واقعی اہل کمال ہیں، وہ سادگی سے رہتے ہیں۔ اس میں کچھ اہل باطن ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ علوم دنیا میں بھی جو اہل کمال ہیں ان میں کمال کی وجہ سے سادگی آجاتی ہے۔ وہ ظاہری آرائش کی پروا نہیں کیا کرتے۔ آپ نے کیمیا گروں کو دیکھا ہوگا کہ کیسے شکستہ حال رہتے ہیں کیونکہ کمال مستی خیال مستی کو کم کر دیتی ہے جیسے بارات کا سامان کرنے والے تمام بارات میں میلے کچیلے ہوتے ہیں اور رونق بڑے عہدہ داران کپڑے وہی کرتے ہیں۔ بات یہی ہے کہ بارات نے منتظم کو ایک خاص مستی حاصل ہے۔ جس نے اس کو زینت و آرائش سے مستغنی کر دیا ہے۔ پس اگر اہل اللہ کی ظاہری حالت مستی کی وجہ سے شکستہ ہو تو اس پر تعجب نہ کیجئے بلکہ اگر شکستہ نہ ہو تو تعجب کیجئے۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب اس اللہ کے انوار کسی کے سامنے نہیں سماتے تو جو اللہ تعالیٰ کا ہو کیونکر مست نہ ہو سکتا ہے۔ پس یہ خدا کی حفاظت ہے کہ قرآن کے اس قدر حفاظ ہر زمانہ میں ہوتے رہتے ہیں کہاں کا اہتمام حصہ وشور ہے۔

مرضی حق کی رعایت

اس پر بعض لوگ یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ جب خدا قرآن کا حافظ و نگہبان ہے تو ہمیں اس کے اہتمام کی کیا ضرورت ہے۔ اے صاحبو! یہ بات ایسے دل سے نکلی ہے جس میں خدا سے ذرا بھی علاقہ اور لگاؤ نہیں۔ کیا اگر جارج پنجم آپ کو کوئی تحفہ دیں تو آپ اس کی بے قدری کر سکتے ہیں اور جارج کی نگاہ کے سامنے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اس کو سر اور آنکھوں پر رکھا جائے گا اور اس کی جان سے زیادہ حفاظت کی جائے گی۔ اور اگر وہ کوئی تحفہ کھانے کے واسطے آپ کو دیں اور ان کے سامنے آپ سے کھا لیں تو کیا کسی پر آپ اس کا کوئی ریزہ گرنے دیں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس طرح شوق سے کھائیں گے کہ گویا کسی نعمت آپ کو ملی ہی نہیں اور اگر اس میں سے ذرا سا بھی زمین پر گرے گا تو فوراً اٹھا کر سر پر رکھیں گے۔

یہیں سے حضور ﷺ نے اس شے کی حقیقت سمجھ کر اگر کھانا کھاتے ہوئے لقمہ زمین پر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو۔ وہ آپ جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ تو ان کی نعمت کی ان کے سامنے بے قدری کرنا بڑی بے حیائی ہے۔ تو صاحبو! خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں یہ قرآن دے دیا ہے۔ تو کیا عطیہ حق کی ہم کو قدر نہ کرنا چاہئے۔ کیا ہم کو اس کی حفاظت خود بھی کرنا چاہئے صاحبو! جب قرآن خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں دے دیا ہے تو اب تو یہ آپ کا ہو گیا۔

تو کیا پھر بھی کسی مجبوری کی وجہ سے [illegible] سے آپ کی موافقت کرنا چاہیے؟ یقینا کرنا چاہیے خصوصاً جب کہ خدا کی مرضی آپ کی موافقت میں ہے [illegible] محمود کعبہ چاہتے ہیں تو آپ کو بھی مرضی حق پر چلنا چاہیے۔

اس کی حقیقت [illegible] سے پوچھو۔ ایک بزرگ شاہ [illegible] تھے [illegible] بستی کے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] بستی کی طرف آ رہا ہے۔ بستی کے [illegible] ہونے والی ہے۔ آپ [illegible] فرمایا [illegible] دوسری طرف بھیج [illegible] آپ کی پھاوڑے لے کر حاضر ہوا [illegible] جب لوگ حاضر ہوئے تو آپ [illegible] کے پاس سے گئے اور دریا کی بستی کی طرف کو پانی [illegible] شروع کر دیا [illegible] کا پھینکا ایک دن میں [illegible] بستی نے [illegible] کی طرف [illegible] اور اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے [illegible] لوگ [illegible] کے اس زمانہ میں طبیعت تھے۔ بستی [illegible] تھوڑی سی دیر میں [illegible] دریا کی دھار دوسری طرف کو [illegible] ہو گئی بستی [illegible] یہ حالت تھی [illegible] مرضی حق کی کس قدر رعایت کرتے ہیں۔

اب [illegible] کی حکایت ہے کہ وہ [illegible] مرضی کی کس قدر رعایت کرتے ہیں۔ مجھ سے ایک [illegible] نے بیان کیا [illegible] ایک مقام پر [illegible] پھٹ گئی تھی [illegible] اس کو درست کر رہا تھا۔ مگر جتنی مٹی [illegible] تھے سب بہہ جاتی تھی [illegible] بند ہوتا تھا۔ تو وہ [illegible] پر [illegible] لیٹ گیا کہ اب مٹی [illegible] سے چلی [illegible] پریشان تھا [illegible] بڑے [illegible] کا وہاں جا کر لیٹ گئے [illegible] مٹی ڈالنا شروع کی [illegible] پانی کا زور کم ہو گیا اور [illegible] بند ہو گیا پھر آہستہ آہستہ وہ لوگ [illegible] ہوئے جو پانی [illegible] جگہ لیے ہوئے تھے۔ تو یہ فطری قاعدہ ہے کہ دریا حاکم کی مرضی کی طرف بڑھنا چاہتی ہے۔ تو کیا حق تعالیٰ سے [illegible] ہیں کہ جس طرف ان کی مرضی ہو ادھر توجہ نہ کی جاوے مولانا اسی مضمون کو بیان فرماتے ہیں۔

[illegible] ☆ [illegible]

عمر فاروق@ون اردو

خدا تعالیٰ سے بے تعلقی

بعض لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق بضرورت ہے … لوگوں سے … دو قدم … سے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھا ہے … روٹی کے واسطے خدا سے واسطہ رکھا جاتا ہے۔ اور جب روٹی مل گئی تو اب خدا کی کیا ضرورت ہے اور قرآن کی کیا ضرورت ہے۔ اسی وقت یہ … سمجھتی ہیں کہ اب ہم کو قرآن پڑھنے سے کیا نفع … خود قرآن کا حافظ ہے تو ہم کو اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے۔ استغفر اللہ العظیم!

ہمارے قصبہ میں ایک بڑے زمیندار … رمضان میں اعتکاف بھی کرتے تھے اور نماز کے بعد دعا کی دیر تک … کیا کرتا … اور پڑھ کر ہاتھ پھیلا پھیلا کر خدا سے کیا مانگتا ہے۔ اس کے گھر میں کس چیز کی کمی ہے … اس کے پاس … کے پاس … جیسی اس کے پاس ہے … مطلب یہ ہے کہ … تو روٹی کے واسطے تعلق ہے۔ جب روٹی کا سب سامان موجود ہے تو اب خدا سے کیا … والعیاذ باللہ!

حضرت اس جاہل نے تو زبان سے یہ بات کہہ دی مگر لوگوں کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر آج کل یہی حالت ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق بہت کم ہے۔ بس اپنے مطلب کے واسطے تعلق ہے اور جس کام میں اپنا مطلب … ہو اس میں خدا سے کچھ واسطہ نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تو پھر اگر کسی مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو تو کچھ بھی تعجب نہیں۔

ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے ایک رشتہ منظور کرنے کو کہا اور یہ شخص میرا ملنے والا تھا۔ تو میرے نام دوسرے فریق کا خط آیا کہ آپ نے اپنے مریدوں کو یہی تعلیم دی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بس یہ حالت ہے کہ اگر اپنا مطلب نکل آیا تو دوسرے کو غوث اور قطب بنا لیں گے اور اپنا مطلب نہ نکلا تو دنیا بھر کی برائیاں اس کے واسطے تصنیف کر لیں گے۔ نہ معلوم لوگوں میں سے تہذیب کہاں رخصت ہو گئی۔ بھلا اس عقلمند سے کوئی پوچھے کہ لڑکا تمہارا، لڑکی دوسرے کی، بیچ میں مجھے گالیاں دینے کو کیوں رکھ لیا۔ اور جو لڑکی والے کو بھی برا بھلا کہتے ہیں تو اس کو کیا حق تھا کہ اگر وہ یہ منظور نہ کرتے تو اس میں اس نے کون سا جرم کیا۔ تمہارا قرض دبا لیا؟ زمین چھین لی؟ … کیا؟ … کے واسطے ہم محض بھلائی کا جواب ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اب اس نے دیکھا ہو … منظور کرنا مصلحت نہ ہو۔ اس میں برا ماننے اور دوسرے کو برا کہنے کی کیا بات ہے۔ مگر لوگوں سے آج کل تہذیب رخصت ہو گئی۔

عمر فاروق@ون اردو

اپنے مطلب کے سامنے کسی کی نہ دین کو حقیقت سمجھتے ہیں نہ عزت و رسوائی کی پروا کرتے ہیں۔

اس کے بعد ابھی ایک دوسرا خط ایک شخص کا آیا ہے جس میں کم بخت نے حق تعالیٰ کی شان میں بڑی گستاخی کی ہے۔ پھر اعتراض پوچھتا ہے کہ میں مقروض کیوں ہوا۔ کم بخت مردود اب بھی کفر میں شک کرتا ہے۔ سو یہ کونسی عجیب چیز ہے کہ تم اس کو سمجھے ہو اور وہ پیش آئی رہے۔ جب حق تعالیٰ کے ساتھ لوگوں نے تعلق کا یہ معاملہ رکھا ہے تو مجھ ناچیز کے ساتھ گر ایسا ہو تو کیا شکایت کی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات ایک رحم دل باپ ہے، اگر کسی اللہ میاں سے خوش ہیں وہ اللہ میاں شکر کے بھی مستحق ہیں اور تعریف کے بھی۔ اور جو دنیوی منافع میں کمی ہو جائے تو نہ میاں خدا باللہ نہ شکر کے مستحق ہیں نہ تعریف کے بلکہ الٹی شکایت اور گستاخی پر اتر آتے ہیں۔

ابھی ایک اور واقعہ یہاں ایک واقعہ ہوا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے ورثہ میں ایک بیوی تھی ایک بیٹی اور ایک عصبہ جو دور کا رشتہ دار تھا۔ اور حسب سے مرنے والے سے زیادہ کی مخالفت تھی۔ جب وہ عصبہ نکلنے لگے تو مولویوں نے اس عصبہ کا حصہ بھی نکالا۔ اس پر سارے بیوی بچی کو اور متعلقین کو برا معلوم ہوا کہنے لگے کہ یہ بھی کوئی بات ہے کہ ایسے دور کے رشتہ دار کو وارث بنایا جائے۔ میں نے کہا کہ شریعت کی قدر کوئی اس عصبہ سے پوچھے جس کو خلاف امید ترکہ ملا۔ اگر تم شریعت کو برا کہتے تو اس کے پاس رقم جانے کی وہ اچھا کہے گا۔ خدا نہ کرے اگر تم کو کسی ایسی جگہ سے شریعت میراث دلوا دے جہاں سے تم کو امید و وہم بھی نہ ہو تو پھر اس وقت تم بھی شریعت کی تعریف کرنے لگو گے۔ معلوم ہوا خدا کے ساتھ مال اور دنیا کا تعلق ہے جب تک وہ ملے تو اللہ میاں سب کچھ ہیں ورنہ نعوذ باللہ کچھ بھی نہیں۔

ایک واقعہ یہاں بھی ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ شوہر اور بھائی وارث ہیں۔ مگر شوہر شیعہ ہے اور شیعہ کا نکاح سنیہ سے جائز نہیں۔ اس لیے تم میں ہی وارث ہوں گے یعنی بھائی تو میں نے اس پر لکھ کر سوال کے ساتھ یہ بھی تو لکھا ہوتا کہ میری بہن نے بیس سال تک گزارہ کیا اور میں اس پر راضی رہا۔ تم وارث نہیں تھے کیا وجہ ہے کہ پہلے اپنی بہن کی وجہ سے اسے اپنے باپ کو وارث قرار دیتے تھے۔ جب تم کو معلوم تھا کہ شیعہ سے سنیہ کا نکاح جائز نہیں تو تم نے اپنی بہن کا نکاح جان بوجھ کر شیعہ سے کیوں کیا تھا؟ پھر میں نے لکھا کہ نکاح سے پہلے مجھ سے مسئلہ پوچھتے تو میں نکاح کو ناجائز ہی بتلاتا۔ باقی اب تو میں تمہارے چاہے جیسے سمجھے تم نے ایک مسلمان عورت کو اور ...

نہیں ہو سکتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعلق باللہ کی صورت

[illegible] تعلق نہیں [illegible]

سے کسی کو محبت ہو جاتی ہے تو یہ حالت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] محبت کا [illegible] حق تعالیٰ [illegible]

موجود ہیں [illegible] بھی [illegible] محبت [illegible] سے ہوگی۔ جو بھی ہے خدا تعالیٰ ہوں ہیں۔ [illegible] حسن

و جمال [illegible] میں۔ تو جب خدا تعالیٰ اپنے محبوب ہیں تو ہم کو ان کی مرضی کی رعایت کرنا چاہیے۔

[illegible] تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ قرآن محفوظ رہے تو آپ کو اس کی طرف جھکنا چاہیے اور اس کے الفاظ

[illegible] کرنا چاہیے۔ کیونکہ الفاظ و معانی دونوں قالب [illegible] ہیں۔ مگر الفاظ میں اتنی بات زیادہ ہے کہ

معانی کی حفاظت الفاظ کی حفاظت پر موقوف ہے کیونکہ معانی کا [illegible] الفاظ کے نہیں ہو سکتا۔

حضور ﷺ کا حافظہ اور قوت

دیکھئے سب سے پہلے معانی قرآن کا نزول [illegible] ﷺ کے قلب [illegible] ہے

مگر [illegible] بھی بواسطہ الفاظ کے ہوا ہے اور حضور ﷺ کو الفاظ کا اس قدر اہتمام تھا کہ جب وحی نازل ہوتی،

تو آپ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ حالانکہ حضور ﷺ کا حافظہ بہت قوی تھا بلکہ

سارے ہی قویٰ مضبوط تھے۔ اور خصوصاً اس امر کی کہ آپ کے بال بہت کم سفید ہوئے تھے جو کہ سے زیادہ نہ تھے باوجودیکہ حضور ﷺ اس امر سے پریشان تھے۔ کیونکہ جس قوم میں آپ نے تبلیغ اسلام شروع کی ہے وہ سب کی سب جاہل تھی اور شریعت کے احکام سے واقف بھی نہ تھی۔ آپ نے تنہا اس قوم میں توحید اسلام کی دعوت شروع کی۔ بتدریج سب کے سب آپ کے مخالف ہو گئے اور دو چار کے سوا کوئی موافق نہ ہوا۔ حیوں سمجھئے کہ کس حالت میں آپ کو کیسے بڑے فکر کا سامنا ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ شفیق مہربان بھی ہو اور اپنی قوم کی ضلالت و ذلالت سے واقف بھی ہو۔ اس وقت کی جاہل قوم کی اصلاح کی تدابیر سوچنے میں کیسے بڑے فکر کا سامنا ہوا ہوگا۔ جس پر حق سبحانہ تعالیٰ بار بار آپ کو فرماتے ہیں

لست عليهم بمصيطر ولست عليهم بوكيل ولا تسئل عن اصحاب الجحيم، لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين

کیا آپ ان کی فکر میں اپنی جان ہلاک کر دیں گے کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اور بھی فرماتے ہیں کہ آپ سے اصحاب دوزخ کی نسبت آپ سے ان کے متعلق یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لائے۔ آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہی کا ہے۔ ما علیک الا البلاغ۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو قوم کا بڑا فکر تھا۔ اور سب سے بڑی فکر آخرت کا تھا۔ جس کو وہی سمجھتا ہے جس کو فکر آخرت کا کچھ ذوق حاصل ہوا ہو۔ حدیث میں اس کے متعلق یوں آیا ہے کہ

كان دائم الفكرة متواصل الاحزان

کہ حضور ﷺ ہمیشہ متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ وقت ایک گھڑی بھی آپ کو کل نہ تھی۔

اور خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

والله لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا ولخرجتم الى الصعدات تجئرون.

یعنی اگر تم کو وہ امور معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں (یعنی احوال آخرت) تو تم بہت کم ہنسا کرتے اور بہت زیادہ رویا کرتے اور چیختے ہوئے جنگل کی طرف نکل جاتے۔ باوجود افکار عظیمہ کے پھر بھی آپ کے بال بیس سے زیادہ سفید نہ ہوئے تھے۔ جو تمام قویٰ کے مضبوط ہونے کی دلیل ہے۔ جس پر واقعات کثیرہ شاہد ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس کا قائل وہ کی تھا!

[illegible]

ایک عارف اسی کو فرماتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

نکال سکے۔

[illegible]

جاں اٹکا ہے۔

[illegible]

ہر مجبور ہونا پڑے گا کہ

[illegible]

مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

آخرت کے سکے

یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ بدون معنی سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ۔ کیونکہ ایک فائدہ تو یہی ہے کہ معانی کی حفاظت بدون الفاظ کے نہیں ہو سکتی اور حفظِ معانی کی ضرورت آپ کو بھی مسلم ہے۔ یہ جواب تو خالص اہلِ عقل کے مذاق کے ... اور آج کل عقل و سائنس کی پرستش زیادہ ہے۔ اس لیے یہ جواب تو تعلیم یافتہ جماعت پر زیادہ حجت ہے ... اور ایک جواب نقلی ہے جو ... پر حجت ہے جو عقل کے سوا ... کی حقیقت نہیں سمجھتے ... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن کے ہر لفظ پر دس نیکیاں ملتی ہیں ... نیکیاں لکھی گئیں شاید [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@وی ار نو

مگر پھر بھی اس واسطے قدر نہیں کہ یہ بار بار اس خدا کا کلام ہے یہاں یہ شبہ [illegible] نہیں لیکن [illegible] آپ مسلمان ہیں اور آخرت و قیامت کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ پھر [illegible] بے قدری کی کیا وجہ ہے۔ واللہ اس حالت پر افسوس کریں گے [illegible] رات دن قرآن کی تلاوت کیوں نہ کی جو آج مالا مال ہو جاتے۔ اور اس وقت [illegible] اور عبادات پر افسوس ہوگا جو آج کل تحصیل قرآن میں کئے جاتے ہیں۔

عقلی اور طبعی محبت

مجھے [illegible] کی شکایت ہے کہ [illegible] تلاوت قرآن کا پوری طرح اہتمام نہیں کرتا بعض یہ عذر کرتے ہیں کہ ہم کو فرصت نہیں ملتی [illegible] زیادہ [illegible] ہے مگر [illegible] ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ [illegible] بہت وقت [illegible] ہیں۔ [illegible] وقت تم کو کہاں سے فرصت مل جاتی ہے۔ [illegible] تلاوت قرآن [illegible] اس وقت نہیں [illegible]

تعلق [illegible]

[illegible] دوستوں سے [illegible] کا تعلق نہیں۔

[illegible] اگر خدا تعالیٰ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ [illegible] (۱۲)

[illegible] محبت نہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی محبت سے

[illegible] سے بڑھ گئی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے کیا فائدہ؟

[illegible] سے گمراہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... جب صحابہ کرام [illegible]

[illegible] قرآن پڑھنا گویا اللہ تعالیٰ سے

باتیں کرتا ہے۔ پھر حیرت ہے کہ آپ عاشق ہو کر اپنے محبوب سے باتیں کرنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ محبت وہ چیز ہے کہ عاشق طرح طرح سے اس کے بہانے ڈھونڈا کرتا ہے کہ محبوب سے باتیں کرنے کا موقع ملے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا تھا

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ۔ اے موسیٰ! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

اس کے جواب میں صرف اتنا کافی تھا کہ عصا کہہ دیتے مگر نہیں چونکہ ان کو محبت تھی تو اس وقت کو غنیمت سمجھ کہ محبوب سے باتیں کرنے کا موقع ملا ہے۔ انہوں نے تفصیل سے جواب دیا

هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي ۔ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اس سے بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔

کتنی طویل کی ہے کہ ھی بڑھا دیا تو یائے متکلم کا صاد کیا پھر اس لکڑی کے منافع دو جملوں میں بیان کئے اور اس کے بعد فرما دیا۔ وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۔ کہ اس میں میرے اور بھی مقاصد ہیں۔ یہ اس واسطے بڑھایا تاکہ آئندہ بھی کلام کی گنجائش رہے کہ شاید حضرت حق دریافت فرمائیں کہ ہاں صاحب وہ دوسرے مقاصد کیا ہیں اور وہ بھی بیان کیجئے۔ تو پھر اور باتیں کروں گا۔ یا خود ہی عرض کروں گا کہ حضور! اس وقت اس کی شرح نہ ہوئی تھی۔ اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ غرض آئندہ باتیں کرنے کی گنجائش رکھ لی۔ یہ بات بھی ذہن میں آ گئی۔

غرض عشاق کو محبوب سے باتیں کرنے میں عجیب مزہ آتا ہے اور یہ دولت مسلمانوں کو گھر بیٹھے ہر وقت نصیب ہے کہ وہ جب چاہیں اللہ تعالیٰ سے باتیں کر لیں یعنی قرآن کی تلاوت کرنے لگیں۔ پھر حیرت ہے کہ قرآن کے بدون سمجھے پڑھنے کو بے فائدہ سمجھا جاتا ہے۔ کیا یہ فائدہ کچھ کم ہے۔ صاحبو! یہ بہت بڑی دولت ہے مگر اس کی قدر محبت والے جانتے ہیں۔ اس محبت کی صورت ... ہے عشاق کی تو یہ حالت ہے کہ محبوب کا نام سننے میں بھی مزہ آتا ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

ألا فاسقني خمرا وقل لي هي الخمر ۔ ولا تسقني سرا متى أمكن الجهر

کہ مجھ کو شراب پلا اور زبان سے بھی کہتا رہ کہ شراب ہے شراب ہے۔ جب شراب سے منہ لگ جانے کے بعد اس کی کیا ضرورت ہے کہ نام بھی لیا جائے اس کا یہی راز ہے کہ محبوب کا نام سننے میں

بھی مزہ آتا ہے۔ پھر خصوصاً جب کہ مسلمان کو توحید کا کامل ثبوت بھی انہوں نے دیا ہے۔ اور قرآن سے زیادہ خدا کا نام کسی کتاب میں نہ ہوگا۔ ہر آیت میں قریب قریب بار بار خدا کا نام آتا ہے اور جا بجا حمد و ثنا اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ کوئی نہیں کر سکتا اور گو اللہ کے ذکر کے طریقے بھی ہیں مگر نماز اور تلاوت قرآن سے زیادہ کوئی طریقہ بہتر نہیں۔ حدیث سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔

الفاظ سے عشق

رسول ﷺ کو قرآن کے الفاظ کا اس قدر عشق تھا کہ آپ خود تلاوت کرتے ہی تھے، ایک دفعہ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا علیک انزل وعلیک انزل (اوکما قال) یا حضور ﷺ میں سناؤں حالانکہ آپ ہی پر تو قرآن اترا ہے۔ فرمایا ہاں! میں دوسرے کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ آنحضور ﷺ سے معانی سے زیادہ محبت کیا ہوتی حالانکہ قرآن آپ پر اترا تھا۔ اور اس کے معانی بھی آپ کے ذہن میں حاضر تھے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے الفاظ سے آپ کو عشق تھا۔ اور دوسرے کی زبان سے سننے میں جو یکسوئی کے ساتھ مزہ زیادہ آتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ صرف الفاظ قرآن بھی جداگانہ حق تعالیٰ کے مطلوب و مقصود ہیں۔

حضور ﷺ سے بڑھ کر حفاظ قرآن کا شوق اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کی قرأت کی طرف بہت توجہ فرماتے اور نہایت توجہ سے سنتے ہیں۔ اب غور کیجیے کہ اگر کسی عاشق کو کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ محبوب میرا کلام سن رہا ہے تو بتلایئے وہ کیسے مزے لے لے کر گائے گا اور کس طرح بنا سنوار کر پڑھے گا۔ پس حضور ﷺ سے افضل اور اصدق کون مخبر ہوگا۔ سو حضور ﷺ نے ہم کو خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ قرآن پڑھنے والے پر بہت متوجہ ہوتے اور نہایت توجہ سے اس کی قرأت سنتے ہیں۔ اس سے بھی الفاظ کا مقصود ہونا ظاہر ہے کیونکہ قرأت اور استماع الفاظ ہی کے متعلق ہے نہ کہ معانی کے۔ اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہم کو قرآن پڑھتے ہوئے اس امر کا استحضار کرنا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہماری قرأت کو سن رہے ہیں۔ اس مراقبہ کا اثر یہ ہوگا کہ بہت احتیاط اور اہتمام کے ساتھ صحت کا لحاظ کر کے قرأت کی جائے گی اور بے پروائی کے ساتھ نہ پڑھا جائے گا۔

عمر فاروق@ون اردو

توجہ الی الالفاظ کی ضرورت

[illegible]

[illegible]

لذت الفاظ و معانی

[illegible]

[illegible]

الفاظ کی اہمیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@اردو

جب اس مقصود کے لئے ہر عاقل روح عورت کافی ہے اور ایک صورت سے کہ رنگ بھی اچھا ہو، ناک نقشہ بھی خوبصورت ہو اعضاء متناسب ہوں کچھ نہیں ہوتا۔ اگر صورت بیکار ہے تو یہاں صورت پر کیوں مرتے ہو؟ اور یہاں اس کے لئے جان کیوں چھوٹی جاتی ہے؟

اسی طرح دوا میں بہت چیزیں ایسی ہیں جو باہم یکساں خاصیت رکھتی ہیں مگر بعض دوا کی صورت کو بعض کی وجہ سے ترجیح دیا جاتا ہے۔ کیونکہ دوا میں بعض موثر بالخاصہ بھی ہوتی ہیں جیسے تعلیق کہربا خفقان کو نافع ہے۔ تو ایسی دوا صورت نوعیہ کی وجہ سے موثر ہوتی ہیں۔ یہاں صورت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

اسی طرح بہت سے الفاظ باہم متحد المعنی ہوتے ہیں مگر صورت کی وجہ سے ان میں بڑا فرق ہوتا ہے جیسے بعض الفاظ القاب و آداب میں اپنی صورت کی وجہ سے مطلوب ہوتے ہیں اگر ان کی جگہ دوسرے الفاظ ان کے ہم معنی بولے جائیں تو سخت حماقت قرار دی جاتی ہے۔ مثلاً کوئی باپ کو برخوردار اور نور چشم لکھے تو پاگل شمار ہوگا۔ حالانکہ ان کے معنی خراب بھی نہیں۔ برخوردار کے معنی ہیں مطلب کے ہے کہ ہمیشہ دنیا سے پھل کھاتے رہیں یہ سب نصیب ہوں۔ اور نور چشم کے معنی ہیں آنکھ کی روشنی۔ تو باپ تو آنکھ اور کان سب ہی کا وسیلہ ہے۔ یہ آنکھوں کی روشنی بھی اولاد کو باپ ہی سے ملی ہے۔ تو معنی تو برے نہیں مگر الفاظ کی صورت کی وجہ سے کاتب کو احمق اور پاگل بنایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ معنی ہی ہمیشہ مطلوب ہوتے ہیں اور الفاظ مطلوب نہیں ہوتے۔

اس سے بڑھ کر اور سنئے۔ انسان کی ایک صورت ہے اور ایک معنی۔ چنانچہ معنی انسان روح انسانی ہے جس کی بدولت آدمی گدھے، کتوں سے ممتاز ہے۔ تو اگر یہ دعویٰ مان لیا جائے کہ صورت محض بیکار ہے تو ان مدعیوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کا گلا گھونٹ دیا کریں کیونکہ یہ تو محض صورت ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے بلکہ مقصود تو معنی ہے یعنی روح اور وہ گلا گھونٹنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے کیونکہ موت سے ارواح فنا نہیں ہوتیں۔ تو کیا اس کو کوئی عاقل گوارا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

معلوم ہوا کہ معنی کی طرح صورت بھی مطلوب ہے۔ پھر قرآن ہی میں اس کے خلاف یہ قاعدہ کیوں جاری کیا جاتا ہے کہ اس کی صورت یعنی الفاظ بدون معنی کے بیکار ہے۔ الحمد للہ میں نے مختلف وجوہ سے مسئلہ کو ثابت کر دیا کہ الفاظ قرآن بدون فہم معنے کے بھی مطلوب ہیں اور ان کا پڑھنا ہرگز

[illegible]

[illegible]

متن قرآن کا اردو ترجمہ

[illegible]

کو گوارا نہ کر سکے گا۔

اردو میں نماز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تمام میں کوشش کا نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible] للہ اجراں (الاکمال)

[illegible] کی دو ہوتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی کامیابی ہو جاتی ہے [illegible] مطلوب بھی حاصل [illegible] اس وقت حضرت حق کا مطلوب ہے

تفویض و طلب کی ضرورت

[illegible] مطلوب [illegible] تفویض کے ساتھ طلب میں مشغول ہونا چاہیے اور نتیجہ پر راضی رہنا ہو [illegible] موافق ہو یا خلاف [illegible] تو بڑا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] طلب میں مشغول [illegible] حاصل ہے۔

مولانا [illegible] صاحب کا چوری جو رسول نما کے لقب سے مشہور ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ کرامت تھی کہ وہ ہر شخص کو بیداری میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرا دیتے تھے [illegible] کا قصہ ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہ جو میں اس کے معاملے کی تجھے خبر کروں وہ وعدے کروں۔ مگر تجھے عشق کا تحمل نہیں تو عاشق ہونے کا دعویٰ ہی کیوں کیا تھا؟ جب آپ کا امر سودا تھا آپ کو اب تک طلب ہی حاصل نہیں تو مطلوب کیوں کر حاصل ہو۔ طلب تو وہ چیز ہے کہ دل کے اندر پیوست ہو جائے جو کسی کے نکالے نہ نکل سکے۔ گر عاشق خود بھی اس کو نکالنا چاہے تو نکالنے پر قادر نہیں ہوتا شاعر کہتا ہے۔

عدو ہوا ہے ہوس قطعی تمہارا ☆ دعویٰ محبت مصنوعی ہوا ہے

اور جب آپ طلب کو دل میں پیوست کر کے حاصل کر لیں گے نہ چھوڑ سکتے ہیں تو یقیناً آپ کے دل میں طلب نہیں بلکہ کسی قسم کی نام ہے۔ عشق وہ چیز ہے کہ عاشق کو یقین ہو جائے کہ اس کی میری جان جاتی رہے گی اور وصال سے پہلے ہی مر جاؤں گا جب بھی وہ عشق کو نہیں چھوڑ سکتا اور یوں کہے گا۔

گر نے شاید ملامت ہو بہار ☆ مگر وہ عشق ست طلب مرا

عاشق موت سے بھی نہیں ڈرتا بلکہ وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ محبوب بھی دیکھے کہ میں اس کی محبت میں جان دے رہا ہوں تاکہ اس وقت محبوب سے ملاقات نصیب ہو سکے۔

بجرم عشق تو ام می کشند غوغائیست ☆ تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

وفا عاشق کے لیے کوئی خطرہ [illegible] کامیابی ہے وہ عشق حقیقی کا اسم [illegible] محبت [illegible] کامیاب [illegible] کامیابی نہیں سمجھتے۔

میرے جواب کے بعد بن عالم صاحب کا دوسرا خط آیا کہ اب تو مجھے صاف ہی کہنا پڑا۔ عادت [illegible] صاف [illegible] میں [illegible] معلوم [illegible] تفصیل سے معلوم [illegible] مجھے معلوم [illegible] کامیاب [illegible] تو یہ طالب کو [illegible] کے طلب میں کیسی شرطیں [illegible] طالب کی شان تو یہ ہونا چاہیے کہ۔

[illegible]

نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

راحت طلبی کا نتیجہ

[illegible]

میں شان سے شان تعلق ہوں ہے اور ہر پہلو بڑھتی جاتی ہیں اس لئے اہل اللہ نے اس تجویز ہی کو رخصت کر دیا۔

اہل اللہ کی راحت کا راز

[illegible]

اور کہتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

یہ تو راحت کا حال تھا

عزت حکام واہل اللہ کا فرق

عزت کو دیکھو تو اہل اللہ کی عزت دنیاداروں حکام تک سے قلوب میں ہوتی ہے جن کی دنیا والے خوشامد کرتے پھرتے ہیں پچھلے دنوں لفٹیننٹ گورنر مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کی زیارت وملاقات کو حاضر ہوئے تھے۔ یہ عزت نہیں تو اور کیا ہے۔ کوئی ہاتھی پر چڑھنے کا نام عزت تھوڑا ہی ہے۔ پھر اہل اللہ کی عزت محبت وانشراح کے ساتھ ہوتی ہے اور دنیا والوں کی عزت خوف ضرر وقہر کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر جنگل میں بھی جا بیٹھیں تو وہیں قلوب مجتمع ہو جاتے ہیں [illegible] دنیا والے جب اپنے مقام وعہدہ سے الگ ہوئے پھر ان کی خاک بھی عزت نہیں ہوتی۔ [illegible] کی پنشن [illegible] ہو گی اول وہاں بھی جو کوئی ان سے سلام بھی نہیں کرتا۔ یہ جو لوگ ان کو [illegible] سلام کرتے ہیں یہ اسلام میں ان کے کوٹ پتلون کو سلام ہوتا ہے۔ اور یہ کوٹ پتلون کو چھوڑ کر معمولی لباس پہن کر نکلیں پھر دیکھیں کہ کوئی سلام کرتا ہے۔ اور اہل اللہ کی حالت یہ ہے کہ [illegible] اور جس [illegible] شخص بھی [illegible] ان کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ عزت [illegible] کی وجہ سے نہیں بلکہ اس ذات [illegible] کی وجہ سے ہے جس کا نور ان کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے اور ہر شخص کو نظر آتا ہے۔

نور حق ظاہر بود اندر ولی ☆ نیک بیں باشی اگر اہل دلی

اور کسی نے اردو میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور ☆ کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

[illegible] کا نام ہے [illegible] عزت [illegible] حاصل [illegible] اور [illegible] رہتے ہیں [illegible] ہوتا ہے [illegible]

کشتگان خنجر تسلیم را ☆ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

[illegible] اہل اللہ کا نام [illegible] ہے [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب کو معلوم ہے [illegible] عظمت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کا خرقہ [illegible] محفوظ چلے ہوتے ہیں [illegible] بادشاہوں کے [illegible] کا نشان بھی آج معدوم

ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابل تعجب ہے وہ یہ کہ حضرت شیخؒ کے خرقہ میں صد ہا پیوند اس وجہ سے لگے ہیں کہ شیخؒ نے سالہا سال تک اس کو پہنا تھا جہاں سے پھٹا وہاں کسی نہ کسی قسم کا بھی کسی طرح کا پیوند لگا دیا۔ مگر آج کل جو درویشوں کا خرقہ تیار ہوتا ہے اس میں قصداً رنگ برنگ کے پیوند لگائے جاتے ہیں جس سے محض خوبصورتی اور نام مقصود ہوتا ہے۔

چنانچہ لاہور میں ایک درویش نے خرقہ بنایا تھا جو جابجا دوستوں میں مل کر تیار ہوا تھا۔ ظالم نے اس میں قیمتی کپڑوں کے پیوند رنگ برنگ کے لگائے تھے۔ دوسرے کی دریوں سے مانگ مانگ کر جس میں کثرت سے چوری کے تھے۔ سو یہ خرقہ ریا ہے خرقہ مدانی ہے خرقہ درویشی ہے جو حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ٹھیک مصداق ہے۔

نقد صوفی نہ ہمہ صافی بیغش باشد ... اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

یہ صرف خرقہ ہی میں یہ بات نہیں بلکہ اہل اللہ کے ... اور کسی کو ... بات بھی عیب نہیں۔ اس کی بات دنیا میں تو ہے ہی مگر ... کی ... ہے

تعظیم اولیاء کی صورت

چنانچہ ایک انگریز سیاح نے ہندوستان کے متعلق اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ میں نے ہندوستان میں ایک عجیب منظر کو دیکھا کہ ایک شخص ایک مردہ قبر میں پڑا ہوا تمام ہندوستان پر بادشاہت کر رہا ہے کہ چاروں طرف سے لوگ آتے اور اس کے سامنے ادب و تعظیم کے ساتھ دست بستہ کھڑے ہوتے اور نذر گزارتے ہیں اور جو بادشاہ زندہ ہیں ان کے تخت کی بھی عظمت نہیں ہے۔

مگر اس نے اس فعل کو جو وہاں عظمت کے ... دیکھا ... ہندوستان ... جرم ہے۔ میں ... قبروں کو چومتے ... دیکھا ... وہ اس کی وہی عزت و عظمت ہے جو قلوب عالم میں جاگزیں ہے ... کا تصور ... ہے جس کی قبر پر ... کوئی جا کر بھی نہیں پوچھتا۔

اسی طرح حضرات اولیاء اللہ کے مزارات کی تعظیم کی جاتی ہے ... عالیشان پختہ بنائے جاتے ہیں۔ یہاں بھی منشاء وہی عظمت ہے مگر اس کا ظہور بری طرح ہوا ہے ... شرعاً تعظیم اولیاء کی یہ صورت ... ہے اہل اللہ کی تعظیم کچھ اسی میں منحصر نہیں کہ ان کے مزار پختہ بنائے جائیں وہ تو کچی قبر میں

عمر فاروق@اردو

بھی ایسے ہی مظہر ... بن چکے ہیں ... جو اس وقت ... ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی قبر ... ایک میت ... قبروں پہ خاک سی نہیں اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اس کو معلوم ہو جائے ... وہ چشمہ تھا ... کسی کی آنکھیں بند ہوں تو وہ ... اور رحمت ... محسوس ہیں۔ اور یہ بھی [illegible]

[illegible]

اخلاص کی قدر و قیمت

[illegible]

عمر فاروق@ون اردو

زیارتِ قبور کی غرض

[illegible]

اور معول نانی فرماتے ہیں

[illegible]

نکاح کی شرائط

[illegible]

عمرفاروق@ون اردو

ان جواب میں ان لوگوں سے [illegible] پختہ قبر بنانا [illegible] خلاف سنت [illegible] اس بیت سے کہ یہ [illegible] سے کل کی حالت ہے [illegible] [illegible] [illegible]

چنانچہ میں ایک بار حضرت شاہ [illegible] [illegible] [illegible] لکھی ہیں۔

۱۔ سماع ۲۔ مسح ۳۔ مسواک ۴۔ آلہ جات

سماع کے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] بزرگوں کی شرائط کے خلاف ہے۔

پختہ قبروں کی ممانعت

غرض کہ صاحب [illegible] ہیں۔ چنانچہ مجاوروں نے [illegible] کہ قبر پختہ بنانا شریعت میں ممنوع ہے

[illegible] پکی قبر بنانے سے جو شریعت نے منع کیا ہے۔ حقیقت میں [illegible] اس وقت تک سب قبریں پختہ ہی ہو گئیں

[illegible]

[illegible] کی مدت کے بعد زراعت بھی کر سکتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

فیوض قبوری کی نوعیت

[illegible]

یہ خاص جلسہ میں بھی بیان کیا تھا۔ اس وقت بہت لوگوں کا جو غلط عقیدہ ہو گیا ہے اس کے اظہار خیالات سے معلوم ہوا۔ خیر یہ تو نئی تعلیم یافتہ جماعت کا قصہ تھا جس کا جواب مذکور ہوا۔

جاہل درویشوں کی غلطی

ایک شبہ درویشوں کا ہے جو پیدا ہوا ہے ان میں بھی طبقہ ہے اور مسلمانوں کو عموماً درویشوں کی طرف میلان بھی زیادہ ہے حتیٰ کہ جو تعلیم یافتہ طبقہ کہلاتا ہے وہ بھی رجوع کرتا ہے اور وہ بھی ان کے معتقد ہیں خواہ وہ کیسے ہی درویش ہوں یا پیشہ ور ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کو کارخانہ الٰہی میں دخیل سمجھتے ہیں اور اس کے لئے ایک شعر مشہور کر رکھا ہے۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ ۔ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

مگر اس کے جو معنی عام لوگوں نے سمجھے ہیں وہ باطل محض ہیں کیونکہ اس میں جو حدیث مذکور ہے معلوم ہوا کہ اصل مدار قضا و قدر پر ہے۔ تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہر چیز جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ان میں سے جاہل درویش یوں کہتے ہیں کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے ایک باطن۔ ایک صورت ہے ایک معنی اور اصل مقصود معنی ہے صورت مقصود نہیں۔ اور قرآن کے الفاظ وغیرہ اسی طرح نماز روزہ وغیرہ یہ سب صورت ہے البتہ مقصود نہیں۔ اسی سے وہ اس کے بعد معتقد ہیں کہ جب معنی و حقیقت تک رسائی ہو جاتی ہے تو عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ شریعت کا ہے اس میں کسی کا قول اور کشف معتبر نہیں اور شریعت کا حکم ہے کہ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

جس سے معلوم ہوا کہ موت تک عبادت ضروری اور عبادت صورت و معنی دونوں کے متعلق ہے بلکہ زیادہ حصہ عبادت کا فعل جوارح ہی ہیں۔ قلب سے صرف نیت شرط ہے اس سے یہ قول غلط ہے کہ مقصود صرف معنی ہے ظاہر مقصود نہیں۔ مگر ان جاہل درویشوں نے ایک اور کمال کیا کہ خود اس آیت ہی کے معنی بدل دیئے اور یہ کہا کہ یقین سے مراد ایک خاص درجہ معرفت کا ہے جب عارف اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو عبادت معاف ہو جاتی ہے۔ اور اس سے پہلے پہلے عبادت کا مامور ہے۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد صرف باطن سے عبادت کا مامور ہوتا ہے کہ دل سے خدا کا ذکر کرتا رہے۔ نماز روزہ کی صورت ضروری نہیں رہتی اور اس کا نام ان لوگوں نے طریقہ قلندری رکھا ہے مگر یہ ساری خرابی قرآن کے نہ جاننے کی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حقیقتِ قلندری

کی وجہ سے بعض پر جو حیثیت میں نمایاں ہوتے ہیں [illegible] کی مشقت [illegible] دیا۔ [illegible] غلط ہے کہ عبادات اطاعات عامہ کی مقام پر معاف ہو جاتی ہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جس قدر قرب بڑھتا ہے اتنی ہی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ عوام سے ترک مستحب بلکہ سنت غیر مؤکدہ کے ترک پر مواخذہ نہیں ہوتا اور مقرب سے ذرا سی خلاف سنت پر مواخذہ ہوتا ہے۔ یہ بھی اسی قسم کا ہو تو ہے [illegible] مقام کے اعتبار سے تغیر کی وجہ [illegible] مواخذہ نہیں ہوتا اور [illegible] موقع ایک بات یہ ہے [illegible] کی مصیبت ہوتی ہے [illegible] ایک [illegible] بوجھ لی

کہ غیرت پر [illegible] ہی نہیں ہو سکتا۔

اس [illegible] صورت مقصود نہیں بلکہ معنی مقصود ہے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ [illegible] مختلف ہیں۔ جیسے شیرینی کی اقسام مختلف ہیں۔ ایک شیرینی [illegible] ایک [illegible] ایک آم کی، ایک گنے کی۔ ظاہر ہے کہ شیرینی کی جنس مشترک ہے مگر انواع مختلف ہیں۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ [illegible] سے انار اور آم کی شیرینی حاصل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ جس معنی کو آپ مقصود سمجھے ہوئے ہیں اس کی انواع مختلف ہیں۔ ایک روح نماز کی ہے وہ نماز ہی سے حاصل ہوگی۔ ایک روح صوم کی ہے وہ روزہ ہی سے حاصل ہوگی۔ ایک روح تلاوت قرآن کی ہے وہ تلاوت قرآن ہی سے حاصل ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف ذکر قلبی سے نماز کی روح بھی حاصل ہو جائے، روزہ کی بھی اور تلاوت قرآن کی بھی۔ جس میں نے مانا کہ معنی مقصود ہیں مگر وہ معنی بدون ان خاص صورتوں کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب جو شخص بدون نماز کے یہ دعویٰ کرے کہ مجھے نماز کی روح حاصل ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس کی بالکل ایسی مثال ہے جیسے کوئی گنا چوس کر یہ کہے کہ مجھے انار و آم کی شیرینی کا مزہ حاصل ہے۔ بس درویش کان کھول کر سن لیں کہ نماز اور تلاوت قرآن کی روح نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے ہی سے حاصل ہوگی۔ بدون اس کے قیامت تک ان کی روح حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کو بھی تلاوت قرآن لازم ہے۔ اس کا خاص طور سے اہتمام کریں اور محض ذکر پر کفایت نہ کریں۔ یہ درویشوں کی غلطی تھی۔

جماعت علماء کی غلطی

اب میں اختصار کے ساتھ اپنی جماعت کی بھی ایک غلطی ظاہر کرتا ہوں [illegible] وہ خوش نہ ہوں کہ تمام سب سے اچھے ہیں بلکہ وہ بھی ایک غلطی میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ علماء نے محض کتابی علم کو کافی سمجھ رکھا ہے۔ یہ علم حاصل کرنے کے بعد کسی کی ضرورت نہیں سمجھتے [illegible] سے مقصود عمل کی ہے۔ [illegible] بات یہ ہے کہ ان کے اخلاق پاک و درست نہیں [illegible] جس میں اخلاق مجھے سخت ناگوار [illegible] کیا چیز ہیں۔ شفقت کو [illegible] سخت [illegible]۔

ایک شخص [illegible]

[illegible]

کمال پیدا نہ کرے پھریں۔

[illegible] ہوتی ہے۔

ہر شخص [illegible] جماعت [illegible] چاہیے۔

[illegible] بعد خشیت [illegible]

[illegible] مستحق [illegible]

[illegible] ہے۔

چنانچہ ایک [illegible]

[illegible]

سخت ناگوار ہوئی مگر چونکہ معتقد [illegible]

سلامت رہیں تو کیا چاہیے بس وہاں سے اجازت ہو گئی۔ جس پایہ ہوا تو تھی ہی، بزرگ کے سامنے جاتے ہی برجستہ یہ مصرع پڑھا کہ

در درویش را دربان نہ باید

بزرگ نے فی البدیہہ جواب دیا

بباید تا سگ دنیا نیاید

بادشاہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

اسی طرح جب شاہجہان حضرت شیخ سلیم چشتی کی زیارت کو گئے تو شیخ پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے آتے ہی پیر نے [illegible] بیٹھ گئے۔ بادشاہ کے ساتھ ایک عالم بھی تھے۔ انہوں نے اس حرکت سے ناگواری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آپ [illegible] شیخ نے [illegible] جواب دیا کہ جب سے ہاتھ سمیٹ لیے۔

تو یہ [illegible] استغنا [illegible] حاصل نہیں ہوتے اسی کو حضرت [illegible] فرماتے ہیں

[illegible]

یہ تو حب جاہ سے متعلق [illegible] حب جاہ کے متعلق [illegible] ہیں۔

[illegible]

مجنوں [illegible] عاشق [illegible] ہمیشہ [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] چنانچہ [illegible]

عاشق بدنام کو پروائے ننگ و نام کیا ☆ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عشق [illegible] معشوق [illegible]

[illegible] عشق کو حاصل نہیں کرتے [illegible] میں حب جاہ باقی رہتا ہے۔ [illegible] منصب [illegible] کی فکر رہتی ہے۔ ہر شخص اپنے لیے اسی کی کوشش کرتا ہے

جیسے کونسل کی ممبری کے ووٹ [illegible] چاہتے ہیں۔ [illegible] ایک [illegible]

ہے کہ ہم [illegible] سب سے پچھلی صف میں کھڑے [illegible]

[illegible] ہم [illegible] پیچھے رہنا چاہتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اشاعت کرنے والوں کی تعداد بڑھے گی۔

[illegible] مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible] ہوتا ہے یا قاعدہ بغدادی [illegible] مطلب [illegible]

مخلوق کو تعلیم [illegible] شخص جس قدر بھی [illegible]

[illegible] چاہیے [illegible]

[illegible] میں ایک عربی مدرسہ قائم [illegible] ہے۔

علماء کو انتباہ

میں علماء سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ [illegible] مذاق پیدا کرو اور اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہمارے اکابر اسی شان کے تھے۔

قابل عمل مثال

[illegible]

تو وہ ذاکر میں جس وقت کی [illegible] تک ہو جو وہ کی دن
میں [illegible]
[illegible]
[illegible] میں اپنے گھر میں یا جنگل میں بیٹھ
کر اپنے خدا کو یاد کر لوں گا۔

دنیا و دین کی راحت کا راز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور پھر اٹھا لو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نکات متعلق حروف مقطعات

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقصود ہونا قرآن سے محض معانی مقصود نہیں بلکہ الفاظ بھی مقصود ہیں۔ یہ جو بعض الفاظ قرآن میں غیر معلوم المعنی ہیں اگر صرف معانی مقصود ہوتے تو قرآن میں ایسے الفاظ کیوں ہوتے حالانکہ وہ [illegible] یہ نکتہ اس میں یہ ہے کہ حروف مقطعات میں [illegible] کو جمع کیا گیا ہے جس سے بعض اہل کشف نے بعض حوادث پر [illegible] پیشین گوئی کے [illegible]

خلاصہ بیان کا یہ ہے کہ محض الفاظ کو مقصود سمجھو اور معانی کو بیکار نہ محض معانی کو مقصود سمجھو اور الفاظ کو بیکار بلکہ قرآن سے الفاظ و معانی دونوں مقصود ہیں۔ اسی لئے اصولیین نے کہا ہے کہ القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعا۔ اور [illegible] صاحب نے جو قرآت بالفارسیہ کا جواز [illegible] ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ قرآن کا مصداق صرف معنی کو سمجھتے ہیں بلکہ اس کا منشا دوسرا ہے جس کو اصولیین نے مفصل بیان کیا ہے۔ پھر امام

صاحب کا یہ قول مرحوم عراقی کے حسن کے [illegible] صاحب نے جو حسن [illegible] ہے وہ فرمایئے قول سے مستدل ہو [illegible] صورت [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] بھی شان ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

[illegible] ہر رنگ [illegible] صورت [illegible] معنی [illegible]

میں نے شاید پہلے بھی اس موقع پر [illegible] کہ آج کل [illegible] کہتے ہیں تو یہ لوگ صرف سیرت ہی کو [illegible] صورت کا بھی [illegible] ہوتا ہے۔ یقیناً صورت و سیرت دونوں کی رعایت کی حاجت ہے [illegible] میں صورت [illegible] ہوئی۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] خلاف [illegible] رومی کی طرف ایک شعر منسوب کر رکھا ہے

[illegible]

صاحب [illegible] کہ یہ شعر مثنوی کا نہیں ہے نہ معلوم کس کا شعر ہے [illegible] سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ پھر دلائل شرعیہ کے سامنے شعراء کے [illegible] کی کیا وقعت [illegible] اس شعر میں تاویل کرنا واجب ہوگا اگر کسی مقبول کا ہو ورنہ وہ شعر ہی مردود ہے۔ اور قرآن میں سب فطری ہے، لفظ بھی معنی بھی، اس میں چھلکا مغز [illegible] کی تو یہ شان ہے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ☆ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

حسین آدمی کی ہر ادا [illegible] ہوتی ہے۔ اس کی کوئی چیز [illegible] نہیں ہوتی بلکہ ایک چیز بھی کم ہو جائے تو حسن میں کمی ہو جائے گی۔ بس اب میں ختم کرتا ہوں اور میں نے آپ حضرات کا بہت وقت لیا اس کی معافی چاہتا ہوں (مجمع سے آواز آئی مرحبا مرحبا جزاک اللہ جب تک جی چاہے بیان فرمایئے ہم سب مشتاق ہیں۔ فرمایا) بس اب میں ختم کر چکا حق تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ہم کو عمل کی توفیق ہو اور فہم سلیم عطا ہو۔

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العلمین

عمر فاروق@ون اردو

تسہیل التعلیم

تعلیم کو عام کرنا

تعلیم کو عام [illegible] سے متعلق [illegible] مولانا [illegible] صاحب نے لکھا ہے [illegible] مظفر نگر میں [illegible] دیا [illegible] میں ۱۰۰ سے قریب [illegible] اردو تعلیم [illegible] حضرات [illegible] تھے حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] سمجھنے میں [illegible]۔

عام [illegible] دینی [illegible] کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور [illegible] پڑھنے کی ہر ایک [illegible] فرصت [illegible] تھی تو اب [illegible] نے اردو میں بھی مسائل سیکھنے کیونکہ اردو میں مسائل پڑھ لینے کو وہ علم ہی نہیں سمجھتے (حالانکہ) اردو میں علم دین پڑھ لینے سے بھی وہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں جو احادیث و قرآن میں علم کے لئے وارد ہیں۔

خطبۂ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارك وسلم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

تمہید

ان آیتوں میں جزو اول ایک بڑی آیت کا ٹکڑا ہے جس میں ایک قصہ مذکور ہے۔ پوری آیت میں نے اس لئے نہیں پڑھی کہ جو مقصود اس وقت قابل بیان ہے وہ اس میں مذکور نہیں بلکہ وہ صرف اسی جزو میں مذکور ہے جس کو میں نے تلاوت کیا ہے۔ اگرچہ وہ قصہ بھی جو پوری آیت میں ذکر کیا گیا ہے ضروری ہے۔ اور قرآن کا کوئی جزو ایسا نہیں ہے جو ضروری نہ ہو مگر خاص وقت اور خاص محل کی وجہ سے کسی ایک جزو کو بیان کے لئے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے پوری آیت کی تلاوت نہیں کی بلکہ اخیر جزو پر اکتفا کیا اور تبلیغ کے موقعہ پر ایسا کرنا جائز ہے چنانچہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے بھی بعض دفعہ موقع استشہاد میں جزو آیت کی تلاوت پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن نماز میں ایسا کرنا چاہیے کہ ایک آیت کو بیچ میں

عمر فاروق@...

سے پڑھنا شروع کرے یا وسط میں سے تلاوت کرے، نماز میں چھوٹی آیت یا چھوٹی سورت پڑھنی چاہیے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ لمبی کی کوئی ممانعت ہو گئی، ہاں ایسی سورت جس سے مقتدیوں کو تکلیف ہو بلکہ ہر وقت کے مناسب جتنی مقدار فقہاء نے بتائی ہے اس کے موافق سورتیں پڑھنا چاہئیں۔ نماز کا تو یہ حکم ہے مگر تبلیغ میں اس کا مضائقہ نہیں کہ ایک آیت وسط میں سے شروع کر دے یا درمیان میں قطع کر دے۔ یہ وجہ تھی جزو آیت پر اکتفا کرنے کی۔

رہا یہ کہ میں نے اس جزو کو اس وقت کیوں اختیار کیا۔ سو اگرچہ مضامین قرآن سب ہی ضروری ہیں اور کسی بنا پر وہ حصہ بھی ضروری ہے جو اس آیت میں مذکور ہے لیکن اس وقت یہ بیان ایک علمی مدرسہ میں ہو رہا ہے جو علم دین کی تعلیم کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہوا کہ علم کے متعلق کچھ بیان اور بحث کی جائے اور طلبہ کو علم کے حقوق سے آگاہ کیا جائے اور اس میں جو کوتاہی کی جا رہی ہے اس کی اصلاح کر دی جائے۔

علم سحر

علم کا بیان جس عام طریق پر میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں وہ اسی جزو آیت میں مذکور ہے جس کو میں نے پڑھا ہے۔ چنانچہ ترجمہ سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ

اور یہ لوگ سیکھتے ہیں ایسا علم جو ان کے لئے مضر ہے اور نافع نہیں۔ یہاں ان لوگوں سے مراد یہود ہیں اور اس علم سے مراد سحر ہے۔ اوپر سے یہود کی مذمت مختلف طریقوں سے مذکور ہو رہی ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں ان لوگوں کی بھی مذمت بیان کی گئی ہے جو سحر میں مبتلا تھے اور اس کے متعلق ہاروت ماروت کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ گو چونکہ اس قصے کو مقصود وعظ کے ساتھ زیادہ تعلق نہیں مگر تاہم اس لئے اس کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

اس کے بعد آیت قرآنی نقل کی ہے جس میں تلاوت کیا تھا، مقصود ان سب سے یہودی مذمت بیان کرنا ہے کیونکہ ان میں سحر کا بہت چرچا تھا اور اس میں بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر بھی سحر کیا تھا جس کا اثر بھی حضور ﷺ پر ہو گیا تھا۔ پھر وحی کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا گیا کہ آپ پر فلاں شخص نے سحر کیا ہے۔ چنانچہ سورہ الفلق میں اس طرف اشارہ ہے وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ۔ اور (آپ کہئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں مدد سے ان عورتوں کی جو گرہوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونک مارنے والی ہیں۔ گرہوں پر پھونک مارنے کی تخصیص اس لئے ہے کہ حضور ﷺ پر جو سحر ہوا تھا وہ اسی قسم کا تھا کہ ایک تانت کے ٹکڑے میں گیارہ گرہیں دی گئی تھیں اور ہر گرہ پر کلمات سحر کو دم کیا گیا تھا۔ اور عورتوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس واقعہ میں عورتوں ہی نے یہ دم کیا تھا۔ دوسرے وجہ تجربہ سے اور بعض علم طبی کے قواعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا سحر بہ نسبت مردوں کے زیادہ موثر ہوتا ہے کیونکہ سحر میں قوت خیالیہ کو زیادہ دخل ہے خواہ وہ سحر حلال ہو یا سحر حرام!

نیت کا اثر

سحر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سحر حرام کہ جس کی بابت میں اکثر سحر کا اطلاق ہوتا ہے۔ دوم سحر حلال جیسے عملیات اور دم اور تعویذ وغیرہ کہ یہ بھی سحر میں داخل ہیں اور اس کو سحر حلال کہا جاتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تعویذ اور دم وغیرہ مطلقاً مباح نہیں بلکہ اس میں بھی تفصیل ہے کہ اگر اس میں اسمائے الٰہی سے استعانت ہو اور مقصود بھی جائز ہو تو جائز ہے۔ اگر مقصود ناجائز ہو تو حرام ہے۔ اور اگر شیاطین سے استعانت ہو تو مطلقاً حرام ہے گو مقصود اچھا ہی ہو۔ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ جب مقصود اچھا ہو تو شیاطین کے نام سے بھی استعانت جائز ہے یہ بالکل غلط ہے خوب سمجھ لو۔

یہاں سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ انما الاعمال بالنیات کا عموم مطلق نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھی نیت سے ہر کام جائز ہو جائے اور حرام کام بھی اچھی نیت سے کئے جائیں وہ حرام نہ رہیں گے بلکہ یہ حدیث امور مباحہ اور طاعات کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی اگر مباح کام اچھی نیت سے کیا جائے تو اس پر ثواب ملتا ہے اور بری نیت سے یہی گناہ ہو جاتا ہے۔ رہیں معاصی وہ محرمات اچھی نیت سے جائز نہیں ہوتے۔

خلاصہ یہ کہ [illegible]

استعانت ہو تو پھر مقصود [illegible] اگر مقصود محمود ہے تو اس صورت میں تو یہ تعلیمات [illegible] کا [illegible] اگر مقصود نا جائز ہے تو [illegible] جیسا [illegible] جیسے استعانت [illegible] نہیں تو اب مقصود چاہے کیسا ہی ہو وہ حرام ہی رہے گا [illegible] شراب مکی ہوئی جیسے کوئی شخص [illegible] لوگوں کو [illegible] رہنا چاہے [illegible] ۔ [illegible] شوق میں [illegible] ہیں ۔ تو مقصود اگرچہ بہت محمود ہے مگر چونکہ اس نے [illegible] ذریعہ بنایا [illegible] اس صورت [illegible] حرام ہی کہا جائے گا [illegible] [illegible] ذریعہ بنایا [illegible] شریعت [illegible] لوگوں [illegible] معلوم ہوئی [illegible] عملیات [illegible] شیاطین [illegible] استعانت ہو [illegible] جان [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کہتا ہوں [illegible] مقاصد [illegible] حق تعالیٰ [illegible] اور محبوب ہے ۔ جب [illegible] شیاطین سے استعانت کیونکر جائز ہو۔

مسلمان کا مذاق تو یہ ہونا چاہئے کہ [illegible] سب سے پہلے یہ دیکھے کہ [illegible] حق تعالیٰ راضی ہیں یا نہیں ۔ جس کام میں خدا تعالیٰ [illegible] ہی مل جائے ۔ چاہے [illegible] اور مسلمانوں کے واسطے خدا کی رضا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے

غور کیجئے [illegible] کوئی محبوب اپنے محبوب کے عوض [illegible] وقت عاشق کیا چاہے گا ۔ یقیناً عاشق محبوب کی رضا [illegible] حاصل [illegible] وہ بہت خوشی سے عوض [illegible] گا ۔ [illegible] نفع نقصان [illegible] جس [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

عمر فاروق@اردو نو

مقام عشاق

یہاں تک کہ عشاق تو رضائے الٰہی کے سامنے جہنم کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اگر خدا تعالیٰ اسی میں راضی ہوں کہ ان کو جہنم میں بھیج دیا جائے تو وہ اس پر بھی خوش ہیں اور اس وقت وہ دوزخ ہی ان کے واسطے جنت بن جائے گی۔ مولانا اسی کو فرماتے ہیں۔

بے تو جنت دوزخ است اے دلربا ☆ با تو دوزخ جنت ست اے جانفزا

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ شاعرانہ مبالغہ ہے ورنہ اگر دوزخ میں ان کو بھیج دیا جائے تو ساری بہادری کرکری ہو جائے۔ سو خوب سمجھ لو کہ یہ مبالغہ نہیں بلکہ سچی بات ہے اور اس وقت بھی اللہ کی ایک مخلوق ایسی ہے جو خدا کی رضا کے سامنے جہنم کی پروا نہیں کرتی۔

دیکھو ملائکہ جو خدا کے مطیع فرماں بردار اور طالب رضا ہیں، ان میں ایک جماعت تو یہ جہنم کی بھی ہے جو دوزخ کی داروغہ اور کارکن ہے اور وہ ہر وقت دوزخ ہی میں رہتے ہیں اگرچہ دوزخ میں ان پر عذاب نہیں ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ان کے سامنے ہر وقت آگ اور دھواں ہے۔ خون اور پیپ کا منظر ہے بڑی بڑی ڈراونی صورتیں ہیں۔ سانپ اور بچھو اور اژدھا وغیرہ ہیں۔ اور ایک جماعت جنت کی کارکن ہے جہاں ہر وقت ان کے سامنے مناظر جنت ہیں۔ باغ اور پھول پھل اور رہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ہیں حسین جمیل عورتیں ہیں، پھر جنتیوں کی صحبت ہے۔ جو سب کے سب مہذب اور شائستہ ہیں۔ اور زبانیہ جہنم کو دوزخیوں سے پالا پڑتا ہے جن کی باتوں میں لطافت نہیں۔ ہر وقت لعن طعن اور گالم گلوچ ہی ہوگی۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا

تو کیا دوزخ اور جنت کے محافظوں کے ان خارجی حالات میں کچھ تفاوت نہیں ہے؟ ضرور ہے مگر کیا زبانیہ جہنم کو دوزخ میں کچھ کلفت ہے ہرگز نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ خدا کی مرضی تو نہیں لیکن اگر تم چاہو تو تم کو جنت کا محافظ بنا دیا جائے جہاں ایسے ایسے مناظر حسنہ ہیں۔ باغات اور نہریں ہیں۔ مہذب آدمیوں کی صحبت ہے لیکن مرضی خدا کی اسی میں ہے کہ تم دوزخ میں رہو، جہاں ایسے مناظر کریہہ ہیں تو وہ یہی کہیں گے۔

بے تو جنت دوزخ ست اے دلربا ☆ با تو دوزخ جنت است اے جانفزا

پھر جب ملائکہ میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جو دوزخ میں رہنے پر ویسے ہی راضی ہے

جیسا کہ حق کے معاملہ حقت میں ہے پھر تو ان میں ذوق کی حالت اس شان کی ہو تو اس پر تعجب کیا ہے۔ کیونکہ ان میں تو عشق و محبت کا مادہ سب سے زیادہ ہے غلط یہ کہنا چاہیے کہ عشق و محبت ان ہی میں ہے۔ افسوس یہ معاملہ شرعی سے بلکہ سچا تو یہ ہے کہ عشق کا کام ہمیشہ عشق ہی ہوتا ہے۔

اسی شعر پر مجھے ایک حکایت یاد آئی۔ جب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا تو اس وقت ہم لوگ مثنوی حضرت سے پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ مطالعہ میں یہ شعر آیا جس میں توحید کا مضمون ہے۔

حملہ شان پیدا و ناپیدا ست باد ☆ آنکہ ناپیدا ست ہرگز کم مباد

اس شعر میں ست چونکہ ناپیدا ست سے مراد حق تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ پہلے اشعار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا نے اس سے پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ عالم میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے فاعل حقیقت میں حق تعالیٰ ہیں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے علم پر شیر کی تصویر بنی ہوئی ہے جب ہوا سے جھنڈا ہلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیر حملہ کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ شیر نہ حرکت کر سکتا ہے نہ حملہ بلکہ ہوا کی وجہ سے اس کو حرکت ہوتی ہے اور حرکت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیر حملہ کر رہا ہے لیکن ہوا ہم کو نظر نہیں آتی بلکہ غائب میں وہ تصویر ہی متحرک معلوم ہوتی ہے یہی مثال ہماری ہے کہ ہم حقیقت میں محض ہیچ ہیں مگر حق تعالیٰ کے تصرف کی وجہ سے عالم میں کچھ فاعل معلوم ہوتے ہیں۔

ما ہمہ شیران ولے شیر علم ☆ حملہ شان از باد باشد دمبدم

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

حملہ شان پیدا و ناپیدا ست باد ☆ آنکہ ناپیدا ست ہرگز کم مباد

یعنی شیروں کا حملہ تو ظاہر ہے مگر ہوا جس کی وجہ سے حرکت ہے وہ ناپیدا ہے یعنی مخفی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ وہ جو مخفی ہے وہ ہرگز کم نہ ہو تو ناپیدا سے مراد حق تعالیٰ ہیں۔ اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے یہ دعا کرنا کیسے صحیح ہے کہ وہ کم نہ ہوں تو میں نے یہ سمجھا کہ مولانا نے محبت کے جوش میں محض شاعرانہ طریقہ پر یہ دعا کی ہے۔ جیسے شان موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں چرواہے کی حکایت مذکور ہیں کہ وہ محض غلبہ محبت میں حق تعالیٰ کی شان میں کہتا تھا کہ تیرے سر میں خوشبو لگاؤں بالوں کے

عمر فاروق@اردو نو

[illegible] سب ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ ان سے پاک ہیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ ان دعاؤں سے بھی مستغنی ہیں کہ فقط [illegible] محبت میں [illegible] کہ جو چیز بھی [illegible] اللہ میاں ہمیشہ سلامت رہیں [illegible] اس شعر میں [illegible] کوئی بات رہ گئی تھی [illegible] مولانا کے [illegible] صاحب حال [illegible] کی طرح [illegible] مطلب [illegible] جب حضرت حاجی صاحب [illegible] آپ نے اس شعر کو [illegible] تعبیر [illegible] جس سے سارے اشکالات ختم ہو گئے اور معلوم ہوا کہ یہ مضمون شاعرانہ نہیں بلکہ سچی بات ہے۔

[illegible] ☆ [illegible]

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں [illegible] اس ایک کلمہ سے شعر حل ہو گیا [illegible] حاجی صاحب کے ارشاد سے حقیقت ظاہر ہو گئی [illegible] مطلب یہ ہے کہ جو چیز [illegible] اب کوئی اشکال [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] اسی طرح اس شعر میں بھی [illegible] ہے۔

[illegible] ☆ [illegible]

[illegible] عذاب [illegible] عارف شیرازی فرماتے ہیں۔

[illegible] ☆ [illegible]

[illegible] ☆ [illegible]

[illegible] رحمت و معیت [illegible] تکالیف [illegible] محسوس نہیں ہوتا۔ بس گر فرشتوں کو جہنم میں عذاب ظاہری بھی

عمر فاروق@اردو ویب

ایک صاحب کہنے لگے کہ میں سود کے [illegible] ہونے کی علت یہ نہیں تسلیم کرتا کہ اس سے [illegible] میں [illegible] ہوگا بلکہ میں اس وجہ سے اسے حرام سمجھتا ہوں کہ اس میں بے مروتی بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ [illegible] بھائی [illegible] میں کہتا ہوں کہ یہ علت ایسی ہے جس [illegible] [illegible] [illegible] کہتا ہے [illegible] یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی بے مروتی تو تجارت میں ہے مثلاً ہم [illegible] اور [illegible] میں [illegible] لگے ہیں [illegible] میں یہ بھی بے مروتی ہے۔ [illegible] مثال ہم [illegible] اور [illegible] میں یہ بھی بے مروتی ہے اسی طرح ایک [illegible] [illegible] شخص جو سود کی صورت میں کوئی فرق عقلی [illegible] ہرگز وہ کوئی فرق عقلی بیان کر سکے گا۔

[illegible] بیع [illegible] تو [illegible] کو بھی [illegible] تھی [illegible] کہتے تھے اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا [illegible] [illegible] قرآن میں [illegible] عقلی [illegible] بلکہ یہ فرق بیان فرمایا۔

احل اللہ البیع وحرم الربوا

[illegible] میں [illegible] بیع اور تجارت [illegible] اور سود [illegible] فرق تعالیٰ [illegible] ہیں [illegible] جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس کو چاہیں حرام کر دیں۔ کسی کو وجہ دریافت کرنے کا کوئی حق نہیں۔

[illegible] جواب میں قرآن کا طرز [illegible] [illegible] کی خراب [illegible] جب [illegible] سوال [illegible] تو [illegible] کے موافق [illegible] کی کوشش [illegible] [illegible] [illegible] علت [illegible] [illegible] [illegible] کی علت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فرق تعالیٰ [illegible]

اصول شریعت

بعض لوگ ہر مسئلہ میں یہ قید لگا دیتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن سے دو [illegible] خواہ [illegible] کوشش کرتے ہیں کہ ان کو قرآن ہی سے ثابت کیا جائے۔ حالانکہ اصول شریعت چار ہیں، کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس۔ تو جب عالم محقق سے کہ وہ کسی مسئلہ کو قرآن سے ثابت کرے [illegible] حدیث سے یا اجماع سے یا قیاس مجتہد سے۔ [illegible] قرآن سے [illegible] ثابت [illegible] تمام مسائل قرآن سے معلوم ہو سکتے تو پھر [illegible] شریعت کی [illegible]

بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز ہے۔ یہاں تک کہ [illegible] ثبوت بھی قرآن سے دینے لگے۔ حالانکہ قرآن میں [illegible] کا یہ مطلب [illegible] [illegible] مٹھائیاں [illegible] بنانے کا طریقہ بھی قرآن میں ہونا چاہیے [illegible] [illegible] اگر کوئی شخص طب [illegible] [illegible] کہتے طب اکبر میں کسی چیز کا ہونا اس کے لئے [illegible] ہوگا۔ اسی طرح قرآن میں [illegible] [illegible] کسی خصوصیت کا ہونا [illegible] ہوگا بلکہ عیب ہوگا۔

قرآن میں دین کی سب باتیں مذکور ہیں [illegible] میں تو قواعد [illegible] ہیں جن سے مجتہدین مسائل [illegible] ایک قاعدہ قرآن میں یہ بھی مذکور ہے

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا

[illegible]

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

[illegible] قیاس سے بھی ثابت ہوتے ہیں [illegible] [illegible] قرآن ہی سے [illegible]

آج کل ایک مرض یہ پیدا ہوا ہے جو قرآن کے سوا کچھ نہیں مانتے۔ یہ غیر مقلدوں سے بھی بڑھ گئے۔ وہ تو قیاس ہی کو نہ مانتے تھے انہوں نے حدیث کو بھی [illegible] ایک شخص نے ایک عالم سے یہ پوچھا کہ عدد رکعات کا ثبوت قرآن سے دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ قرآن میں تو مطلق نماز کا حکم ہے اور بعض آیات میں نماز کے اوقات بھی اشارۃً مذکور ہیں لیکن عدد رکعات [illegible] قرآن میں کہیں بھی نہیں تو [illegible] حدیث سے لیے ہوں گے تو احادیث کا حجت ہونا مسلم ہو گیا ورنہ قرآن میں دکھلاؤ کہ یہ عدد کہاں مذکور ہیں۔ [illegible] ایک دن کی صحبت [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] عدد رکعات کی [illegible] پہلے [illegible] یہ آیت پڑھی

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے فرشتوں کو پروں والا بنانے والا [illegible] اللہ اونی مثال [illegible] فرشتوں کے پروں [illegible] صلوٰۃ کے عدد کا [illegible] ایک آیت [illegible] آیتیں مل جائیں گی۔ چنانچہ ارشاد ہے

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

یہاں بھی وہ عدد موجود ہے جو پہلی آیت میں ہے۔ باقی اس سے تو غرض ہے ہی نہیں کہ یہ عدد کس چیز کا ہے [illegible] فرشتوں کے پروں کا یا منکوحہ عورتوں کا [illegible] العظیم۔

غرض علماء کو یہ طرز اختیار کرنا چاہیے کہ ہر مسئلہ کا قرآن سے ثبوت دینے کی کوشش کریں یا مسئلہ عقلی [illegible] طرز سے [illegible] شریعت [illegible]۔

[illegible] صاحب [illegible] نے اپنا قصہ بیان کیا کہ ایک شخص [illegible] نصیحت کی کہ تم داڑھی [illegible] اس سے توبہ کر لی چاہیے۔ وہ کہنے لگے کہ داڑھی کا ثبوت تم قرآن سے دو

عمر فاروق @ اردو

سے داڑھی کی بھی توبہ کروں گا۔ میں نے کہا کہ قرآن سے داڑھی کا ثبوت میں دے سکتا ہوں چنانچہ میں نے یہ آیت پڑھی

قال یبنؤم لا تاخذ بلحیتی ولا برأسی

ہارون علیہ السلام نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ اے میرے ماں جائے! میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام کے داڑھی تھی ورنہ موسیٰ علیہ السلام اسے کس طرح پکڑتے۔

میں نے ان حضرت سے یہ بھی کہا کہ وہ شخص تم سے یہ سوال کرتا کہ اس آیت سے تو داڑھی کا ثابت ہوا کہ ہارون علیہ السلام کے داڑھی تھی، یہ کب ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا واجب ہے۔ تو تم کیا جواب دیتے۔ اور وجوب ثابت کرنے کے لیے [illegible] تکلیف [illegible] داڑھی والی [illegible] داڑھی دیکھ [illegible] سے وجوب ثابت ہو گیا۔

وہ کہنے لگے [illegible] شخص تو مولوی [illegible] تھے۔ میں نے تو [illegible] یہ شخص [illegible] ہم طالب علموں میں اور آپ میں [illegible] دلیل کی [illegible] تو [illegible] ہیں [illegible] کی ضرورت [illegible] سمجھتی۔ ہم تو حق [illegible] بات سے واقف ہیں [illegible] تھے۔ [illegible] طالب علم مذاق سے ہوتی [illegible] کو [illegible] طرز [illegible] بہت [illegible] ہیں۔ [illegible] خوش ہوتے [illegible] بہت سے ساتھ [illegible] لکی کے جیسے بچوں [illegible] مشہور ہے۔

ایک شخص نے ایک بچہ پالا تھا اس نے پچھلا سکھایا تھا۔ جب آتا [illegible] وہ کہتا [illegible] تھا۔ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] نہیں۔ اس سے بھی [illegible] یہ تعلیم یاد ہے [illegible] یہ مطلب [illegible] ہو گیا ہے اتنی بھی [illegible] کچھ خط [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] سب معلوم [illegible] تھا [illegible] نہیں [illegible] بچے سے زیادہ [illegible] بھی ایک بچہ ہوتی ہے۔ چنانچہ [illegible] بار بار [illegible] بیٹھ جاتی چنانچہ [illegible] کچھ [illegible] تھا [illegible] جو موجود ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] ہو گئی [illegible] تو میں اس

عمر فاروق@ون اردو

پتھر سے اس کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ وہ مکھی آ گئی اور ریچھ نے تاک کر ایک بڑا سا پتھر آقا کی ناک پر مارا۔ مکھی تو نہ معلوم مری یا نہیں مگر آقا کے دماغ کا بھرتہ ہو گیا۔

جس طرح اس ریچھ نے اپنے نزدیک تو آقا کی خدمت ہی کی تھی اور مکھی کا ارادہ صرف مکھی کو مارنے کا تھا۔ اس نے آقا کو ہلاک کرنا نہ چاہا تھا۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ دوستی حقیقت میں آقا کے ساتھ دشمنی تھی۔ اسی طرح آج کل ہمارے یہ نادان بھائی شریعت کے ساتھ ریچھ کی سی دوستی کر رہے ہیں۔

عجب و کبر

اصل راز ایسے گستاخانہ سوالات کا یہ ہے کہ لوگوں میں آج کل عجب و کبر غالب ہے۔ انقیاد کا مادہ مفقود ہوتا جاتا ہے۔ کسی کے احکام شرعیہ و حدیثیہ کے طور پر ماننے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔ اور یہ احکام شرعیہ ہی میں کیا اس عدم انقیاد اور عجب و کبر کا تو ہر معاملہ میں غلبہ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی امر میں اپنی کوئی غلطی بھی محسوس ہو جائے تو اس غلطی کے اعتراف کے لئے آمادگی بھی ایسی مجبوری کی ہے جس سے ذرہ برابر ندامت واقع نہیں معلوم ہوتی۔ بس چند الفاظ ضابطے کے دہرا لینا کافی سمجھتے ہیں اور شان کی اس میں بھی حفاظت رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل کی تہذیب میں معافی چاہنے کا یہ ایک عجیب طریقہ مشاہد ہے کہ کسی کم بخت کا اس کے ہاتھ سے کیسا ہی نقصان ہو جائے۔ بس اتنا ہی کہہ کر چھوٹ گئے کہ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ کا نقصان ہو گیا۔ سبحان اللہ کسی کے جوتے مار لئے اور یہ کہہ کر الگ ہو گئے کہ میں افسوس کرتا ہوں۔

مجھے اس پر ایک حکایت یاد آ گئی۔ ایک شخص کی داڑھ میں درد تھا۔ وہ ڈاکٹر کے پاس گئے کہ اس داڑھ کو نکال دو۔ نہ معلوم ڈاکٹر سے کیا غلطی ہوئی کہ اس نے وہ داڑھ تو نہ نکالی اس کی بجائے ایک اچھی داڑھ نکال دی۔ جس کے نکالتے ہی یہ شخص فوراً اندھا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ کیا کیا۔ وہ بولے کہ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اس غریب کی تو آنکھ گئی اور صاحب نے افسوس کر کے بزعم خود اس کی تلافی کر دی۔ پھر غضب یہ کہ افسوس دل سے نہیں کرتے۔ ان کا لہجہ افسوس میں بھی ایسا ہوتا ہے جس سے فرعونیت ٹپکتی ہے۔

کانپور میں ایک طالب علم نے ایک مدرس کی شان میں گستاخی کی تھی۔ مقدمہ میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ استاد سے معافی مانگو ورنہ تم کو مدرسے سے نکال دیا جائے گا۔ وہ معافی چاہنے پر راضی ہوا مگر معافی کی یہ صورت تھی کہ آپ دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے کر کے تن کر کھڑے ہو گئے اور زبان سے کہا میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے یہ صورت دیکھ کر غصہ آ گیا۔ میں نے دو تین طمانچے لگائے کہ گستاخ یہ طریقہ ہوتا ہے معافی چاہنے کا۔ "کے ہاتھ جوڑ پیر پکڑ ورنہ ابھی مدرسے سے نکال دوں گا۔ یہ آج کل کی تہذیب کا اثر ہے جو افسوس ہے کہ طلباء اور علماء میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ معافی اس طرح چاہتے ہیں جس میں ندامت نام کو بھی نہیں ہوتی۔

خیر یہ تو استطراداً ذکر آ گیا تھا۔ میں یہ بیان کر رہا تھا کہ آج کل لوگوں میں یہ خبط ہے کہ ہر چیز کو قرآن میں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔

ایک قصہ یاد آیا کہ اہل سائنس نے یہ تحقیق کیا ہے کہ انسان کی منی میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے اس سے حمل قرار پاتا ہے۔ ایک صاحب کو اس کی فکر ہوئی کہ قرآن سے اس مسئلہ کو ثابت کیا جائے۔ کیونکہ سائنس والوں کی تحقیق تو غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ تو یقیناً صحیح ہے۔ بس کسی طرح اس کو قرآن میں ٹھونسنا چاہیے۔ استغفر اللہ العظیم۔ غرض انہوں نے کھینچ تان کر اس کو قرآن سے ثابت کیا۔ اب سنئے کیا خوبصورت استدلال ہے آپ نے اس آیت سے ثبوت دیا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

علق کے معنی لغت میں خون بستہ کے بھی ہیں اور جونک کو بھی علق کہتے ہیں۔ آپ نے یہ تفسیر کی کہ علق سے پیدا کیا کہ انسان کو جونک سے۔ کیا واہیات ہے۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ اس تفسیر سے سائنس کا مسئلہ کیوں کر ثابت ہو گیا کیونکہ وہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں کہ انسان کی منی میں جونک ہوتی ہے۔ ہاں اس پر ایک حاشیہ اور لگانا چاہیے کہ جونک سے مراد وہ نہیں ہے جسے عام لوگ جونک کہتے ہیں بلکہ مطلق کیڑا مراد ہے۔ بس یہ تفسیر کر کے وہ صاحب خود ہی اپنے جی میں خوش ہو لیے ہوں گے تو آپ نے دیکھا کہ اس طرز میں شریعت کی کس قدر تحریف لازم آتی ہے۔ اور اس سے احتراز کس قدر ضروری ہے کہ اگر کوئی ایسے مسائل کا ثبوت قرآن سے مانگے تو اس سے صاف کہہ دینا چاہیے کہ قرآن علم تشریح کی کتاب نہیں ہے۔ اسی طرح جب کسی چیز کے حرام ہونے کی وجہ دریافت کی جائے تو بس یہی جواب دو کہ خدا نے اس کو منع کیا ہے۔ خواہ مخواہ اپنی طرف سے علتیں نہ گھڑنا چاہئیں۔

عقلی علت

بعض لوگ کلموا الناس علی قدر عقولھم سے استدلال کرتے ہیں کہ حدیث میں اس کا امر ہے کہ لوگوں کی عقل کے اندازہ سے کلام کیا کرو اور جب آج کل طبائع کا یہ حال ہے کہ بدوں عقلی علت معلوم کئے ان کو تسلی نہیں ہوتی۔ تو ہم کو اسی طرز سے کلام کرنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے حدیث کا مطلب صحیح نہیں سمجھا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کے سامنے ایسی تدقیقات اور باریک مضامین نہ بیان کرو جو ان کی سمجھ میں نہ آسکیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان کے مذاق فاسد کی رعایت کیا کرو۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ امور محرمہ کی علت واضح اور سہل کونسی ہے اور باریک اور دقیق کون سی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جواب سے زیادہ سہل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ اس لیے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اس لئے ایسا کرنا گناہ ہے۔ اور جو علتیں اور حکمتیں آپ اپنی طرف سے گھڑتے ہیں درحقیقت وہی عوام کی عقول سے باہر ہیں۔ تو اس حدیث سے بھی میری ہی تائید ہوتی ہے۔

رہا یہ کہ عوام کی اس جواب سے تسلی نہیں ہوتی۔ تو آپ ان کی تسلی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ کو وہی جواب دینا چاہیے جو اصلی اور حقیقی جواب ہے کہ خدا نے ہم کو اس سے منع کیا ہے۔ یہ ایسا جواب ہے کہ قیامت تک اس پر کوئی جرح نہیں ہو سکتی۔ اور اگر عقلی جواب دینے کا ایسا ہی شوق ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس حقیقی جواب کو بیان کرو اور کہہ دو کہ جواب اصلی تو یہی ہے۔ پھر اس کے بعد تبرعاً عقلی جواب بھی بیان کر دو تاکہ اگر کوئی اس پر جرح کر دے تو پہلا جواب تو جرح سے سالم رہے گا۔ اور حکم شرعی کا مدار آپ کی بیان کردہ علت پر موقوف نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ میں ریل میں سفر کر رہا تھا۔ اتفاق سے ایک [illegible] صاحب بھی گاڑی میں اسی درجہ میں رونق افروز تھے۔ ایک اسٹیشن پر پہنچ کر ان کا ایک ملازم ایک کتا ان کے سپرد کر گیا۔ جس کو انہوں نے ایک بنچ سے باندھ دیا۔ جب گاڑی چلی تو میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شریعت نے کتا پالنے سے کیوں منع کیا ہے حالانکہ اس میں ایسے ایسے کمالات ہیں۔ انہوں نے اس کے وہ کمالات بیان کئے جو خود آقا صاحب میں بھی نہ تھے۔

میں نے کہا اس کے دو جواب ہیں۔ ایک جواب عام اور ایک جواب خاص۔ جواب عام تو یہ ہے کہ ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور حضور ﷺ ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اس لئے ہم کو اس کی تلاش کی ضرورت نہیں کہ حضور ﷺ نے کیوں منع کیا۔ اس کو سن کر وہ ساکت ہو گئے۔ مگر ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس جواب سے ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ پھر کہنے لگے میں خاص جواب سننے کا بھی مشتاق ہوں۔ میں نے کہا کہ خاص جواب یہ ہے کہ کتے میں جہاں بہت سے کمالات ہیں وہاں اس میں ایک عیب بھی اتنا بڑا ہے جس نے اس کے سارے کمالات کو دھو دیا ہے۔ وہ یہ کہ اس میں قومی ہمدردی نہیں ہے۔ اپنے آقا کے ساتھ چاہے کیسا ہی وفادار ہو مگر اپنی قوم سے اس کو ایسی نفرت ہے کہ جہاں دوسرا کتا اس کو نظر پڑا اور یہ اس کو پھاڑ کھانے کو دوڑا۔ پس جس میں قومی ہمدردی نہیں وہ پاس رکھنے کے قابل نہیں۔ یہ جواب چونکہ ان کے مذاق کے موافق تھا کیونکہ یہ لوگ قومی ہمدردی کا سبق رات دن رٹا کرتے ہیں گو اس پر عمل کی توفیق نہ ہو۔ اس جواب سے پھڑک اٹھے اور کہنے لگے کہ جواب یہ ہے۔ حالانکہ یہ جواب کچھ بھی نہیں محض لطیفہ ہے۔

پھر دہلی میں میں نے ایک تحصیلدار صاحب سے سنا کہ کالج علی گڑھ میں اس جواب کا بڑا چرچا ہے اور طلبہ کہتے ہیں کہ واقعی اسلام کو ایسے علماء کی ضرورت ہے جو ایسی تحقیقات بیان کریں۔ میں پھر میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ اس جواب سے خوش ہو گئے ورنہ ہمارے نزدیک یہ جواب خاک بھی نہیں۔ میں اس جواب پر خود جرح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک کتا جو دوسرے کو دیکھ کر بھونکتا ہے تو غور کرنا چاہیے اس کا منشا کیا ہے۔ آیا اس کا سبب اپنی قوم سے بے وفائی ہے یا آقا کی وفاداری سو یقیناً آقا کی وفاداری اس کا سبب ہے۔ وہ یہ سمجھ کر اس پر بھونکتا ہے کہ یہ میرے آقا کا دشمن ہے۔ چنانچہ اگر ایک شخص کے گھر میں دس کتے پلے ہوئے ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے پر نہیں بھونکتے۔ بلکہ وہ ہمیشہ اجنبی کتے پر بھونکتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ مالک اس کو روک نہ دے۔ اور جہاں اس نے روکا فوراً خاموش ہو جاتا ہے کیونکہ اب سمجھ جاتا ہے کہ میرے مالک کا دشمن نہیں۔ اسے اس سے کچھ خوف نہیں۔ پھر اس کے بعد مالک کے بلانے کو سن کر چپٹ جاتا ہے۔ اور ایسی خوشامد کرتا ہے جیسے کوئی بہت ہی بڑا عاشق ہو حتیٰ کہ اس کی اس محبت سے طبیعت خوش ہوتی ہے تو کتے کی دشمنی بھی رہی اور دوستی بھی رہی۔

غرض اس جواب پر یہ لوگ اتنے خوش ہوئے تھے کہ میں نے خود ہی مجروح کر دیا۔ بخلاف

پہلے جواب دے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھوسی کے بٹنے سے منع فرمایا ہے کس کی جواب پر کوئی حرج ہوتی نہیں تھی۔ اب اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیوں منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تم کو ہم سے اس سوال کا کوئی حق نہیں۔ یہ سوال اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو خود رسول اللہ ﷺ سے کر لینا۔

ایک جج کے سامنے مقدمہ پیش ہوتا ہے اور وہ قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ اس سے یہ سوال کرنے کا کسی کو حق نہیں کہ یہ قانون کیوں وضع ہوا۔ اور اگر کوئی یہ بیہودہ سوال کرے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں عامل قانون ہوں واضع قانون نہیں ہوں۔ یہ سوال تم کو پارلیمنٹ یا مجلس وضع قانون سے کرنا چاہیے اور جج کے اس جواب کو تمام عقلاء معقول سمجھتے ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ یہی جواب اگر علماء دیں تو وہ معقول نہ ہو۔ اس پر تو یہ حدیث کیوں کی جاتی ہے۔ علماء نے اس کا کب دعویٰ کیا ہے کہ ہم واضع قانون ہیں بلکہ وہ تو صاف کہتے ہیں کہ ہم صرف قانون کے جاننے والے ہیں۔ ہم سے یہ سوال کر سکتے ہو کہ یہ قانون کہاں ہے۔ ہم تو قرآن و حدیث و فقہ میں وہ قانون دکھلا دیں گے۔ باقی واضع قانون کی علت کو ہم نہیں جانتے۔ یہ سوال واضع قانون سے کرو۔ اور واضع قانون حق تعالیٰ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی واضع نہیں ہیں۔ آپ بھی صرف مبلغ ہیں۔ آپ کی تو یہ شان ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ☆ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور حضور ﷺ کے سامنے خود ولی یہ حالت ہے

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ☆ آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

حکمت احکام

اس کے یہ معنی نہیں کہ ان احکام میں حکمت نہیں ہے۔ حکمت ہے اور ضرور ہے اور اس کو علماء جانتے بھی ہیں۔ مگر یہ کیا ضرور ہے کہ تم کو بتلا بھی دیں۔ ہمارے پاس گھی ہے مگر ہم تم کو نہیں دیتے کسی کا کیا اجارہ ہے۔ غرض ہم واضع قانون نہیں ہیں۔ جو قانون کی علتیں ہمارے ذمہ ضروری ہوں ہم تو اتنی بات جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ہے اس لئے وہ حرام ہے۔ اگر یہ سوال کرو کہ کہاں حرام کیا ہے۔ اس کا جواب البتہ ہمارے ذمہ ہے۔ ہم کہہ دیں گے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

میں اوپر یہ بیان کر رہا تھا کہ ایک صاحب نے سود کے حرام ہونے کی علت پوچھی تھی کہ اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نسبت مع اللہ

یہ مضمون اس پرچہ کے موافق ہے جس کو آپ سمجھتے ہیں [illegible] آپ کے لئے یاد دہانی
مغفرت کیلئے تعویذ وغیرہ کا مطالبہ جائز ہے تو اس میں شیطان [illegible] حقیقت ہو [illegible] کل
ہے اور میں نے یہ بیان یا [illegible] معرفت کا [illegible] ہیں۔ اصل معرفت حق تعالیٰ کی ہے اسی سے [illegible]
ان لوگوں کا سمجھتے ہیں [illegible] کہ حق تعالیٰ سے ملاقات تو [illegible] ہے [illegible]
کر کے تو [illegible] ہے جب [illegible] حق تعالیٰ سے مل [illegible] میں کہتا ہوں کہ اول تو حق تعالیٰ
سے ملنے کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔ شاید [illegible] اگر [illegible] زندگی [illegible]
تو پھر کسی غلط فہمی [illegible] کا [illegible] جیسے
کوئی [illegible]
کہ [illegible] کے [illegible] تو [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق بھی تو
ہے تو کیا اس کا مقتضا بھی ہے۔

صاحبو اگر کسی کا عشق ہو [illegible] معلوم ہو [illegible] میرا محبوب فلاں کام سے ناراض ہوتا ہے تو اس
کو یہ جی ہو سکتا ہے کہ ابھی تو محبوب کی ملاقات میں دیر ہے [illegible] اس کام کو [illegible] ہرگز عاشق سے یہ
کبھی نہیں ہو سکتا [illegible] محبوب کے خلاف رضا کام کرنے کی جرأت [illegible] گو ملاقات
میں کتنی ہی دیر ہو [illegible] ملاقات بھی ہونے والی [illegible] پھر افسوس ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہم کس
خلاف برتاؤ کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پوری محبت نہیں ہے۔ تو اس صورت میں شکایت [illegible] زیادہ
ہونی [illegible] ہم کو بیوی اور ماں باپ بچوں سے تو [illegible] محبت [illegible] صورت سے [illegible] کیسا تعلق ہو جاتا
ہے اور حق تعالیٰ سے [illegible] محبت [illegible] سب سے زیادہ قابل ہے
اور [illegible] سب [illegible]

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن — صبر چوں داری ز رب ذوالمنن
اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں — صبر چوں داری ز نعم الماہدون

عمر فاروق@اردو

[illegible]

[illegible]

حرمت کا مدار

[illegible]

يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما

[illegible]

عمر فاروق@اردو

ان میں ایک گناہ بھی ہے۔

[illegible]

ساتھ موصوف کر دیا گیا ہے۔

[illegible]

لوگوں نے ایک شئے میں بدعت سے منع نہیں کیا گو یہ کیسی رسم ہیں دیکھو ہر شخص اس سے کہ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ اب یہ مسئلہ بالکل حل ہو گیا کہ حرمت کا مدار حق تعالیٰ کی ناراضی پر ہے۔

پس معلوم ہو گیا کہ لا عمل بالنیات کا عمل گناہوں میں نہیں۔

گناہ کسی نیت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض اعمال نیت کے بغیر موجب ثواب نہیں ہوتے جیسے مباحات اور بعض بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوتے جیسے نماز روزہ وغیرہ۔

بے وضو نماز

چنانچہ اگر کوئی شخص نماز کی صورت بنائے لیکن نماز کی نیت نہ کرے تو وہ نماز نہیں ہے۔ یہاں سے میں آپ کو ایک بات بتلاتا ہوں اگرچہ اس کے بیان کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن صرف اس لئے بیان کرتا ہوں تا کہ تنگی کے وقت لوگ اپنے ایمان کو محفوظ کر لیا کریں اور کفر سے بچ جائیں۔ وہ بات یہ ہے کہ بعض دفعہ ایسی صورت پیش آتی ہے کہ کوئی بے نمازی نمازیوں میں آ پھنستا ہے۔ نماز کا وقت آ گیا اور سب لوگ نماز کے لئے تیار ہو گئے۔ اب بے نمازی آدمی بڑا پریشان ہوتا ہے۔ نماز نہ پڑھے تو سب لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں۔ برا بھلا کہتے ہیں۔ اور نماز پڑھتا ہے تو یہ مصیبت ہے کہ اس کو غسل جنابت کی ضرورت ہے۔ سب کے سامنے غسل کرے تو رسوائی ہوتی ہے۔ اب ایسی صورت میں یہ بے نمازی رسوائی سے بچنے کے لئے نماز میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور فقہاء نے لکھا ہے کہ بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی حالت میں اگر کوئی یہ شخص نماز پڑھے تو اس کو چاہیے نماز کی نیت نہ کرے بلکہ بدون نیت کے نماز کی نقل اتار دے۔ اس طرح یہ شخص کفر سے بچ جائے گا۔ اگرچہ ترک نماز کے گناہ کے ساتھ ریا کا بھی گناہ ہو گا کہ لوگ اس کو نمازی سمجھیں گے اور بے نمازی مگر کفر سے تو بچ جائے گا۔

دیکھئے شریعت میں کس قدر رعایت ہے کہ ہم کبھی اس سے محروم نہیں۔ پھر بھی افسوس ہے کہ لوگ شریعت کو تنگ بتلاتے ہیں مگر خدا کے واسطے اس ترکیب سے ہمیشہ کام نہ لینا اور اس حالت میں امامت کرنا ورنہ سارے نمازیوں کی نماز کا وبال تمہاری گردن پر ہو گا۔ غرض عیب کرنے کیلئے بھی

ہو چکے۔ اگر کوئی شخص وہاں سے بچ گیا ہے۔ وضو کی ماء میں ترتیب ہوتی ہے سامنے سے پیچھے بیٹھے
ملا دیتے ہیں۔ کرنا چاہیے۔ آج کل سنت کی بے ترتیبی خطرہ میں ہے۔ ان معلوم ہوتے ہیں کہ سب
وضو کرتے ہیں وہاں بغیر ارکان کو ادا کیے۔ اور کوئی موقع ہو تو اپنے وقت کے مقتدا اور لیڈر بھی
ہو جاتے ہیں۔

لیڈر کی نماز

چنانچہ آج کل ایک لیڈر ہیں جو پہلے تو … کی تحریک سے چند دن میں وہ نمازی ہو گئے
ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ ایک مرتبہ سٹیشن پر … میں سوار ہوئے۔ نماز کا وقت تھا تو موٹر ہی میں بیٹھے
بیٹھے آپ نے نماز شروع کر دی۔

ایک لیڈر کا ایک قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز کا وقت آیا۔ پانی موجود نہ تھا، تیمم کی ضرورت
ہوئی۔ آپ کو تیمم کا طریقہ تو معلوم نہ تھا، دوسروں سے کسی سے پوچھ نہیں سکتے کہ لیڈر اور مقتدا ہو کر کسی سے
پوچھنا عیب کی بات ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ کیسے لیڈر ہیں جنہیں تیمم کا قاعدہ بھی معلوم نہیں۔ بس خود ہی
تیمم شروع کر دیا۔ سب سے پہلی حرکت تو آپ نے یہ کی کہ مٹی لے کر ہاتھ … جس طرح پانی کو ملا کرتے
ہیں ملا۔ حالانکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ مٹی پر ہاتھ مار کر مٹی کو جھاڑ کر … چاہیے۔ شریعت نے منہ کو بھوت
بننے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ مثلہ ہے جس سے انسان کی صورت بگڑ جاتی ہے۔ سبحان اللہ کس قدر رعایت
ہے کہ تمہاری صورت بھی بگاڑنا نہیں چاہتے۔ تو ان لیڈر صاحب نے اول تو مٹی کو پانی کی طرح ہاتھ
پر ملا، پھر منہ میں بھی مٹی ڈال دی گویا آپ نے مٹی سے کلی کر ڈالی۔ اس پر سب لوگ ہنس پڑے اور سب
کو ان کی جہالت معلوم ہو گئی۔ ان سے تو یہی اچھا ہوتا کہ وہ پہلے سے چپکے سے کسی سے پوچھ لیتے
کہ تیمم کا طریقہ کیا ہے۔ … جہالت ظاہر ہوئی تو ایک … ظاہر ہوئی یہ دوسروں سے تیمم کو بھی سیکھ لیتے۔
مگر آپ نے اجتہاد سے کام لیا جس سے سب کو معلوم ہو گیا کہ بالکل ہی جاہل ہیں۔ … آج کل وہ
مسلمانوں کے پیشوا اور لیڈر بنے ہوئے ہیں۔

ایک اور صاحب کی حکایت ہے کہ انہوں نے سفر میں عصر کی نماز پڑھائی تو دو رکعت پر سلام
پھیر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کی ہے۔ کہنے لگے میں مسافر ہوں میں نے قصر کیا ہے۔
ایک صاحب نے سفر میں مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب امام تیسری رکعت کے لئے

[illegible] ہوں اس لئے میں نے قصر کیا ہے۔

[illegible]

مولوی کی تعریف

[illegible]

[illegible] یہ لوگ بہت بڑے عربی دان اور نحوی [illegible]

[illegible]

بسم اللہ پڑھنا

ی ہونے میں بتا چکا ہوں۔ اور حضرت [illegible] اس مسعود کا مطلب یہ ہے کہ حرام قطعی [illegible] میں بسم اللہ کہنا سخت ہے۔ جیسے کوئی شخص رشوت کا روپیہ لیتے وقت [illegible] یہ رشوت [illegible] حرام قطعی ہونے کے اعلان کے ساتھ ہو یعنی وہ حرام ہونے میں مشتبہ ہو گیا۔ [illegible] میں بسم اللہ کہنا حرام نہیں مگر بسم اللہ کہنے سے اس کی کراہت زائل نہ ہوگی جیسا کہ بعض جاہلوں کا خیال ہے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رشوت اور سود کے روپیہ میں سے کچھ خیرات کر دیا جائے تو باقی حلال ہو جاتا ہے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ حرام مال سے صدقہ [illegible] ناجائز ہے۔ غرض کوئی حرام کام کسی نیت سے یا بسم اللہ کہنے سے جائز نہیں ہو جاتا۔ بعض بے جا موقعوں میں خدا کا نام لینے سے ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے نام کی بے تعظیمی ہے جیسے کوئی شخص پاخانہ جانے کے وقت بسم اللہ پڑھے تو فقہاء نے اس کو کفر لکھا ہے اور جو حدیث میں آتا ہے پاخانہ میں جاتے ہوئے بسم اللہ کہو اس کا مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کی حد سے باہر بسم اللہ کہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اندر جا کر کہو۔ خوب یاد رکھو۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ پاخانہ میں خبیث شیاطین ہوتے ہیں۔ جب آدمی ننگا ہوتا ہے تو اس کے بدن کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنی امت کو ان شیاطین سے چھپنے کے واسطے یہ تعلیم دی کہ پاخانہ میں جانے سے پہلے

بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث

کہہ لیا کرو۔ اس کے بعد شیاطین تمہارے بدن کو دیکھ نہیں سکیں گے۔

یہ سب مضمون ... کو بسم اللہ بے نیت کے پڑھنے کے متعلق استطراداً آ گیا تھا۔ اس سے پہلے اصل مضمون یہ تھا کہ نفع میں حق تعالیٰ کی خوشی ہو وہ نفع کی چیز ہے۔ دیکھو اگر کسی عاشق کے پاس سونا چاندی بھرا ہوا ہو مگر محبوب کی نظر میں ... تو کیا عاشق اس کو نفع کی چیز سمجھے گا۔ نفع کی چیز وہی ہے جو محبوب کو بھی بھائے۔

[illegible]

نفع کی چیز

اسی طرح مسلمان کے لئے نفع کی چیز وہی ہے جس سے خدا راضی ہو۔ اور جس چیز سے خدا راضی نہ ہو ہرگز نفع کی چیز نہیں۔ اگر تمہارے پاس سلطنت بھی ہو مگر خدا راضی نہ ہو تو وہ کچھ بھی نہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کا طالب ہونا چاہیے۔

سفلی وعلوی عمل

[illegible]

[illegible]

توجہ و مسمریزم کی حقیقت

[illegible]

لوگ فطری طور پر بدون مشق کے صاحب تصرف ہوتے ہیں۔ یہ کچھ خاص نہیں۔ کیونکہ جو کام واقعی کرنے کے وسیلہ سے [illegible] ہو جائے گا۔ مجھے معلوم ہے ایک شخص ایسے تھے جو اس حقیقت کو بخوبی سمجھے۔

شاہجہان پور میں ایک شخص صاحب سماع تھے۔ بہت مخلص آزاد تھے عقائد بھی درست تھے صرف [illegible] صاحب سماع تھے [illegible] صاحب دل آدمی تھے۔ ایک بار میرے پاس ان کا خط آیا [illegible] ایک شخص [illegible] مجھے بہت ستاتا تھا۔ ایک دن میرے منہ سے [illegible] نکل گئی کہ الٰہی اس کو ہلاک کر دے۔ اسی عرصہ میں وہ ہلاک ہو گیا۔ بے شک حق ہے۔

پس تجربہ [illegible] مکافات ☆ باخبر [illegible]

کیونکہ اللہ کا ولی [illegible] سے وبال کا سبب ہے۔ [illegible] ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں بھی آیا ہے۔ من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب۔ جو میرے ولی سے عداوت [illegible] اس کو میں اپنی طرف سے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ [illegible] جس کو حق تعالیٰ [illegible] اس کا بیان [illegible] فرماتے ہیں۔

از خدا جوئیم توفیق ادب ☆ بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ☆ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ☆ میلش اندر طعنہ پاکان برد

غرض ان بزرگ نے لکھا کہ میں نے بددعا کی تھی جس کے بعد وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اگر کسی دوسرے کو پیش آتا تو وہ اپنے مریدوں میں بیٹھ کر ڈینگیں مارتا کہ دیکھو! ہماری بددعا سے ہلاک ہو گیا۔ بعض ہماری بددعا خالی جا سکتی تھی۔ مگر ان بزرگ میں اس کی بجائے دوسری حالت پیدا ہوئی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ قتل کا گناہ ہوا ہو۔ سبحان اللہ! خوف خدا کی یہی شان ہوتی ہے۔ میرے اوپر اس خط کا بہت اثر ہوا۔ اور اس سوال سے مجھے سائل کی بہت قدر ہوئی۔ کیونکہ ایسا سوال عمر بھر مجھ سے کسی نے نہ کیا تھا۔ دوسرا سوال بھی ایسے واقعہ کا جو ظاہر میں مشابہ [illegible] کے معلوم ہوتا ہے۔

میں نے جواب لکھا کہ واقعی آپ کا اندیشہ درست ہے مگر اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ بددعا

کے وقت دو حالتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ محض دعا ہی ہو یعنی حق تعالیٰ سے درخواست کروں اور اپنے دل کو اور خیال کو اس کے ہلاک کرنے کی طرف متوجہ نہ کیا۔ اس صورت میں اگر وہ شخص ہلاک ہو جائے تو یہ بددعا کرنے والا قاتل تو نہ ہوگا کیونکہ بددعا سے ہلاک ہونے میں اس کا دخل نہیں بلکہ اس میں محض حق تعالیٰ سے درخواست ہے اور حق تعالیٰ اپنی مشیت سے اس کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس یہ شخص قاتل تو نہیں۔ البتہ وہ شخص اگر بددعا کے قابل تھا تب تو گناہ بھی نہیں ہوا اور اگر بددعا کے قابل نہ تھا تو قتل کا گناہ تو نہیں ہوا مگر بددعا کرنے کا گناہ ہوا۔ اس سے توبہ استغفار کرنا چاہئے۔

اور ایک صورت بددعا کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے درخواست بھی کرے ساتھ ہی اپنے دل کو بھی اس کے ہلاک کرنے کی طرف متوجہ کیا اور اپنے تصرف سے کام لیا۔ اس صورت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس شخص کو تجربہ سے اپنا صاحب تصرف نہ ہونا معلوم ہے۔ مثلاً بارہا تصرف کا قصد کیا مگر اثر نہیں ہوا۔ اس وقت بھی قتل کا گناہ نہیں ہوا۔ البتہ اگر وہ شرعاً قابل قتل نہ تھا تو اس کی ہلاکت کی تمنا کا گناہ ہوگا۔ اور اگر تجربہ سے اپنا صاحب تصرف ہونا معلوم ہے تو یہ شخص قاتل ہے کیونکہ تلوار سے قتل کرنا اور تصرف سے قتل کرنا برابر ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ قتل عمد ہے اور یہ قتل شبہ عمد۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ شخص جس کے ہلاک کرنے کے واسطے تصرف کیا گیا ہے قتل کا مستحق ہے یا نہیں۔ اگر مستحق تھا تو صاحب تصرف قاتل تو ہوا مگر گنہگار نہیں ہوا کیونکہ تصرف کا استعمال اپنے محل میں ہوا اور اگر مستحق قتل نہ تھا تو صاحب تصرف کو قتل کا گناہ ضرور ہوا۔ اس صورت میں اس کو بطور دیت کے ایک غلام کا آزاد کرنا اور اس کی وسعت نہ ہو تو دو مہینے کے روزے رکھنے چاہئیں اور توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ توجہ بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ درست نہیں کہ توجہ سے ہلاک کرنا یا ضرر پہنچانا علی الاطلاق جائز نہیں بلکہ اس میں وہ تفصیل ہے جو میں نے بیان کی مگر مشکل یہ ہے اس کو کمال سمجھا جاتا ہے۔ کسی کو بھی التفات نہیں ہوتا کہ اس میں بعض دفعہ گناہ بھی ہوتا ہے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو محض توجہ کی تھی۔ ہم نے قتل کہاں کیا۔ خوب سمجھ لو کہ توجہ سے قتل کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسے تلوار سے قتل کرنا۔ اس لئے ایسے مواقع میں توجہ سے بچنا چاہئے اور اگر کوئی شخص توجہ کا مشاق بھی ہو جائے تب بھی ایسے مواقع میں توجہ سے کام نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ بعض لوگ فطرۃً صاحب تصرف ہوتے ہیں گو ان کو خبر نہ

ہوتا مثلاً کسی نام پر [illegible] نقش ہو گر [illegible] میں تم [illegible] تو اس حالت

میں [illegible] کی وجہ [illegible] کا مقصد [illegible] کا حق [illegible] تو گناہ ہوگا۔ اور یکی عمل

عملیات سے ہلاک کرنے کا ہے۔

چنانچہ یہ عمل [illegible] کہ جس کو ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے اس کے [illegible] ایک

[illegible] پر عمل پڑھتے ہیں۔ پھر اس کو کفن وغیرہ دے کر [illegible] جنازہ پڑھ [illegible] میں لاتے

ہیں۔ [illegible] وہ [illegible] گھلنا شروع ہوتی ہے۔ جوں جوں وہ گھلتی ہے اسی قدر یہ شخص گھلنا شروع

ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ [illegible] بالکل گھل جاتی ہے۔ یہ شخص بھی گھل گھل کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

یہ بہت ہی سخت عمل ہے۔

[illegible] اگر وہ شخص مستحق قتل ہے تو تم کو قتل کا [illegible] ہوگا [illegible]

[illegible] کہ ہم نے تو قرآن سے مارا ہے۔ پھر [illegible] کیوں ہوگا۔ ہم بتاتے ہیں کہ اگر تم

[illegible] قرآن [illegible] جس سے [illegible] مر جائے تو [illegible] گناہ

نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔

علوی عمل کی حدود

علوی عملیات میں ایک بات تو یہ سمجھنے کے قابل ہے کہ مقصود جائز ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ

بھی دیکھنا چاہیے کہ کلمات طیب ہیں یا نہیں کہ علوی عمل میں خبیث الفاظ ہوں مگر طیب بھی ہوں وہ

بھی ناجائز ہے چنانچہ بعض لوگوں نے موکلوں کے عجیب عجیب نام گھڑ رکھے ہیں۔ کلکائیل۔ [illegible] اسی

طرح اس کے قافیہ پر بہت سے نام ہیں اور غضب یہ ہے کہ ان ناموں کو سورہ فیل سے [illegible] ہے۔

الم تر كيف فعل ربك باصحب الفيل ، كلكائيل الم يجعل كيدهم في تضليل

[illegible] دالبيل وعلى هذا القياس

یہ سب واہیات ہے۔ اول تو نام ہی بے معنی ہیں۔ نہ معلوم کلکائیل کہاں سے ان لوگوں

نے گھڑ لیے [illegible] سورة الفیل میں [illegible] کے۔ پھر [illegible] قرآن میں خود ساختہ دوسرے

الفاظ کا [illegible] معلوم نہیں لوگوں نے کہاں سے تجویز کیے ہیں۔ محض خرافات ہیں اور کچھ بھی

نہیں۔ ان کا مصداق [illegible] ہیں ان هي الا اسماء سميتموها انتم وآباؤكم ما انزل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں [illegible] کا [illegible] شخص عورت کی جانب سے [illegible]

[illegible] میں [illegible] سمجھتا ہوں [illegible] سے [illegible] کسی کو عورتوں کی تعلیم کا بہت ہی شوق ہو [illegible] کا خیال رکھنا چاہیے۔

غرض چونکہ عورتوں کی معلومات [illegible] کی تحقیق [illegible] ہوتا ہے [illegible] اس لئے عورتوں کا [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] میں عورتوں کی تخصیص کی گئی۔

عجائب پرستی

[illegible] بہت [illegible] تھے [illegible] چنانچہ [illegible] ﷺ [illegible] جب [illegible] ہو [illegible] تھے [illegible] کا علم [illegible] کہ [illegible] چنانچہ [illegible] میں [illegible] قصور [illegible] بیان [illegible] ہیں۔

[illegible] تھی [illegible] کا [illegible] تھے [illegible] ہے۔

[illegible] کا لطف اس [illegible] حاصل ہوتا ہے جو حقیقت سے واقف ہیں اور عجائب پرست نہیں ہیں۔ اور جن کی فطرت سلیم

[illegible] میں لطف آئے گا۔ پرانی باتوں میں یہ لطف آئے گا۔

دیکھئے قرآن [illegible] ہے۔ اس میں [illegible] بار بار بیان کئے گئے ہیں [illegible]

[illegible] طرح سے بیان ہوا ہے۔

[illegible] مختلف طرح سے بیان کی جائیں۔ موقع کے مناسب

[illegible] پرانی باتوں میں وہ لطف ہے جیسے کہا گیا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں

غلو فی الدین

[illegible] کی طلب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ حکایت تو شریعت کے بالکل ہی خلاف ہے [illegible]

[illegible] ہے کہ اگر کوئی شخص

[illegible]

اس شخص کو سزائے تعزیر [illegible]

سے تجاوز کرتا ہے۔ غرض [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے اجت پارہے ہیں۔

[illegible]

کہ اس کی آمدنی حرام ہوگی۔

[illegible]

عمرفاروق@وں اردو

ضرورت نہیں اس کو حصول کی کوشش [illegible] کی نظر میں اس شخص کی بہت اہمیت ہوتی ہے [illegible] [illegible]

عوام کا اعتقاد

[illegible]

[illegible]

واقعی خوب امتحان ہو کر پیسے نکالنا چاہئے۔ لوگ بہت جلد معتقد ہو جاتے ہیں۔ کم فہم تو معمولی معمولی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ کسی نے بعض سے پوچھا کہ عوام الناس کی کس کا معتقد ہونا چاہیے یہ لوگ جلد ایسے معتقد ہو جاتے ہیں اور وہ مشائخ کو بھی عوام کی تعریف سے ایسا معتقد ہونا چاہیے جب تک کوئی صاحب نظر شہادت نہ دے کہ ان کی اچھی حالت ہے مناسب کہتے ہیں۔

بنما بصاحب نظرے گوہر خود را ☆ عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

واعظین کا مذاق

آج کل ہماری یہ حالت ہے کہ جب چند لوگوں سے ہم معتقد ہونے شروع ہو گئے تو ہم خود بھی اپنے معتقد ہو جاتے ہیں کہ واقعی ہم بھی کچھ ہیں جو یہ لوگ ہمارے معتقد ہو گئے ہیں۔ عوام کے اعتقاد کی یہی حالت ہے۔ ان کے اعتقاد کی تو یہ حالت ہے کہ لکھنؤ میں ایک واعظ تھے جن کا شہرہ تھا بھی بہت تھا۔ جسم و جسد مختصر تھا مگر عوام کے اعتقاد کی یہ حالت تھی کہ بعض لوگ یوں کہتے تھے کہ یہ شخص بہت ہی بڑا عالم ہے۔ مولوی رشید و قاسم وغیرہ پڑھا ہے۔ واقعی کی بعد ملنا وعظ و ہدایت کے بعد بھی یہ بات معلوم ہوتی کہ وہ جسم و جسد کے تھے۔ عوام کی تو یہ حالت ہے کہ جو شخص ذرا تماشائی قصے بیان کرتا ہو اس سے معتقد ہو جاتے ہیں۔ چاہے اسے خاک بھی نہ آتا ہو۔

کانپور میں ایک واعظ آئے۔ منبر پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے جو آیت پڑھی اس کا ترجمہ کیا اور کسی نے ... کی ہوئی وہ یہ کہ خدا عالم الغیب نہیں ہے۔ اس پر چاروں طرف سے لوگ ان پر چڑھنے لگے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہ کر آپ نے یہ کہا کہ صاحبو یہ بات سن کر آپ کو بھی پہلے دل میں ناگوار ہوئی ہوگی مگر اس کی حقیقت سمجھئے۔ جب آپ سمجھ لیں گے کہ میری بات ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ غیب کہتے ہیں پوشیدہ کو اور خدا تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو خدا تعالیٰ عالم الغیب کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ ان کے سامنے تو ہر چیز ہے۔ آپ نے یہ تقریر کی اور لوگ بڑے خوش ہوئے کہ بڑی بات کہی۔ مگر انہوں نے قرآن کے ایک لفظ کو بیکار بنا دیا۔ جب قرآن میں خدا تعالیٰ کی صفت عالم الغیب موجود ہے تو اس کا انکار کرنا کیسے جائز ہوگا۔ ان کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ کی صفت جو عالم الغیب ہے وہ مخلوق کے اعتبار سے ہے۔ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں خدا تعالیٰ کو ان کا علم بھی ہے اور وہ ... علم کی ایک قسم

ہے یعنی علم حضوری۔

[illegible]

کو نقش دلاتا ہے۔

[illegible]

ہاروت وماروت

[illegible]

منتخب کر لیں۔ چنانچہ ہاروت و ماروت کو منتخب کیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں میں شہوت کا مادہ رکھ دیا اور انہیں زمین پر بھیج دیا اور حکم دیا کہ انسانوں کے مقدمات کا فیصلہ کریں اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، شراب نہ پینا، زنا نہ کرنا، کسی آدمی کو ناحق قتل نہ کرنا چنانچہ وہ دن بھر مقدمات کا فیصلہ کرتے اور شام کو اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلے جاتے۔

اسی طرح ایک زمانہ گزر گیا۔ ایک دن ان کے پاس ایک عورت کا مقدمہ آیا جو کہ نہایت ہی حسین و جمیل تھی۔ یہ دونوں اس پر فریفتہ ہو گئے اور اس کے موافق فیصلہ کر دیا۔ پھر اس سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا ایک شرط سے میں راضی ہو سکتی ہوں کہ تم شراب پیو یا میرے شوہر کو قتل کر دو یا اس بت کو سجدہ کرو جو تمہارے سامنے ہے یا مجھے وہ اسم اعظم بتا دو جس سے تم آسمان پر جاتے ہو۔ انہوں نے غور کیا تو سوچا کہ شراب پینا منظور کیا اور کہا کہ اس کے بعد اللہ سے توبہ کر لیں گے۔

چنانچہ شراب پی کر اس سے زنا کیا اور اسی مدہوشی کی حالت میں شوہر کو بھی قتل کر دیا اور بت کو سجدہ بھی کیا اور اسے بے خبری کی حالت میں اس عورت کو اسم اعظم بھی بتا دیا۔ وہ عورت تو اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی۔ خدا تعالیٰ نے اسے ستارہ کی صورت میں مسخ کر دیا چنانچہ زہرہ ستارہ وہی ہے۔

یہ دونوں فرشتے جب مستی سے ہوش میں آئے تو بڑے پریشان ہوئے۔ شام کو آسمان پر جانے لگے تو ان کو روک دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ دنیا کا عذاب اختیار کرو یا آخرت کا۔ انہوں نے دنیا کے عذاب کو آسان سمجھ کر اختیار کیا۔ چنانچہ دونوں بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے ہیں جہاں ان کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ دونوں فرشتے جو کچھ تعلیم دیتے تھے ان کی تعلیم کا ان کو علم ہوتا۔ یہ سحر انہی سے منقول چلا آتا ہے۔

یہ قصہ بعض لوگوں نے بطور روایت کے بھی نقل کیا ہے، لیکن موضوع ہے کہ اس کا طرز بتا رہا ہے کہ یہ رسول ﷺ کی حدیث نہیں ہو سکتی۔ یقیناً اسرائیلیات میں سے ہے اور شرعی حیثیت سے اس میں بہت سے اشکالات ہیں۔

ایک اشکال تو یہی ہے کہ فرشتے خدا تعالیٰ کے سامنے اس طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔ دوسری بات تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میں شہوت پیدا کر دی جائے تو تم بھی انسانوں کی طرح گناہ کرنے لگو گے اور وہ

خدا تعالیٰ کی بات کو رد ... کیونکہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں ... فرشتے ہرگز خدا کی بات کو رد نہیں کر سکتے۔

دوسرا اشکال یہ ہے کہ ... فرشتے معذب ہوئے وہ عورت کیوں نہ معذب ہوئی۔ وہ ... زہرہ ستارہ کیسے بن گئی ... ہو گئی۔

اور بہت سے شبہات ہیں جن کی تفصیل کی اس وقت گنجائش نہیں مگر بعض مفسرین نے تفسیر میں اس قصہ کو لکھ دیا ہے اس سے بہت لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں۔ کسی کتاب میں لکھے ہونے سے ... قابل نہیں ہوتی۔ ... ہر کتاب کو ... دیکھنے کے قابل ہے اس ... مطالعہ کرنا چاہیے اس سے یہ مطلب نہیں کہ جن کتابوں میں یہ قصہ مذکور ہے وہ معتبر کتابیں نہیں ہیں مگر ... معتبر کتاب کا ہر ... معتبر نہیں ہوتا۔ ... ایک کتاب معتبر ہو لیکن اس میں کوئی بات غیر معتبر بھی ہو ... غیر معتبر ہونے سے ساری کتاب کو غیر معتبر نہیں کہہ سکتے۔ ... محقق کی ... کہ اس کتاب میں فلاں بات غیر صحیح ہے۔ غرض یہ قصہ محض غیر معتبر ہے۔

صرف درایت ... سے قصہ کی مختصر حقیقت یہ ہے کہ ایک زمانہ میں دنیا میں بالخصوص بابل میں جادو کا بہت چرچا ہو گیا تھا حتیٰ کہ اس کے عجیب آثار دیکھ کر جاہل لوگوں کو انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں اور سحر میں اشتباہ ہونے لگا۔ کیونکہ سحر سے بھی بعض باتیں خرق عادت کے طور پر ظاہر ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ سحر اور معجزہ میں کھلا فرق ہے۔

ایک فرق تو یہی ہے کہ سحر میں اسباب طبعیہ و خفیہ کو دخل ہوتا ہے اور زیادہ تر اس کا مدار تخیل پر ہوتا ہے بخلاف معجزہ کے کہ اس میں اسباب طبعیہ کو ذرا بھی دخل نہیں ہوتا۔ محض حق تعالیٰ کے حکم سے بدون اسباب کے خلاف عادت امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

دوسرے صاحب معجزہ کے اخلاق و عادات و اطوار و اعمال میں اور ساحر کی حالت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ نبی کی صحبت سے خدا تعالیٰ کی محبت و معرفت اور آخرت کی رغبت، دنیا سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور ساحر کی صحبت میں اس کے خلاف اثر ہوتا ہے لیکن اس فرق کو وہی دریافت کر سکتا ہے جس کی طبیعت سلیم ہو عقل صحیح ہو عوام اس فرق کو نہیں

عمر فاروق@ون اردو

[illegible]

کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

[illegible]

اس پر عمل مطلق نہ ہو حرام نہیں۔

[illegible]

کیوں کیا گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگی [illegible]۔

[illegible] تعلق [illegible]
[illegible]
[illegible] تھی [illegible]
کہ سلطان کا [illegible] [illegible]
[illegible]
کرسکتا تھا اور کسی کی [illegible]۔

[illegible]
جانتے ہیں۔ [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] لئے وہ وقت [illegible]۔ اگر کوئی ان سے [illegible] پوچھے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] سالکین کے کم معتقد ہوتے ہیں کیونکہ ان کے یہاں ظاہری سامان کچھ نہیں ہوتا۔ نہ کشف [illegible] کرامات [illegible] کا تذکرہ [illegible] اور نہ شور وغل، وجد [illegible] سے یہاں [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] سالکین کے پاس محبت و معرفت [illegible] کا ایک مخفی خزانہ ہوتا ہے۔ جس کو اہل بصیرت دیکھ لیتے ہیں۔ عوام کی نظر وہاں تک کم پہنچتی ہے۔ اسی طرح کاملین کی کیفیت [illegible] نہیں ہوتی بلکہ ان میں [illegible] ہوتی ہے جیسی [illegible] لطیف [illegible] ہوتی ہے جس کو [illegible] پھیکا [illegible] اور مجذوبوں کی کیفیت میں ایسی شیرینی ہوتی ہے جیسی [illegible] لوگ [illegible] میٹھا سمجھتے ہیں۔ مگر [illegible] لطیف [illegible] ذرا بھی نہیں کھا سکتے۔

کو بزرگ کہتے ہیں۔

کاہن کے کمالات

حاصل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب [illegible] کہتے تھے کہ ہمارے میں [illegible] میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی [illegible] ہیں جو سامنے پڑتے ہیں [illegible] میں [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ اور مجددین وخواص اہل [illegible] کی بہت [illegible] قلم [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] سے مشابہ ہوتی ہے [illegible] باہم مشابہت رکھتے ہیں۔ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کے پرورش ہی کا سبب ہوتا ہے۔

غرض ملائکہ کو [illegible] کی بہت [illegible] ہیں۔ اس سے تعبیر [illegible] کی [illegible] ہوتی۔ کیونکہ اگر [illegible] میں وہ صورت [illegible] شان کے خلاف نہ ہوگا۔ [illegible] رہتے ہیں۔ چنانچہ [illegible] کی حفاظت [illegible] سے مسلمانوں پر [illegible] غالب ہو جاتا ہے۔ [illegible] نہیں [illegible] کی [illegible] شیطان [illegible] پر قدرت نہیں [illegible] شیطان کسی بری صورت میں ظاہر نہیں ہوسکتا [illegible] صورت کوئی نہیں بنا سکتا کیونکہ اس میں [illegible] میں تو کیا شیطان خواب میں بھی کسی کی نورانی شکل میں ظاہر نہیں [illegible] بھی نہیں ہوسکتا [illegible] شکل میں ظاہر ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں [illegible] ممکن ہے [illegible] اور یہ دعویٰ کرے کہ میں خدا ہوں۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی شان یہ ہے۔

فصل: [illegible]

وہ [illegible] بھی [illegible] ہیں اور [illegible] بھی [illegible] ہیں [illegible] بھی [illegible] ہوں ہے [illegible] سے وہ [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] نہیں [illegible] تعالیٰ نے [illegible] ہیں۔

دیتے ہیں۔ سو یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں ان کو طریق سے رہائی ممکن نہیں بلکہ اس کا صحیح مطلب وہی ہے جو میں نے بیان کیا کہ کافر عشق سے عام مراد ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ عالم چونکہ اسمائے الٰہیہ کے ظہور کا محل ہے اور خدا کی ایک صفت قہر و مضل بھی ہے۔ اس لئے عالم میں کفر کا وجود بھی ضروری ہے ورنہ ظہور اسماء کامل طور پر نہ ہوگا۔ یہ حکمت تو صوفیاء سمجھے۔

اور ایک حکمت علماء کے سمجھ کی ہے وہ یہ کہ الاشیاء تعرف باضدادھا ہر چیز کی حقیقت اس کی ضد کے مطالعہ سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ پس دنیا میں کفر وغیرہ کو اس لئے پیدا کیا گیا۔ اس کے ذریعے سے ایمان کی حقیقت کامل طور پر منکشف ہو جائے۔

دیکھئے جس شخص نے غصے کو نہ دیکھا ہو وہ سخاوت کی حقیقت کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اسی طرح جس نے کبھی ظلمت اور اندھیرے کا مشاہدہ نہ کیا ہو وہ روشنی کی قدر نہیں جان سکتا۔ یہ تو وہ حکمتیں ہیں جو عارفین اور علماء نے بیان فرمائی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہوں گی۔ جو حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔

غرض اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ عالم میں کفر و معاصی کی بھی ضرورت ہے۔

سحر کے اثرات

اس عالم کو نہ علم یا تعلیم سحر میں کوئی مصلحت نہیں۔ اس لئے اس کام کے لئے دو فرشتوں کو بھیجا گیا۔ چنانچہ انہوں نے دنیا میں آکر سحر کی حقیقت ظاہر کی اور بتلائے اس سے تعلیم حاصل کرتے سحر کے اثرات پھیلنے شروع ہو گئے جس سے ساحروں کی ساری بزرگی خاک میں مل گئی اور لوگوں کو معجزات اور سحر میں جو اشتباہ پیدا ہو گیا تھا وہ رفع ہو گیا پھر وہ فرشتے واپس آسمان ہی پر چلے گئے۔ وہ کسی کنوئیں میں نہیں لٹکائے گئے ہیں!

اب آیت کا ترجمہ سنیے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

واتبعوا ما تتلوا الشیطین الآیہ

(اور یہود ایسے ہیں (حاصل یہ ہے نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ) یہ عمل ہیں کہ کتاب اللہ کا اتباع تو کرتے نہیں)۔ اور ایک چیز کا اتباع انہوں نے کر لیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سلطنت میں (یعنی سحر کا اتباع کرتے

ہیں جو کہ خبیث جنوں سے متوارث چلا آرہا ہے) اور (جیسے بے وقوف یہودی حضرت سلیمان کو نعوذ باللہ ساحر کہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط اور جھوٹی بات ہے کیونکہ سحر تو اعتقاداً یا عملاً کفر ہے) اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے (نعوذ باللہ کبھی) کفر نہیں کیا مگر وہاں خبیث جن بے شک کفر (کی باتیں اور سحر کا کام یعنی سحر) کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ (خود تو کرتے ہی تھے مگر دوسرے) آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے (چنانچہ انہی سے وراثتاً یہ سحر چلا آرہا ہے جس کا یہود اتباع کرتے ہیں) اور اسی طرح اس سحر کا بھی (وہ اتباع کرتے ہیں) جو کہ نازل کیا گیا تھا ان دو فرشتوں پر بابل شہر میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور وہ دونوں (سحر کی) تعلیم کسی کو نہیں دیتے تھے جب تک (حقیقت) پہلے یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی مخلوق کے لئے ایک امتحان (و آزمائش) ہے (کہ ہماری زبانی سے سحر پر مطلع ہو کر کون اس کی برائی سمجھتا ہے اور کون اس سے بچتا ہے) سو تو (اس پر مطلع ہو کر) کہیں کافر مت بن جانا (یہ کہہ کر جب سحر بتا دیتے) سو (بعضے) لوگ ان دونوں (فرشتوں) سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعہ سے مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے۔ آگے مسلمانوں کو تسلی ہے کہ وہ ساحروں سے خوف نہ کریں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ یہ ساحر لوگ سحر کے ذریعہ سے کسی کو (ذرہ برابر) بھی ضرر نہیں دے سکتے مگر خدا تعالیٰ کی مشیت سے یعنی پہنچا سکتے۔ تو تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اگر کسی پر سحر کا اثر ہو جاوے تو وہ یہ سمجھے کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی ہی مشیت تھی، ساحر نے تو کچھ نہیں کیا، بلکہ یہ آفت دست خدا سے پہنچائی ہے۔ اور یہ پیدا اور درست

محمد سعید یوسف۔

اب میں مقصود پر آگیا اس وقت تک جس قدر بیان ہوا تمہید تھی۔ مگر تمہید میں خلاف امید بہت طول ہو گیا (پھر دریافت فرمایا وقت کیا ہے معلوم ہوا کہ نو بجے ہیں۔ فرمایا بہت دیر ہوگئی ۱۲ جامع) اب میں مقصود کو مختصر طور پر بیان کروں گا۔ تاکہ زیادہ دیر نہ ہو (اس پر چاروں طرف سے آواز آئی کہ حضرت مختصر نہ کیجئے۔ جب تک جی چاہے بیان کرتے رہیں ۱۲ جامع فرمایا کہ) لیکن میرا مطلب مختصر کرنے سے یہ ہے کہ تمہید کی نسبت مقصود بیان مختصر ہوگا یہ مطلب نہیں کہ فی نفسہ بھی مختصر ہوگا۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود ☆ گرچہ بس عالی ست پیش خاک تود

آسمان عرش و کرسی کے سامنے چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ زمین سے تو پھر بھی بہت بڑا ہے۔

علم محمود

[illegible] یہ بیان [illegible] ایک [illegible] علم ہے۔ اس سے ضروری ہے [illegible] علم کے متعلق [illegible] تاکہ طلبہ کو اس سے فائدہ ہو۔ نیز [illegible] کے متعلق جو [illegible] چنانچہ کلی [illegible] مقصود [illegible] (بعضہم مایخبر ہم)

[illegible] علم [illegible] اس [illegible] علم محمود نہیں بلکہ [illegible] دو قسمیں ہیں۔ [illegible] کیونکہ [illegible]

[illegible] کا [illegible] حقیقت [illegible] حقیقت [illegible] وقت چونکہ [illegible] اس کی حقیقت [illegible] کی ضرورت نہیں رہی۔ [illegible] کیا جائے گا۔ [illegible] کو [illegible] محمود۔

اور [illegible] کیا گیا ہے جیسے علم مناظرہ [illegible] ہیں جو کہ [illegible] الدین [illegible] جائے گا۔

جیسے [illegible] ایک جماعت [illegible] عیسائی [illegible] مسلمان [illegible] بالکل اسی طرح [illegible] مثلاً وہ اپنی [illegible] جماعت سے اس طرح خطاب [illegible] کہ آپ کے قرآن میں [illegible] لکھا ہے اس سے ہماری تائید ہوتی ہے اور ہماری انجیل میں یہ [illegible]

[illegible] طرح [illegible] بیان کیا [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] وقفا یا فق
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] گفتگو [illegible] ہو گئے [illegible] مناظرہ
[illegible] قابل [illegible] [illegible] کیا۔

[illegible]

مناظرے کی خرابیاں

[illegible] ہوتے [illegible] بات [illegible]
[illegible] فریق [illegible] بات [illegible]
[illegible] بات کا [illegible] صورت [illegible] بہت سخت
[illegible]
[illegible] ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ظاہر ہے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ اس قسم کے مناظروں میں بعض اوقات عوام کی شرکت ہو جاتی ہیں جس میں بڑا اندیشہ یہ ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں فریق باطل کے دلائل بیٹھ جائیں اور اہل حق کی طرف سے جو ان کا جواب بیان کیا جائے وہ اس کی سمجھ میں نہ آئے یا کسی طالب علم نے اہل حق کی طرف سے جواب دیا [illegible] تقریر [illegible] ہو تو اس عامی شخص کا ایمان اس صورت میں برباد ہو جائے گا [illegible] [illegible] مناظرہ کے لئے تعلیم و تعلم کی صورت [illegible] بہت [illegible] ہے۔

[illegible] ایک [illegible] باطل [illegible] جواب [illegible] تھے [illegible]
[illegible] اچھے [illegible] تھے۔ ایک دفعہ [illegible] تھے راستے میں
ایک عیسائی [illegible] حقانیت بیان [illegible] حق پر ہونے کی ایک دلیل [illegible] بھی
بیان کی [illegible] عیسائی سب سے زیادہ ہیں۔ انجیل کے ترجمے [illegible] ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا

کہ اللہ کے نزدیک ہم زیادہ مقبول ہیں۔ جواب کی اس قدر کثرت وترقی ہے۔ ان رئیس صاحب نے اپنی موٹر روک کر پادری سے کہا کہ یہ تو کوئی دلیل حقانیت کی نہیں۔ دیکھو ہم تم کو اسٹیشن پر چل کر دکھائے دیتے ہیں کہ ریل گاڑی میں فرسٹ کلاس کا درجہ ایک ہی ہوتا ہے اور تھرڈ کلاس بہت ہوتے ہیں۔ پس ہم مسلمان فرسٹ کلاس ہیں اور تم عیسائی لوگ تھرڈ کلاس ہو۔ یہ جواب سن کر پادری مبہوت ہو گیا اور اس سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔

تو دیکھئے ایک [illegible] کی [illegible] وہاں [illegible] سے میں کہتا ہوں کہ مناظرہ کے سیکھنے اور سکھانے کی صورت میں [illegible] پھر اعتراض کا جواب دے دینا آسان ہے۔ پھر آج کل [illegible] مناظرہ [illegible] کفار سے مناظرہ کیا گیا ہے [illegible] احادیث میں حضرت [illegible] سے مناظرہ [illegible] دہرائے جاتا تھا۔ [illegible] سے مجھے [illegible] میں آگیا۔ [illegible] وقوع [illegible] قرآن کا ہے۔

[illegible] مناظرہ [illegible] کے جواب میں نیاوتی تو میں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ [illegible] سے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے رسول (سیدنا محمد ﷺ) سے [illegible] تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام [illegible] کی [illegible] ساری عمر [illegible] حالت میں گزار دی۔ اور مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ نے [illegible] چھوڑ [illegible] کیں۔ تو اس کے جواب میں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ [illegible] عیسیٰ علیہ السلام [illegible] بھی تھی۔ [illegible] جواب کو چھوڑ کر ان حضرت نے ایسا جواب دیا جس میں [illegible] عیسیٰ علیہ السلام [illegible] کا جاتا ہے۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام جس طرح [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کی صورت میں کامل طور پر موجود ہوتے ہیں [illegible] ہیں۔

[illegible] جواب یہ تھا [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو پہلے پیغمبر ہیں [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام [illegible] سب صاحب [illegible] تھے بلکہ حضرت سلیمان علیہ

سلام کے تو تین سو اور بعض روایات کے موافق … بیبیاں تھیں۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زہد کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ تعلقات سے یکسو ہو … دوسرے یہ کہ تعلقات میں مشغول ہو کر رہا ہو، جیسے کہ بی بی اور بچے اور گھر بار سب موجود ہو مگر دل کسی چیز میں نہ لگا ہوا ہو۔ بلکہ دل میں خدا ہی کے ساتھ لگاؤ ہو۔ دوسروں سے محض حقوق ادا کرنے کے واسطے تعلق ہو۔ سو عیسیٰ علیہ السلام کا زہد پہلی قسم کا تھا اور دوسرے انبیاء میں دوسری قسم کا زہد تھا۔ آج کل یہ مرض بہت پھیل گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ جس سے دوسرے انبیاء کی توہین ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ایک سیرت نبوی … میں بہت شائع ہو رہی ہے اور لوگ اس پر بہت فریفتہ ہیں بجلی اسی کی بات یہ ہے … ایک جگہ … کے افضل ہونے … اس میں لکھا ہے … میں جو کمالات تھے وہ کسی ہی میں تھے چنانچہ نوح علیہ السلام میں شفقت و رحمت کا … نام … جلال ہی جلال تھی۔

رب لا تذر على الأرض من الكافرين ديارا

اور عیسیٰ علیہ السلام میں تو بس شفقت کا ہی حصہ تھا … اس ظالم نے … علیہ السلام کو شفقت و رحمت سے اور موسیٰ علیہ السلام کو غضب و سطوت کے حصہ سے خالی بتا دیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ نوح علیہ السلام کی دعوت کا حال جو سورہ نوح میں مذکور ہے اس سے ان کی شفقت و رحمت ثابت ہے جیسے کہ … چنانچہ فرماتے ہیں

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا

نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو (دین حق کی طرف) رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا سو میرے بلانے پر وہ اور زیادہ بھاگتے رہے۔ آگے فرماتے ہیں

ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا

پھر (بھی میں ان کو مختلف طریقوں سے سمجھاتا رہا چنانچہ) میں نے ان کو باواز بلند (حق کی طرف) بلایا (جس سے مراد خطاب عام ہے وعظ کے طور پر) پھر میں نے ان کو (خطاب خاص کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا اور بالکل خفیہ بھی سمجھایا (غرض جتنے طریقوں سے تبلیغ کی امید ہو سکتی تھی سب

عمر فاروق@اون لائنو

اسی طرح سمجھایا)۔

تو اگر نوح علیہ السلام میں شفقت و رحمت نہ ہوتی تو اس قدر کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ پھر یہ طریقہ کوئی ایک دو دن یا ایک دو مہینے تک نہیں، بلکہ ساڑھے نو سو برس تک اسی طرح سمجھاتے رہے اور قوم کی سرکشی کی یہ حالت تھی کہ اس عرصہ میں فقط معدودے چند آدمی ایمان لائے، باقی سب اپنی حالت پر رہے اور طرح طرح سے نوح علیہ السلام کو ستاتے رہے مگر وہ اس پر بھی دل شکستہ نہ ہوئے اور دعوت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جب خود اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دی کہ اب کوئی ایمان نہ لائے گا تب وہ مایوس ہوئے۔ جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔

وَأُوحِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ آپ کی قوم میں سے جتنے لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اب اور کوئی شخص ایمان نہ لائے گا۔ سو آپ ان باتوں پر غم نہ کیجئے جو وہ کیا کرتے تھے جب وحی سے ان کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی کی قسمت میں ایمان نہیں ہے تب انہوں نے ان کی ہلاکت کے لئے بد دعا کی جس کی حکمت کو خود بھی انہوں نے ظاہر کر دیا ہے۔

إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا

کہ (اب) آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور (آگے بھی) ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کو وحی وغیرہ سے اس کی خبر بھی ہو گئی تھی کہ اگر یہ لوگ زندہ رہے تو ان کی اولاد میں بھی کوئی مسلمان نہ ہوگا۔ اب بتلائیے ایسی حالت میں ان کی بددعا خلاف شفقت کیوں کر تھی بلکہ یہ تو مسلمانوں کے حق میں رحمت تھی۔ ورنہ اگر وہ زندہ رہتے اور ان کی اولاد بھی کافر ہوتی تو دنیا میں مسلمانوں کا رہنا محال ہو جاتا۔ پھر نوح علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا تھا۔

وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ

کہ ان ظالموں کی بابت تم مجھ سے (شفاعت کے طور پر) کچھ مت کہنا کیونکہ یہ سب غرق کئے جاویں گے۔ اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام میں شفقت و رحمت بہت زیادہ تھی۔ کہ اگر ان کو ممانعت نہ کی جاتی تو وہ شفاعت وغیرہ کرتے۔ چنانچہ اپنے بیٹے کے بارہ میں ان کو کچھ کہنے کا موقع

[illegible] تو [illegible] [illegible] آپ کو [illegible] کرتے ہیں [illegible] وثبات دوں گا
[illegible] تو [illegible] سے [illegible] ہوں کہ وہ آپ کے
[illegible] میں داخل نہیں [illegible] سمجھتے تھے۔

[illegible] حدیث [illegible] ہوں گے
اور [illegible] سلطنت [illegible] اس [illegible] سلطنت نہیں
تو [illegible] سلطنت [illegible] کا انتظام کیسے کریں گے
[illegible] بات ہے کہ [illegible] کی
وقت وہ کام [illegible] صفت سے کام لیتے تھے
[illegible] سے کام لیتے ہیں اور [illegible] وقت کام لینے کا [illegible] ہوتا ہے
کا [illegible] [illegible]

[illegible]

مولانا فرماتے ہیں

[illegible] اوست ☆ [illegible] اوست
[illegible] ☆ [illegible]
[illegible] ☆ [illegible]
[illegible] ☆ [illegible]
[illegible] اوست ☆ [illegible] خاطر خود اوست

[illegible] کرتے [illegible] جمال [illegible]
[illegible] مختلف ہوتی ہیں [illegible] محبوب [illegible] ہے۔ [illegible]
عارف فرماتے ہیں

[illegible] است ☆ [illegible] فرمودہ [illegible]

حضور ﷺ سے [illegible] بیان کرنے [illegible] حدیث میں مذکور ہیں۔ وہ کیا [illegible]
[illegible] سے اس کی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے فضائل خود کیوں بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وضو بھی اسی کے مشابہ تھا۔

[illegible]

[illegible]

علماء کی غلطی

[illegible]

[illegible] ولم ولو بشاة ولیمہ کرو [illegible]

[illegible]

[illegible] لاحول ولا قوة [illegible]

[illegible]

حقیقت کے معلوم ہوجانے پر طالب علم کا اطمینان ہو گیا۔

تو معلوم ہوا کہ [illegible] حدیث [illegible] پڑھنے [illegible] حدیث میں بہت سی باتیں [illegible] موقوف ہوتا ہے [illegible] نہیں سمجھ سکتے۔ اور [illegible] عقل سے [illegible] مطلب بیان [illegible] [illegible] معقول [illegible] چاہیے [illegible] [illegible] معقول [illegible] ہوں گے

[illegible]

عوام کی غلطی

ایک غلطی [illegible] معقول [illegible] ہیں تو بہت سے [illegible] ہیں اور یہ بھی [illegible] حقیقت علم دین [illegible] مقصود سے نکلی ہے۔ کیونکہ فقہ [illegible] سے پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں جس قدر [illegible] پیدا ہوئے ہیں اس غلطی کی یہ ہے کہ عوام نے علم دین کو عربی ہی کے ساتھ مخصوص سمجھ لیا ہے۔ اور [illegible] ایک درست نہ تھی تو انہوں نے [illegible] سمجھے۔ [illegible] تو وہ عالم نہیں سمجھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب [illegible] پڑھ لیے [illegible] جاہل ہی رہیں گے تو اس کی بھی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ غلطی [illegible] جب علم [illegible] اور [illegible] حدیثیں پڑھتے ہیں [illegible] عربی [illegible] چاہیے ورنہ [illegible] ان کی [illegible] جائے۔ [illegible] اگرچہ [illegible] صاف صاف یہ نہیں کہتے کہ علم دین عربی کے ساتھ مخصوص ہے مگر [illegible] تعلیم [illegible] پر توجہ [illegible] عوام کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ [illegible] علم کے [illegible] گئے ہیں۔

سب عربی ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ [illegible] سے بالکل حاصل نہیں ہوں گے۔ معلوم [illegible] تو کچھ [illegible] تھے جب کہ عربی میں [illegible] شاید یہ [illegible] اور اردو فارسی ہوں۔ [illegible] بعض صاحب علم بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں۔

مجھے ایک طالب علم مولوی حبیب الدین تھے۔ [illegible] ایک [illegible] عربی نے [illegible] نماز بھی فاسد نہیں ہوتی۔

[illegible] انہوں نے کہا کہ آپ اپنی نماز [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] عربی کلام انسانی نہیں ہے [illegible]

اس غلطی میں لوگ بہت مبتلا ہیں۔ [illegible] اردو یا فارسی میں [illegible] سے فاسد ہو جاتی ہے [illegible] یہ بالکل غلط ہے۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [illegible] حرمت [illegible] نماز باطل نہیں ہوتی اسی مضمون کی دعا اردو فارسی میں پڑھنے سے بھی فاسد نہ ہوگی۔

صرف ممانعت ہوگی۔ وہ بھی اس وقت جب کہ [illegible] حال میں [illegible] اردو فارسی کی دعا [illegible] ہوتی شرطیہ

مضمون مقصد نہ ہوا!

ہمارے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے جن کا نام مولوی تجمل حسین ہے۔ جب وہ مکہ معظمہ گئے تو نیت باندھ کر حنفی امام کے پیچھے پڑھ رہے تھے۔ شافعیوں کی نماز میں قنوت پڑھتے ہیں۔ حنفی اس وقت خاموش رہتے ہیں۔ مولوی تجمل حسین پر قنوت سے ایک حالت طاری ہوئی کہ سب تو خدا سے مانگ رہے ہیں اور میں بت کی طرح خاموش کھڑا ہوں۔ ان سے نہ رہا گیا اور انہوں نے پند نامے کے یہ اشعار شروع کر دیے۔

پادشاہا جرم ما را در گذار ☆ ما گنہگاریم و تو آمرزگار

تو نکو کاری و ما بد کردہ ایم ☆ جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم

بر در آمد بندۂ بگریختہ ☆ آبروئے خود بعصیاں ریختہ

جب انہوں نے یہ پوری نظم پڑھ ڈالی تو لوگ چاروں طرف سے متوجہ ہوئے۔ بعد میں یہ پتہ چلا کہ ہمارے مولوی صاحب کو بھی یہی حالت حاصل ہوئی۔ ان کو یہی چاہیے۔ یہ خبر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ تک پہنچی۔ حاجی صاحب پر معلوم ہے یہ حالتیں گزری تھیں وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے غلبہ حال میں یہ کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ معذور ہیں۔ واقعی صاحب حال کی حالت کو وہی سمجھ سکتا ہے جس پر گزری ہو اور جس پر یہ حالتیں نہ گزری ہوں وہ کیا سمجھ سکتا ہے۔

بے خبر ... ☆ حال شیراں کس کہ شمشیر بلا بر سر خورند

عارف شیرازی فرماتے ہیں۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل ☆ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

یعنی جو شخص ساحل پر آرام سے کھڑا ہے وہ اس شخص کی حالت کو کیا جانے جو دریا میں غوطے لگا رہا ہے کہ اس کو کن کن مصائب کا سامنا ہو رہا ہے۔

اس شعر کے متعلق ایک لطیفہ ابھی قلب پر وارد ہوا ہے وہ یہ کہ ساحل دو ہوتے ہیں۔ ایک ادھر کا ساحل اور ایک ادھر کا ساحل جس پر دریا کو عبور کر کے پہنچتے ہیں تو اس شعر میں ادھر کا ساحل مراد ہے ادھر کا ساحل مراد نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص ابھی تک ادھر کے ساحل ہی پر کھڑا ہے، دریا میں اس نے قدم بھی نہیں رکھا اس کو دریا میں غوطہ لگانے والے کا حال کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو اس پر اعتراض

کا حق حاصل نہیں، اور جو شخص اردو میں [illegible] باطل یقینی [illegible] چکا ہو اس کو دریا میں چلنے [illegible] ایک وقت [illegible] دریا میں تیرنا [illegible] اس وقت [illegible] باطل یقینی [illegible] ہے۔ جس اس کو [illegible] کا حق حاصل [illegible] ایک دو جملہ میں تھے ہی نہیں [illegible] باطل پر پہنچا ہے۔ [illegible] کو [illegible] ہو۔ [illegible]

صاحب حال پر [illegible]

اس [illegible] حاصل تھا [illegible] سے [illegible] اس حالت کی حقیقت سے واقف تھے [illegible] حاصل نہ تھی غرض [illegible] سمجھے تھے۔ [illegible] صورت میں [illegible] فارسی [illegible] پڑھنا [illegible] صلوۃ ہے [illegible] عربی [illegible] سمجھتے ہیں اور اردو اور فارسی کو ہندوؤں کی زبان [illegible] حالانکہ [illegible] مضمون کی [illegible] مقصود ہوتا اگرچہ وہ عربی میں کیوں نہ ہو مقصود ہوگا۔ جیسے [illegible] معیشت [illegible] قوم [illegible] سے [illegible] مقصود ہوگی۔

علماء کی کوتاہی

اس غلطی کا منشا زیادہ تر علماء کی کوتاہی ہے کہ انہوں نے بھی صاف صاف یہ نہیں کہا کہ اردو میں علم دین پڑھ لینے سے بھی وہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں جو احادیث و قرآن میں علم کے لئے وارد ہیں حالانکہ حدیث و قرآن میں کہیں عربی کی تخصیص نہیں۔ چنانچہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم معتبر وہ ہے جو آخرت میں کام آئے اور نافع وہ ہے جو آخرت میں کام آئے۔ اس میں کہیں یہ قید نہیں کہ وہ عربی میں ہونا چاہیے۔ مگر شاید علماء نے یہ بات صاف صاف اس لئے نہیں کہی کہ ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ہم یہ کہہ دیں گے کہ اردو میں مسائل جان لینے سے بھی علم کی یہ فضیلتیں حاصل ہو سکتی ہیں تو پھر ہماری قدر نہ ہوگی۔ پھر تو سارے ہی عالم ہو جائیں گے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں بھی علماء کو نقصان ہوا بلکہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

او چو بیند خلق را سرمست خویش ☆ از تکبر می رود از دست خویش

اشتہار خلق بند محکم است ☆ بند اوار بند آہن کے کم است

خویش را رنجور ساز و زار زار ☆ تا ترا بیرون کنند از اشتہار

یہ تو باطنی ضرر ہے خواص کی تعظیم و تکریم اور ظاہری ضرر یہ ہوا کہ

چشمہا و خشمہا و رشکہا ☆ بر سرت ریزد چو آب از مشکہا

کہ جب عوام سے کسی کی تعظیم ہوگی زیادہ شہرت ہوگی اور لوگوں کو اس کے ساتھ حسد ہو اور بہت سے شخص اس کے درپے ہو جاتے ہیں وہ اس تعظیم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے رات دن اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح اس کو ذلیل کریں۔ اس حالت میں وہ لوگ ہیں جو گم نام ہیں جن کو کوئی پوچھتا ہی نہیں تو ان سے کسی کو حسد ہے نہ عداوت۔

[illegible]

[illegible]

حاصل یہ ہے کہ [illegible] عوام کی تعظیم و تکریم [illegible] بالکل چیز نہیں ہے [illegible] کی جائے۔ ایک قسم کی [illegible] خصوصی عام کو رشد حق کا طالب رہنا چاہیے کیونکہ [illegible] اعتقاد [illegible] میں آپ کو بتلا چکا ہوں کہ اس سے ظاہر و باطن دونوں کا ضرر ہوتا ہے الا من عصم اللہ

علماء کو ہدایت

پس علماء کو علم کی فضیلت [illegible] کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے ورنہ یہ خیال رہنا چاہیے کہ اگر اردو پڑھے [illegible] فضیلت میں [illegible] تو تم کو کون پوچھے گا۔ میں کہتا ہوں کہ [illegible] زیادہ شہرت ہوتی ہے۔ میں تو کہتا ہوں جو لوگ [illegible] چاہتے ہیں [illegible] حاصل [illegible] طریق نہیں [illegible] جاہ کی ترک [illegible] سے حاصل ہوتی ہے طلب سے حاصل نہیں ہوتی۔ گر نیت [illegible] تو [illegible] دیکھ لو [illegible] ہوگا [illegible] مشہور [illegible] گمنامی میں داخل ہے [illegible] میں یہ خاصیت ہے کہ [illegible] شہرت ہو جاتی ہے [illegible] فرماتے ہیں۔

اگر شہرت ہوس داری اسیر دام عزلت شو   کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقا را

دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم سارے عالم کو علم سکھاؤ گے جب بھی بڑے تم ہی رہو گے کیونکہ تم پھر بھی استاد ہو گے اور سب لوگ تمہارے شاگرد ہوں گے شاگرد چاہے کتنا ہی بڑا ہو جائے آخر تو رتبہ استاد سے کم ہی ہے گو ظاہر میں بڑا معلوم ہو جیسے کوئی شخص اپنے چھوٹے بھائی کو خوب دودھ گھی کھلا دے تاکہ موٹا تازہ ہو جائے اور چند سال میں ایسا تیار ہو جائے کہ بڑا بھائی اس سے چھوٹا معلوم ہونے لگے تو کیا رتبہ میں بھی وہ چھوٹا ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں بڑا بھائی پھر بھی بڑا ہی رہے گا اور جب لوگ تمہارے شاگرد ہو جائیں گے اس وقت تمہاری اس وقت سے زیادہ قدر ہوگی۔ کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ ان کے دل میں جو جوہر ہے [illegible] پڑھے والے ہی اس کی قدر کرتے ہیں [illegible] ہے کہ یہ اس درجہ کا طالب علم ہے اور جس نے کچھ بھی نہیں پڑھا ہوا اس کے نزدیک [illegible] پڑھنے والا یکساں ہے۔

الغرض علماء کو چاہیے کہ سب تعلیم کی طرف توجہ کریں [illegible] ایک نصاب تو مکمل ہونا چاہیے۔ ان لوگوں کے لئے جن کو عربی پڑھنے کے لئے فرصت اور وسعت ہے۔ دوسرا نصاب عربی میں ان لوگوں کے لیے ہونا چاہیے جن کو عربی پڑھنے کا شوق ہے مگر وسعت کم ہے۔ تیسرا نصاب اردو میں ان لوگوں کے لئے ہونا چاہیے جو عربی نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو اردو میں ضروریات دین پڑھا کر عقائد و احکام و معاملات سے آگاہ کر دینا چاہیے۔ اور ایک چوتھا نصاب ان بڑے بوڑھوں کے لئے مقرر ہونا چاہیے جو اردو بھی نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ ان بوڑھے آدمیوں کو اب مکتب میں جا کر پڑھنا دشوار ہے۔ ان کے لئے یہ تدبیر ہونی چاہیے کہ ایک عالم ہر مسجد میں کتاب ہاتھ میں لے کر ان کو مسائل سنایا کرے اور اچھی طرح سمجھا دیا کرے۔ اس طریقہ سے گاؤں والے بھی تعلیم یافتہ ہو سکتے ہیں۔ گاؤں والوں کو چاہیے کہ ایک عالم کو اپنے گاؤں میں رکھ [illegible] ضروری مسائل [illegible] بتلایا کرے گا [illegible] ایک وعدہ یہ ہے کہ اگر تم اس کو تعلیم [illegible] اب دکھائے گا [illegible] تمہارے گاؤں میں رہے [illegible] چنانچہ ایسے قصے بہت پیش آتے ہیں

ایک شخص گاؤں میں گیا اس کو فکر ہوئی کہ کسی طرح ان جاہلوں کو یہاں سے نکلوانا چاہیے۔

اس نے یہ تدبیر کی کہ مدعیوں کا امتحان لینا شروع کیا۔ سب سے یہ پوچھتا کہ جی دام کے کیا معنی ہیں

اگر اس کو معنی معلوم نہ ہوتے تب تو وہ مشکل ہوتی تھی۔ اگر معنی معلوم ہوتے تب بھی وہ یہی کہتا تھا کہ میں

نہیں جانتا کیونکہ جی دام کے معنی کئی ہیں۔ اس پر وہ جب جاتا۔ یہ خود اقرار کر لیا کہ میں نہیں جانتا۔ وہی

جہالت کا خود معترف ہے۔ پس گاؤں والے سمجھ جاتے کہ واقعی یہ جاہل ہے اس کو نکالنا چاہیے۔

ایک اور شخص گاؤں میں گیا اور وہاں کے ملا سے پوچھا کہ بتلاؤ اس میں کتنے نقطے

در حقیقت میں تو اس کے جواب میں یہ کہنا تھا کہ منقوطہ ہے یا غیر منقوطہ۔ یہاں شرکی اور دوں منقوطہ ہے۔ مگر اس

کا یہ مقصد نہ تھا۔ وہ ملا بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ منقوطہ ہے۔ محقق نے پوچھا کیسے؟ اس

نے کہا دیکھو یہاں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے اور اس کلمہ میں کوئی حرف پر نقطہ

نہیں۔ اس پر وہ محقق بولا کہ تم نے جواب تو صحیح دیا مگر وجہ غلط بیان کی۔ میں نے کہا، پیغام صحیح دینا تھا

۔ کہنے لگے کہ یہاں اس واسطے غیر منقوطہ ہے۔ کہ جب کسی سے پوچھتے ہو کہ تم مسلمان ہو تو وہ جواب

میں کہتا ہے شکر اللّٰہ اور دیکھو اس میں نقطہ نہیں۔ اس پر وہ فکر ہوئی کہ کس طرح اس کی بات گاؤں والوں کے

سامنے غلط کرنا چاہیے کہنے لگا یہ جواب بالکل صحیح نہیں۔ یہ تو لوگ اس سوال کے جواب میں الحمد للّٰہ نہیں کہتے

بلکہ یوں کہتے ہیں شکر الحمد للّٰہ۔ اور اس کے جواب میں شین پر نقطے ہیں۔ اس نے وجہ بھی صحیح نہ جو میں

نے بیان کی۔ اس نئی بات پر ملامت کیا اور گاؤں میں شہرت ہو گئی کہ وہ ملا بڑا جاہل ہے

غرض گاؤں والوں کو بڑھا دیے میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر گاؤں میں بھی رہو گے کوئی ان

کو بہکا سکے گا۔ یہ تو ہنسی کی بات تھی۔ اگر یہ شبہ بھی ہو تو تب بھی حد سے بڑھے۔ تو سب تو ٹھیک نہیں

کیا۔ یہ کیا تھوڑی بات ہے۔ اس لئے تم دونوں کی خیر خواہی اور اصلاح رکھنے کا قصد کرو۔ عالم کو روزی

کا فکر کرنا چاہیے اس کی تو یہ شان ہونی چاہیے۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عاشقی ☆ بے رونقی ہے عشرت جاوداں باشی

در راہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں ☆ شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

اور عالم کو اپنی فاقہ مستی پر نازاں ہونا چاہیے مخلوق کے روپے پر نظر نہ کرنی چاہیے وہ یہ

کہنا چاہیے۔

[illegible]

اور

[illegible]

علم کی کیمیا

[illegible] ہیں۔ عالم [illegible] حقیقت [illegible] کپڑا [illegible]

کو ہماری طرف سے خیال ہے۔

[illegible] حقیقت [illegible] مستقی [illegible] کیمیا [illegible]

[illegible] کے بعد ہم [illegible] پوچھے گا۔

میں کہتا ہوں [illegible] اور جب تم [illegible] تعلیم عام ہونی چاہیے جس کا طریقہ

میں بتلا چکا ہوں۔

[illegible] تعلیم کا مسئلہ [illegible] اور جب یک

عورت تعلیم [illegible]

[illegible] سب مسلمان عالم بن سکتے

[illegible] طریقہ [illegible] اور وہ بھی [illegible] مگر افسوس یہی ہے کہ مسلمانوں میں

[illegible] کسی کا [illegible] نہیں کرتے اور علم [illegible] ہے کیونکہ اس کا مسئلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ

تو ساری عمر کا کام ہے۔

اندریں رہ می تراش و می خراش ☆ تا دمِ آخر دمے فارغ مباش

تا دمِ آخر دمے آخر بود ☆ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

جیسا کہ ایک ظریف بزرگ نے ایک لڑکے کی بات پوچھی تھا کہ یہ کیا پڑھتا ہے۔ باپ نے کہا کہ حضرت قرآن حفظ کرتا ہے فرمایا ارے بھائی کیوں جنم روگ لگایا۔ انہوں نے قرآن حفظ کرنے کو جنم روگ کہا۔ کیونکہ واقعی قرآن کا حفظ کرنا تو ایک دو سال کا کام ہے مگر اس کی تعہد تو ساری عمر کا کام ہے۔ جہاں ذرا غفلت کی اور وہ ذہن سے نکلا [illegible] اس کا دور کرتے رہنا اور محراب سنانا اور روزانہ منزل پڑھتے رہنا ضروری ہے۔ اس لئے اس کو جنم روگ کہا مگر یہ روگ مبارک ہے جس سے خدا راضی ہو۔

اسی طرح سمجھو کہ یہ علم بھی [illegible] کا مشغلہ ساری عمر باقی رہنا چاہیے۔ حدیث میں ہے منهومان لا يشبعان طالب الدنيا وطالب العلم

یعنی دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے ایک طالب دنیا کہ اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ دوسرے طالب علم۔ جب علم کا چسکا اس کو لگ جاتا ہے تو پھر اس کا پیٹ بھی علم سے نہیں بھرتا اور وجہ یہ ہے کہ علم کا مقصد غیر متناہی ہے تو اس کی طلب بھی غیر متناہی ہوتی ہے۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ☆ ہرچہ بروے می رسی بروے مایست

اگر آپ یہ کہیں کہ ساری عمر یہ مشغلہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا ایک دو دن کا کام ہو تو کر بھی جائے۔ میں کہتا ہوں کہ پھر کھانا بھی چھوڑ دیجئے اور یہ کہہ دیجئے کہ ہم سے یہ دو وقت کی روٹی کا دھندا نہیں ہو سکتا۔ آخر اس دھندے کو ساری عمر کے لئے آپ نے کیوں گوارا کیا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تو غذا ہے جس پر زندگی موقوف ہے میں کہتا ہوں کہ وہ جسمانی غذا ہے اور علم روحانی غذا ہے۔

علم کی فضیلت

روحانی زندگی علم ہی پر موقوف ہے اور جس طرح روٹی کھانا آپ کو روزانہ سہل ہے اسی طرح آپ علم میں مشغول ہو کر دیکھیں پھر وہ بھی آپ کے لئے سہل ہو جائے گا۔ اور جب علم کا چسکا لگ جائے گا تو پھر آپ کو اس کے بغیر چین نہ آئے گا۔ پھر اس میں ایک بڑا نفع یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا اس سے حاصل

ہوتی ہے جو شخص طلبِ علم میں مرتا ہے اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

صاحبو! حق تعالیٰ اپنے بندوں سے راضی ہونے کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ امام محمدؒ کو کسی نے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے؟

فرمایا، مجھ کو حق تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا حکم ہوا کہ اے محمد! کچھ مانگتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میری مغفرت کر دی جائے۔ ارشاد ہوا کہ اگر ہم تم کو عذاب کرنا چاہتے تو علم عطا نہ کرتے۔ تم کو ہم نے اپنا علم اس لیے عطا کیا تھا کہ ہم تم کو بخشنا چاہتے تھے۔ لہٰذا مغفرت تو ہے ہی کچھ اور مانگو۔ سبحان اللہ دیکھئے علمِ دین کی کیسی فضیلت ہے۔ واقعی حق تعالیٰ بخشنے کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ایک جگہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا

یعنی اگر تم خدا کی نعمتوں کا شکر کرو جس کی تفسیر یہ ہے کہ ایمان لے آؤ۔ یہ واؤ عطف تفسیری کے لئے ہے تو حق تعالیٰ تم کو عذاب کر کے کیا کریں گے۔ یعنی تمہارے عذاب کرنے میں خدا کا کون سا نفع ہے اور حق تعالیٰ بڑے قدرداں ہیں۔ جاننے والے ہیں ان کو سب خبر ہے کہ کون ایماندار ہے اور کون نہیں اور وہ ہر مسلمان کے ایمان کی قدر فرمائیں گے۔

اس آیت میں کیسی بلاغت ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو ہم تم کو عذاب نہ کریں گے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ہم تم کو عذاب کر کے کیا کریں گے۔ اس عنوان میں جس قدر بلاغت ہے اہلِ لسان و اہلِ ذوق اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ واقعی حق تعالیٰ کا ہمارے عذاب میں کیا نفع ہے۔ وہ تو ہر وقت بخشنے کے لئے تیار ہیں۔ کوئی اپنے کو بخشوانا بھی چاہے۔

ایک بت پرست ہمیشہ بت کو پوجتا تھا اور نوے سال تک صنم صنم کا ورد کرتا رہا۔ ایک دن بھولے سے اس کی زبان سے بجائے صنم کے صمد نکل گیا۔ فوراً آواز آئی لبیک یا عبدی لبیک کہ اے میرے بندے میں موجود ہوں۔ اس آواز پر وہ رونے لگا اور بت کو اٹھا کر پھینک دیا کہ کمبخت تجھ کو نوے سال تک میں پکارتا رہا اور تو نے ایک دن بھی میری بات کا جواب نہ دیا۔ میں قربان جاؤں اس خدا کے جس سے نوے سال تک میں بے رخی کرتا رہا اور ایک بار بھولے سے اس کا نام زبان سے نکل گیا تو اس نے فوراً مجھ پر توجہ کی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صحبت کا اثر

اگر کسی سے تعلیم و تعلم کا معاملہ بالکل ہی نہ ہو سکے اس کو چاہئے کہ [illegible] سے ملتا جلتا رہے اور ان سے دین کے مسائل پوچھتا رہے اور ان کی صحبت میں [illegible] بلکہ یہ ایک چیز ہے کہ علم میں مشغول ہونے کے ساتھ بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ فقط کتابیں پڑھ لینے پر کفایت نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایک چیز ایسی ہے جو بدون صحبت کے حاصل نہیں ہوتی اور وہ دین کی مناسبت ہے۔ دین کے ساتھ تعلق اور مناسبت بدوں صحبت کے نہیں ہوتی۔ صحبت کا وہ اثر ہے جس کو شیخ سعدی نے یوں فرمایا ہے۔

گلے خوشبوے در حمام روزے ☆ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ☆ کہ از بوے دلآویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ☆ ولیکن مدتے با گل نشستم

جمال ہمنشیں در من اثر کرد ☆ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

دیکھئے گلاب کے پاس رہنے سے مٹی میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اہل محبت کے پاس رہنے سے خدا کی محبت اور ان کے ساتھ مناسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت صحبت ہی کی وجہ سے ہوئی۔ کہ آج کوئی امام و فقیہ اور کوئی بڑے سے بڑا ولی ادنیٰ صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بہت سے علوم تو ان کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے زمانہ میں ان علوم کا پتہ بھی نہ تھا جو آج کل کثرت سے موجود ہیں۔ یا بعض حال تھا تو وہ ان علوم میں مشغول نہ ہوئے تھے کیونکہ

دلفریبان نباتی ہمہ زیور بستند ☆ دلبر ماست کہ با حسن خداداد آمد

زیر بار اند درختاں کہ ثمرہا دارند ☆ اے خوشا سرو کہ از بند غم آزاد آمد

پس صحابہ کا بڑا کمال یہ تھا کہ انہوں نے رسول ﷺ کو دیکھا تھا۔ آپ ﷺ کی صحبت ان کو نصیب تھی۔ پس یاد رکھو کہ صحبت بدون علم متعارف کے مفید ہو سکتی ہے۔ مگر علم متعارف بدون صحبت کے بہت کم مفید ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل بہت سے علماء ظاہر تو ہیں مگر ان میں کام کے علماء دو چار ہی ہیں۔ جن کو کسی کامل کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

الغرض میں نے ثابت کر دیا کہ علم سے ہر شخص مستفید ہو سکتا ہے اور کسی کے پاس جاہل رہنے کیلئے کوئی عذر نہیں گو عربی میں اور درس کے طور پر نہ سہی۔

امراء کی کوتاہی

البتہ جو طبقہ متمول مالداروں کا ہے جن کو خدا نے ہر طرح سے دنیا کی فراغت عطا کی ہے کہ نہ ان کو ملازمت کی ضرورت ہے نہ کمانے پینے کا فکر ہے۔ خدا کا دیا ہوا ان کے پاس سب کچھ ہے اور اتنا ہے کہ کئی پشتوں کیلئے کافی ہے۔ ان کے ذمہ ضرور یہ حق ہے کہ یہ لوگ متبحر عالم بنیں۔ کیونکہ آج کل جو لوگ علم حاصل کرتے ہیں ان کو بہت جلد اہل و عیال کے نفقہ کی فکر ہو جاتی ہے اس لیے وہ کمال تبحر حاصل نہیں کر سکتے مگر نہایت افسوس ہے کہ ان لوگوں کو کچھ بھی فکر نہیں۔ یہ تو اگر ساری عمر علم میں گزار دیں تو ان کو بہت آسان ہے مگر سب سے زیادہ بے توجہی اسی طبقہ کی ہے۔ اور اگر کچھ توجہ ہے تو انگریزی کی طرف۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ انگریزی نہ پڑھیں۔ نہیں، اپنی دنیوی ضروریات کیلئے ضرور پڑھیں مگر ان کو ڈگری حاصل کرنے کی

کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ لوگ ملازمت سے مستغنی ہیں۔ جب ان کو ملازمت کی ضرورت نہیں تو بقدر ضرورت اپنے گھر پر کسی معتمد عالم سے پڑھ کر انگریزی سیکھ لیں جس سے چٹھی ریاست و تجارت کا کام چل سکے۔ اور بقدر ضرورت تو انگریزی بہت جلد آ سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ تو دو برس میں آ سکتی ہے۔

تو ان لوگوں کو انگریزی پڑھنے سے میں منع نہیں کرتا۔ ہاں یہ کہتا ہوں کہ بہت پاس نہ جائیں۔ اور امراء ہیں اور کتنی انگریزی تو عربی سے فارغ ہونے کے بعد بھی یہ لوگ سیکھ سکتے ہیں مگر یہ لوگ تو دنیا، مال و جاہ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اسی لئے انگریزی میں ڈگریاں حاصل کر کے ملازمت کرتے ہیں۔ اس حرص کی وجہ سے یہ طبقہ سب سے زیادہ دین سے محروم ہے حالانکہ ان کو تو مولانا نظامی کے قول پر عمل کرنا چاہئے تھا۔

خوشا روزگارے کہ دارد کسے ☆ کہ بازار حرصش نباشد بسے

بقدر ضرورت یسارے بود ☆ کند کارے مرد کارے بود

ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ جب خدا نے ان کو فرصت دی تھی تو بے فکر ہو کر دین کی خدمت میں لگتے اور ساری عمر اسی میں ختم کر دیتے۔ پھر آپ دیکھتے کہ علماء میں کیسے کیسے لوگ پیدا ہوتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ علم میں مشغول ہو کر ان کو وہ لذت آتی کہ زندگی بھی بری ہوتی۔ یہ تو علم کا ستہ ہے کہ قطع کرنے سے بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس کی طلب کی حد نہیں ہوتی وہ حال ہو جاتا ہے

منعم کہ بہ کسب قادر نیند ☆ کہ بہ سائل نیل مستغنی اند

علم کی قدر

فرمایا بعض وقت جو کوئی نیا علم قلب پر وارد ہوتا ہے تو اس کا لطف ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی مجھے اس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی سلطنت دینا چاہے تو میں ہرگز گوارا نہ کروں۔ اگر قدر شناسی ہو تو ایک نکتہ کا علم ایسا ہوتا ہے جس کے سامنے ساری دنیا گرد ہے۔ چنانچہ شعراء جب کبھی عمدہ شعر کہتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ یہ شعر ہزار روپے کا ہے لاکھ روپے کا ہے۔

ایک شاعر تھا۔ ایک لڑکا اس سے شعر سیکھتا تھا۔ اس نے بیاض بنا رکھی تھی جس میں استاد کا کلام جمع کرتا رہتا تھا۔ کبھی استاد اس سے یہ کہتا کہ یہ شعر پانچ سو روپیہ کا ہے۔ کبھی یہ کہتا کہ یہ شعر ہزار روپے کا ہے۔ وہ لڑکا خوش ہو کر سب شعروں کو لکھتا جاتا۔ ایک دن اس کی ماں نے کہا کہ تو کیا کرتا ہے۔ نہ کچھ

[illegible]

فتح بیروذ اور [illegible]

[illegible]

تھوڑی سی دیر کے بعد پانچ سو روپے لا کر دیے، مجھ سے کہنے لگا میرا ایک مصرع ناتمام پڑا ہوا ہے اس کا جوڑ نہیں مصرع نہیں ملتا ہے۔ غرض پانچ سو روپے میں یہ بات طے ہوئی اور میں نے پانچ سو روپیہ میں ایک مصرع خرید لیا۔ اب اس کے پاس پورا شعر ہو گیا۔

مجھے بیزاں گرد دہر کہ روپوشم ☆ من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

شاید آپ کی سمجھ میں مصرع خریدنے کا مطلب نہ آیا ہوگا اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ مصرع تو میری طرف منسوب ہو جایا کرتا اپنی طرف منسوب مت کرنا۔ بس اتنی بات کے اس نے پانچ سو روپے دیے تھے۔ سو دیکھا کیا تھی وہی قدر دانی۔ کیونکہ شاعر ہی اس کی قدر جانتے ہیں۔ تو صاحب قدر دان چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ایک معمولی نکتہ خریدا مال و دولت سے بہتر ہوتا ہے۔

اس پر مجھے ایک اور حکایت یاد آئی۔ دہلی میں احمد مرزا فوٹو گرافر ہیں۔ جو فوٹو اتارنے میں یدِ طولیٰ میں ماہر ہیں مگر حضرت مولانا گنگوہی سے بیعت ہونے کے بعد انہوں نے زندہ کی تصویر بنانے سے توبہ کر لی ہے۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتے تھے کہ ایک جنٹلمین میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ آپ کے پاس مہدی علی خان کا فوٹو ہے یا نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اس سے کہہ دیا کہ بھائی اب تو میں نے اس سے توبہ کر لی ہے اور سب فوٹو تلف کر دیئے ہیں۔ کہنے لگا شاید کوئی پڑا ہو نکل آوے۔ انہوں نے کہا، تم اس ردی میں تلاش کرو شاید اس میں ہو۔ اس نے ردی میں تلاش کیا تو وہ فوٹو مل گیا جو نہایت صحیح تھا۔ اس نے پوچھا اس کی قیمت کیا ہے؟ احمد مرزا نے کہہ دیا کہ اب تو کچھ بھی نہیں۔ اس نے کہا میں اس شخص کا فوٹو مفت نہیں لے سکتا کیونکہ یہ اس شخص کی نہایت توہین ہے یہ ایسا شخص نہیں جس کا فوٹو بلا قیمت لیا جائے۔ احمد مرزا نے کہا کہ مجھے تو اس کی قیمت لینا جائز نہیں کیونکہ شرعاً یہ مال متقوم نہیں۔ اس نے کہا، پھر میں تو مفت نہ لوں گا۔ آپ اس کی قیمت نہ سمجھیں، میری طرف سے ہدیہ سمجھ لیں اور یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا تو تیرہ روپے نکلے۔ اس نے وہ سب ان کو دے دیئے اور کہا افسوس ہے اس وقت میری جیب میں تیرہ ہی روپے تھے ورنہ میری نیت پچاس روپے دینے کی تھی اس وقت تو آپ اسی رقم کو ہدیہ قبول کر لیجئے۔ غرض بہت اصرار سے وہ شخص تیرہ روپے ایسے مال کے دے گیا جو مالک کے نزدیک ایک کوڑی کا بھی نہ تھا

عمر فاروق@ون اردو

[illegible]

[illegible] حق کا سلسلہ ہے۔

[illegible]

انتخاب طلباء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوشیار لڑکوں

کو انگریزی پڑھائی جاتی ہے۔ جب [illegible]

[illegible]

کیا جاتا ہے [illegible] طبیعت کا [illegible]

خوب قدر کی [illegible] رسول ﷺ [illegible] عظمت [illegible]

اور رسول کے علم کو [illegible] بے وقوف [illegible] انتخاب [illegible] ہیں

اس کا نتیجہ ہے [illegible] جواں میں ہونی چاہئے تھی۔ پھر اس

پر لوگ کہتے ہیں کہ آج کل غزالی اور رازی پیدا نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں [illegible] وہ بے چارے

بے وقوفوں [illegible] غزالی اور رازی کون بنا رہا ہے۔ تم [illegible] ذہین لڑکوں کو عربی پڑھاؤ۔ دیکھو غزالی

اور رازی بنتے ہیں یا نہیں۔ خدا کی قسم غزالی اور رازی اب بھی ہو سکتے ہیں۔ [illegible] مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت [illegible] گنگوہی قدس سرہ غزالی اور رازی سے [illegible] تحقیقات [illegible] حضرات [illegible]

علم دین کی برکت

[illegible]

عمر فاروق @ اردو

دوں میں ؟ سکتے ہیں کہ ان کی خدمت کرو۔ لوگ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ اس سے وہ پریشان نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ یہ بھی ٹھیک ہے مگر یہ دولت کی صورت ہے کہ لوگ [illegible] رہتا ہے۔ کہنے لگا کہ دولت تو خود بانٹنے میں ہے۔ اس میں یہ دولت ہے کہ لوگ ان کو خوشامد کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ واقعی تم خوب سمجھے۔

پھر میں نے کہا کہ تم یہاں کی [illegible] پڑھتے ہو؟ کہنے لگا ہم [illegible] یہاں پڑھتے ہیں۔ میں نے [illegible] کہ تم نے واقعی [illegible] میں [illegible] اس کو [illegible] معلوم ہوتی ہے [illegible] میں [illegible] وہ بھی [illegible] کے باپ تھے۔ کہنے لگا کہ [illegible] سے [illegible] حاصل کرنے کا [illegible] میں [illegible] ان [illegible] نہیں [illegible] ان کی [illegible] بھی [illegible] تک [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] بات [illegible] کی [illegible]

[illegible] میں [illegible] کہ قرآن [illegible] حدیث [illegible] نہیں واقعی [illegible] سب کچھ میں [illegible] قیمت کچھ بھی نہیں [illegible]

رفع اشکالات

عمر فاروق [illegible] قرآن [illegible] حدیث [illegible] علم [illegible] اشکالات [illegible] قرآن [illegible] اشکالات [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] اشکالات [illegible] کے [illegible]

عمر فاروق@اردو

اور بے خبری اور سادگی کے بھی ہیں۔

[illegible] کے منافی ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن مجید سے پاک ہاتھ سے ادب کیا جائے [illegible]

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

[illegible] اس طرح کہ مسح کرو اپنے سروں [illegible]

میں بہت پریشان ہو کر اس [illegible]

[illegible]

میں بیان کر دیتے ہیں۔

[illegible]

کر دیا گیا اور مطلب وہی ہے کہ سر کا مسح کرو اور پاؤں کو دھوؤ۔ عربی میں اس کی نظیر یہ کلام ہے علفتها تبنا وماءً
باردا اور اگر وامسحوا کے حکم کو بھی ارجلکم سے متعلق مان لیا جاوے تب بھی کچھ اشکال نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ
ہے کہ دو قراءتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہو جاتی ہیں۔ جس طرح دو آیتیں ہوں [illegible] حکم مستقل ثابت ہوتا
ہیں اور دونوں پر عمل ضروری ہے اسی طرح دو قراءتیں بھی معمول بہا ہوتی ہیں۔ پس ارجلکم میں قراءت
جر ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ پاؤں کے لئے مسح کا بھی حکم ہے۔

رہا یہ کہ مسح کا محل نہیں ہے۔ یہ کس طرح [illegible] قراءت نصب [illegible] غسل [illegible]
رہی ہے۔ تو مجموعہ قراءتین سے یہ ثابت ہو [illegible] پہنے [illegible] مسح ورنہ دھونا [illegible] اس طرح کہ
قراءت جر بحالت لبس خف ہے اور قراءت نصب [illegible] ہے۔ [illegible] کی بحث [illegible]

اور ایک توجیہ میرے دل میں [illegible] وقت [illegible] سے [illegible]
خواہ بدون غسل کے یا مع غسل کے۔ پس [illegible] قراءت [illegible] حدیث [illegible]
سے مامور ہو گئے مستحب [illegible] پانی [illegible]
کافی نہیں ہوتا۔ ملنے سے پانی پہنچتا ہے۔ [illegible]
دھونے کے قبل [illegible] کر لیا جاوے۔ [illegible] معلوم [illegible]
قدر ضرورت ہے کیونکہ بعض اشکالات [illegible] رفع ہوتے ہیں۔

چنانچہ ایک نیچری مفسر نے [illegible] میں [illegible] کے مسئلہ کا ثبوت نہیں [illegible] ایک
آیت سے تو اس کی [illegible] ہے [illegible] آیت یہ ہے

فشدوا الوثاق فإما منا بعد وإما فداء

اس سے پہلے جہاد کا [illegible] رشاد [illegible] ہیں

فإذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب

پس جب تم کفار کے مقابل ہو تو ان کی گردنیں مارو (یعنی قتل کرو) یہاں تک کہ جب [illegible]
خوب خونریزی کر چکو [illegible] (تو) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا جو کہ احسان ہے یا معاوضہ لے
کر چھوڑ دینا [illegible] مفسر نے یہ [illegible] کہ اس آیت میں بطور حصر کے دو باتیں مذکور ہیں
جس سے یہ لازم آتا ہے کہ تیسری صورت (یعنی غلام بنانا) جائز نہیں

[illegible]

اور دونوں کا ارتفاع ممکن ہے

[illegible]

ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون

[illegible]

[illegible] لاسمعهم في حالة علمه بخير فيهم [illegible]

لو اسمعهم في حال عدم علمه لله فيهم خيرا [illegible]

میں بعضوں کا وقت معلوم ہوتا تو وہ ضرور [illegible] روایت کی باتیں سنا دیتے [illegible] کو قبول بھی کر لیتے [illegible] کی حالت میں کہ حد کو معلوم ہے کہ ان میں جدائی نہیں ہے [illegible] کو [illegible] کی باتیں سنا دیں تو وہ [illegible] اس کی [illegible] ہو گیا [illegible] آپ کو [illegible] ضرورت معلوم نہ ہوگی۔

اسی طرح علم کلام کی بھی ضرورت ہے کیونکہ قرآن میں بعض مضامین ایسے ہیں جن کا ظاہری مضمون جو عام طور پر سمجھ میں آتا ہے [illegible] نہیں جیسے

[illegible] يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ

یعنی [illegible] ہاتھ کشادہ ہیں [illegible] عرش پر مستوی [illegible] آسمان [illegible] ہاتھ میں لپٹے ہوئے [illegible] جسم [illegible] مگر علم کلام [illegible] سے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ [illegible] چیزوں کا ثابت ہونا حقیقۃً ممکن نہیں۔ ہاں [illegible] تو [illegible] چنانچہ [illegible] شان کے لائق [illegible] تو علم کلام سے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے [illegible] صفت کا ثابت ہونا ضروری ہے [illegible] کا پاک ہونا ضروری ہے۔

مفید علم

اس کے علاوہ علوم کی بھی ضرورت ہے اور وہ علوم عربی بھی مددگار ہیں [illegible] عربی کی سخت ضرورت ہے۔ شریعت کا علم کامل بغیر علوم عربیہ کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر کسی کو علم کامل کی وسعت نہ ہو وہ ناقص سے تو محروم نہ رہے۔

مالایدرک کلہ لا یترک کلہ

بعض قوم نے یہ غلطی کی کہ انہوں نے اردو میں بھی علم نہ سیکھا اور بعضوں نے یہ غلطی کی کہ عربی تو سیکھی مگر بجائے علم [illegible] میں مشغول ہو گئے ان دونوں غلطیوں پر اس آیت میں تنبیہ ہے۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

عمر فاروق@اون لائن

من خلاق ہو کانوا یعملون۔

[illegible]

حالت ایک شخص نے خوب رعایت ہے کہ [illegible] شوہر کو یہ حالت دیکھ کر تعجب پیدا ہوا اس نے تعجب میں کہا کہ مجھے میں تمہیں طلاق اب یہ انگریزی محقق لکھتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ تعجب میں دی تھی لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہ۔

جب میں نے یہ کتاب دیکھی تو میں نے کہا کہ یہ مسئلہ تو نقل غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مدہوش کی طلاق نہیں ہوتی۔ مدہوش عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں "زائل العقل" جیسے مصروع وغیرہ یعنی کوئی شخص کوئی بات دیکھ کر ایسا مبہوت ہو جائے کہ اس کے ہوش و حواس نہ رہیں مثلاً دیوار میں سے شیر نکل آئے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ غرض ایسے سبب سے اگر عقل زائل ہو جائے تو اس کی طلاق نہیں ہوتی۔

ان حضرات نے مدہوش کو [illegible] دیکھا [illegible] موافق اردو میں مدہوش حیرت زدہ کو بھی کہتے ہیں۔ [illegible] مدہوش کا ترجمہ حیران ہوگا۔ پھر حیرت کا ترجمہ متعجب کر دیا ہوگا۔ یہ معلوم نہیں انہوں نے انگریزی [illegible] مدہوش سے [illegible] ہوگا۔ پھر اس کا ترجمہ اردو میں ہو تو وہ کہاں سے کہاں ہو گیا یعنی بڑی ہی تحریف ہوئی۔

یہ بھی کھیر کی حکایت شاید آپ نے سنی ہوگی۔ ایک لڑکے نے اپنے اندھے میاں جی سے کہا کہ آج آپ کی دعوت ہے یہاں دعوت ہے کھیر کھائیے گا؟ اس نے کہا کھیر۔ کہنے لگے کہ کھیر کیا ہوتی ہے؟ لڑکے نے کہا کہ چاولوں میں مٹھائی ڈال کر پکاتے ہیں۔ حافظ جی نے پوچھا کہ وہ کیسی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کہ سفید ہوتی ہے۔ اندھے میاں جی نے سفید کہاں دیکھا تھا۔ کہنے لگے سفید کیسا ہوتا ہے؟ لڑکے نے کہا جیسے بگلا۔ انہوں نے بگلا بھی نہ دیکھا تھا۔ پوچھا کہ بگلا کیسا ہوتا ہے۔ لڑکے نے بگلے کی صورت اپنے ہاتھ سے بنا کر حافظ جی کا ہاتھ پھیرا کر بگلا ایسا ہوتا ہے۔ تو وہ یہ سمجھے کہ کھیر بھی اسی شکل کی ہوتی ہوگی۔ کہنے لگے کہ یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے گلے سے بھی نہ اترے گی۔

تو دیکھئے بات کیا تھی اور کہاں پہنچ گئی۔ اسی طرح مدہوش کا مسئلہ ترجمہ در ترجمہ ہونے سے یہاں تک پہنچ گیا کہ تعجب میں طلاق نہیں پڑتی۔ پھر غضب یہ ہے کہ وہ کتاب قانون میں داخل ہے اسی کے موافق فیصلے ہوتے ہوں گے۔ نہ معلوم کس کس کو اس مسئلہ کے موافق طلاق سے بری کر دیا گیا ہوگا۔ کس [illegible] مترجم ہو گئے ہیں اور ان کی کتابیں قانون میں داخل ہیں جن کو [illegible] سے ذرا بھی مس نہیں۔

بس وہی حال ہو رہا ہے۔

[illegible] ☆ [illegible]

[illegible]

کام کی باتیں

[illegible] سے متعلق گورنمنٹ سے درخواست کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کی جائے۔ یہ مسئلہ [illegible] متعلق معلوم ہوتا ہے [illegible] موافق لکھے گئے جا سکیں۔ دیکھئے [illegible] ضرورت ہے کہ [illegible] یہ بات بھی ہے کہ اگر مسلمان گورنمنٹ سے اس کی اصلاح کی درخواست کریں تو وہ ضرور اس پر توجہ کرے گی۔ [illegible] لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جو کام ہو سکتا ہو جس کی تدابیر ان کے اختیار میں ہوں جس میں کامیابی کی امید ہو، وہ کام تو کرتے نہیں اور جو کام اختیار سے باہر ہو، جو ان سے نہ ہو سکے اس کے پیچھے پڑتے ہیں۔

جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے میں بتاتا ہوں۔

آزادی [illegible]

اور یہ [illegible] بھی اسی جہالت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ [illegible] سے واقف ہوتے تو اللہ فانا ہم پر عمل کرتے۔ غرض ہر کام کے لئے علم دین کی سخت ضرورت ہے۔ علم دین کے بغیر یہی نہیں معلوم ہوتا کہ ضروری کون سی چیز ہے اور غیر ضروری کون سی چیز ہے۔

ہاں اگر انگریزی میں کسی محقق نے دینی مسائل لکھ دیئے ہوں تو پھر ان انگریزی کتابوں کا پڑھنا بھی ثواب میں داخل ہے۔ باقی ان لوگوں کی انگریزی کتابیں جو وہ دین ہی کی طرف منسوب ہوں، قابل اعتبار نہیں اور جن میں دین کا نام بھی نہ ہو وہ تو محض دنیا ہے۔ ایسی تعلیم و تعلم پر علم کی فضیلت کی احادیث و آیات کو منطبق کرنا تو بری جہالت ہے۔

اب میں بیان کو ختم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بہت دیر ہو گئی ہے نماز ظہر کا بھی وقت آ گیا ہے۔ بس میں خلاصہ مقصود کا بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ تعلیم علم دین [illegible] علم [illegible] عربی ہی کے ساتھ مخصوص نہ

[illegible]

[illegible] بلکہ عقیدہ اور نظریات ہے۔

[illegible]

[illegible] کو عمل کی توفیق دیں۔

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم و بارک

وکرم آمین والحمدللہ رب العلمین

کوثر العلوم

علم کی زیادتی

آج کل لوگوں نے کثرت معلومات کو علم سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ علم اور چیز ہے اور معلومات اور چیز ہیں۔ [illegible] معلومات زیادہ ہیں۔ مگر بصیرت قلب زیادہ نہیں۔ بصیرت علم سے حاصل ہوتی ہے اور علم یہ ہے۔ ادراک سلیم اور قوی ہو جس سے تہ تک پہنچ کر جلد وصول ہو جاتا ہو۔

زیادت فی العلم و تقسیم علم کے متعلق یہ وعظ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں شب جمعہ ۔ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ کو شروع ہو کر دو گھنٹے ۳۰ منٹ میں ختم ہوا۔ ۴۰۰ کے قریب حاضری تھی۔ اسے مولوی ظفر احمد صاحب عثمانی نے قلمبند فرمایا۔

خطبۂ ماثورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدًا عبدہٗ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ضروریات کا علم

میں اس وقت ان آیتوں سے ایک ضروری مضمون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق خصوصیت کے ساتھ اہل علم سے ہے یا خصوص اہل علم کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ چونکہ اہل اس وقت طلبہ ہی ہیں اس لئے ان کے مناسب مضمون بیان کرنا ضروری ہے گو یہ وجہ بھی وہ مضمون عام بھی ہے اور سب مسلمانوں کی ضرورت کا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان ہر وقت مسلمان ہونے کی حیثیت سے طالب علم ہے یعنی یہ کہ طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور وہ ضروریات کا علم ہے۔ یعنی بقدر ضرورت عقائد کا اور روزمرہ کے احکام معاملات ومعاشرت کا علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم) حدیث شریف ہے ... ان کو بھی ضرورت ہے کہ دین اور علم دین سے مناسبت پیدا کریں

[illegible]

عمر فاروق@ول ارشو

زیادت فی العلم

یہ مقصود ہوتا ہے کہ زیادت فی العلم مطلوب ہے یعنی علم تو مطلوب ہے ہی چنانچہ آیت و احادیث میں حضرات اہل علم کی تعریف آئی ہے جس سے علم کے فضائل ظاہر ہوتے ہیں۔ اس وقت مجھے ان کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اس وقت میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ جس طرح مطلق علم مطلوب ہے اسی طرح اس کی ترقی اور زیادت بھی مطلوب ہے شاید بعض لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ اس سے ہماری کیا مراد ہے۔ اس کی وجہ ہمارا یہ ہے کہ آج کل جو طلبہ ہوتے ہیں وہ کتابیں پڑھتے چلے جاتے ہیں اور دل میں یہ ہے انہیں خود متعدد کتابیں پڑھتے ہیں۔ تو ہم زیادت فی العلم پر ہی عمل کر رہے ہیں اور اس کو مطلوب بھی سمجھتے ہیں۔ مطلب یہ سمجھے تو عمل کیوں کرتے۔

اس کا اصلی جواب تو یہ ہے کہ زیادت علم کی دو قسمیں ہیں ایک زیادت صورت علم سے متعلق ہے ایک حقیقت علم سے متعلق۔ اور جس زیادت پر آپ کا عمل ہے وہ صورت علم کی ترقی ہے حقیقت علم کی ترقی نہیں ہے۔ صرف کتابیں زیادہ پڑھنے سے حقیقت علم کی زیادت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے دوسرے اسباب ہیں جو بعد معلوم ہو جائیں گے تب آپ کو بے چینی ہے۔ اس لیے یہ سوال متوجہ ہی نہیں ہوتا لیکن میں تبرعاً سوال کا دوسرا جواب دیتا ہوں کہ جس چیز کو آپ زیادت فی العلم سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ زیادت نہیں ہے کیونکہ آپ نے زیادت فی العلم کو ایک مقدار محدود میں منحصر کر رکھا ہے حالانکہ زیادت کے لیے کوئی حد نہیں بلکہ وہ ایک غیر متناہی چیز ہے یعنی غیر متناہی۔ بمعنی لا تقف عند حد جو محال ہو بلکہ بمعنی غیر محدود۔

اب غور کیجیے کہ کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آپ لوگوں کی زیادت مطلوب ہے۔ ظاہر ہے کہ نصاب کی حد تک ترقی مطلوب ہے۔ اس کے بعد اکثر لوگ بے فکری نہیں بلکہ اپنے کو صاحب کمال اور مستغنی عن الطلب سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کے بعد زیادت فی العلم میں کون مشغول ہوتا ہے۔ درسیات سے فارغ ہونے کے بعد حالت یہ ہے کہ جن کی استعداد خراب ہے وہ تو پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بعض تو دوسرے شغل میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض وعظ گوئی اختیار کر لیتے ہیں۔

حظ نفس کے اقسام

کیونکہ اس میں حظ نفس ہے ایک حظ نفس [illegible] میں حظ نفسانی

[illegible] حظ نفسانی کے ہے۔ وعظ میں تو حظ نفسانی [illegible] پیچھے

پھرتے ہیں۔ [illegible] خدمت [illegible] بھی [illegible]

ہے۔ [illegible] شغل میں حظ نفس [illegible] بعض

لوگ [illegible] شغل میں [illegible] مشغول ہوتے ہیں [illegible] مطلوب [illegible]

المطلوب حاصل [illegible] حظ نفس [illegible] حظ نفسانی [illegible] بعض

میں مشغول [illegible] بلکہ

بعض تو [illegible]

[illegible]

[illegible] شغل میں بعض

کسی چیز کو مقصود سمجھے ہوئے ہیں [illegible] مقصود [illegible]

وہ حظ نفس نہیں سمجھتے مگر چونکہ واقع میں وہ حظ نفس ہے [illegible]

[illegible] بھی طالب حظ نفس ہو جاتے ہیں۔

مثلاً ذکر و شغل میں جو لذت آتی ہے [illegible] لذت کے طالب ہیں اور اسی لذت

[illegible] کو مقصود سمجھے ہوئے ہیں۔ [illegible] لذت [illegible] لذت بھی [illegible]

کسی درجہ میں محمود ہی سہی مگر مقصود بھی نہیں۔ کیونکہ محمود ہونا مقصود [illegible]

کو مطلوب سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کو محض رضاء [illegible] بہت کم مطلوب ہوتا ہے بلکہ زیادہ تر یہ حظ نفس

مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ [illegible] مقصود ہوتے تو [illegible] یہ وہ شکایت نہ کرتے جو شیوخ

سے [illegible] کی جاتی ہیں [illegible] کو محض رضاء حق مطلوب ہوتا تو [illegible] لذت کی حالت میں بھی

حاصل ہے۔ پھر شکایت کس بات کی ہے۔ [illegible] لذت کے نہ ہونے سے مقصود میں کیا کمی آگئی جو اس کی

شکایت کی جاتی ہے۔ [illegible] سے یہ ثابت ہے کہ عدم لذت [illegible] نہیں۔ پھر اس کے نہ

ہونے سے رنج و ملال اور شیخ سے شکوہ و شکایت کیوں۔ معلوم ہوا کہ [illegible] مقصود بالغیر کو مقصود [illegible]

اور مقصود بالذات کو مقصود بالغیر سمجھے ہیں جبھی تو لذت کی کمی سے کام بھی کم کر دیتے ہیں۔

لذات کا فرق

[illegible]

[illegible]

جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خشوع کی حقیقت

[illegible]

[illegible] حدیث میں تو خشوع کی حقیقت بتائی گئی ہے

من توضأ فأحسن الوضوء ثم صلى ركعتين مقبلا عليهما بقلبه لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه او كما قال

[illegible]

[illegible] لا يحدث فيهما نفسه [illegible] لا يحدث فيهما نفسه [illegible]

[illegible]

غیر مقصود کی طلب ہے۔

[illegible]

[illegible] نے عدم التفات کا امر فرمایا ہے۔

[illegible]

[illegible]

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه

[illegible]

عمر فاروق@اردو

خاصیت و عاملیت

من خلق وهو اللطيف

[illegible]

عمر فاروق@ون اردو

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ

کہ ہم باعتبار علم کے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں (رگ سے مراد یہاں پر وہ رگ ہے جس کا تعلق شہ حیات ہے اور حیات کا مدار نفس و روح ہے)۔ مقصود یہ ہے کہ ہم انسان کے نفس و روح سے بھی زیادہ اس کے احوال کو جانتے ہیں کیونکہ ہمارا علم قدیم ہے اور حضوری، اور انسان کے نفس و روح کا علم حادث ہے خواہ حضوری ہو یا حصولی۔ اور حصولی تو فی نفسہ بھی ناقص ہے۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں قرینہ سے قرب سے مراد علم ہے۔ جیسا کہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کے بعد یہ ہے جیسے الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر تو۔ حاصل دونوں کا یہ ہے کہ مشیت سے ثابت ہو... اور علم کی نفی کا ثابت کیا جائے جس سے مکان میں موجود ہونا ثابت کرنے کا منع کرنا مقصود ہے۔ یہاں اس سے بحث نہیں کہ وساوس پر مواخذہ ہوگا یا نہیں بلکہ صرف علم وساوس سے نفی علم کا ثابت کرنا مقصود ہے۔ جواب کچھ تو یہی کہ آیت سے وساوس پر مواخذہ کا ثبوت نہیں ہوتا اور جس آیت سے اس طرح وساوس پر مواخذہ کا شبہ ہو سکتا تھا حق تعالیٰ نے اس کو بہت صاف اور صریح طور پر منع فرما دیا ہے وہ آیت یہ ہے

وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(اور اگر تم ظاہر کرو ان باتوں کو جو تمہارے دلوں میں ہیں یا چھپاؤ بہرحال اللہ تعالیٰ تم سے ان کا محاسبہ فرمائیں گے پھر جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے اور جس کو چاہیں گے عذاب دیں گے اور اللہ تعالیٰ کو ہر بات پر قدرت ہے)۔ یہاں چونکہ لفظ عام ہے وساوس غیر اختیاریہ اور خیالات غیر ارادیہ سب کو۔ صحابہ اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے مگر ان کا منشاء عدم علم تھا بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے کیونکہ یہ مسئلہ عقلیہ بھی ہے۔ بلکہ غلبہ خشیت سے ان کو موہوم کا شبہ ہو گیا ہے مع الفاظ ظاہر ہے تھا اور خشیت وہ چیز ہے کہ جب اس کا غلبہ ہوتا ہے اس وقت علم پر نظر نہیں رہتی بلکہ علم مغلوب ہو جاتا ہے۔

عمر فاروق@وف اردو

خشیت کی حد

[illegible] حضور ﷺ نے کہ آپ نے خشیت کی بھی [illegible] بیان فرمائی [illegible]

سو اس کو کوئی [illegible] بیان کر سکتا تھا۔ ہم تو خشیت کے ہر درجہ کو مطلوب سمجھتے [illegible] حق تعالیٰ سے [illegible] محمود

[illegible] مقصود ہے [illegible] مقصود کا ہر درجہ [illegible] مقصود ہوتا ہے [illegible] مقصود ہوتا ہے۔ مگر حضور ﷺ نے

[illegible] عظیم [illegible] فرمایا ہے [illegible] مقصود [illegible] کی [illegible] مقصود ہو بلکہ [illegible] بھی ہے

[illegible] حد تک مطلوب ہیں۔ چنانچہ خشیت کے [illegible] آپ [illegible]

[illegible] خشیتک ما تحول بہ بینی و بین معاصیک

[illegible] آپ کا [illegible] ہے [illegible] اور معاصی میں [illegible]

[illegible] خشیت [illegible] مقصود نہیں [illegible]

[illegible] خشیت [illegible] ہو جاتی ہیں۔ [illegible] لگتا ہے [illegible] بعض

[illegible] کے سامنے جاتے [illegible]

[illegible] بھی [illegible] باتیں نکلتی ہیں۔

[illegible] خشیت [illegible] بہت [illegible]

[illegible] نہیں ہوتا۔ چنانچہ [illegible]

[illegible] ہوتا ہے [illegible]

[illegible] ہوتا ہے [illegible] واقعی [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ کے [illegible]

سنبھالتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] ہیں اور [illegible]

بھی کمال سے مبدل فرماتے ہیں۔

غرض [illegible] خشیت کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ وساوس پر بھی مواخذہ ہوگا۔

حضور ﷺ سے صحابہؓ نے اس شبہ کو عرض کیا۔ حضور ﷺ نے اس آیت کی تفسیر خود نہیں فرمائی چونکہ آپ ﷺ پر عمل واجب تھا۔ اور وحی قطعی سے تاحال اس کی تفسیر نہیں ہوئی تھی۔ احکام کے مدارج مختلف ہیں بعض کی تفسیر تو حضور ﷺ سے ہو جاتی ہے اور بعض میں آپ ﷺ وحی قطعی کے منتظر ہوا کرتے تھے اور اس وقت تک آپ ﷺ توقف فرماتے تھے۔ وقت آپ سے جو تفسیر بیان کی معنی انفسکم سے ہو [illegible] میں یکدم دیا

قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

یعنی سمعنا و اطعنا کہو۔ جو تم کو حکم ہوا اس کو قبول کرو چنانچہ صحابہ نے یہی کہا اور تمام پر اس کا اثر ہو گئے۔ اس کے بعد رسول ﷺ پر یہی آیت نازل ہوئیں۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ

یعنی رسول ﷺ اور صحابہ کا [illegible] قال [illegible] علم [illegible] حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور سمعنا و اطعنا کہنے کے بعد آیت نازل فرمائی۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

یعنی حق تعالیٰ وسعت سے زیادہ کا مکلف کسی کو نہیں کرتا اور وسوسے غیر اختیاری ہیں [illegible] نہ ہوگا اس آیت سے پہلی آیت کی تفسیر ہوگئی کہ ما فی انفسکم سے مراد ارادہ ہے جو ما کسبت و اکتسبت میں داخل ہے۔

اب یہ کہ حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ دوسری آیت نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا اور تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تبدیل نہیں بلکہ بیان تفسیر ہے اس کا جواب قاضی ثناء اللہ صاحب نے جواب دیا ہے کہ سلف کی اصطلاح میں نسخ عام ہے۔ وہ بیان تفسیر کو بھی نسخ ہی سے تعبیر کر دیتے ہیں واقعی بہت قیمتی تحقیق ہے اور جو شخص حدیث میں غور کرے گا اس کو اس کی قدر معلوم ہوگی اور نسخ سے اس تحقیق کی صحت معلوم ہو جائے گی۔

بحمد اللہ سب اشکالات رفع ہو گئے اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ممکن ہے آیت وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ نزولاً موخر ہو اور لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا مقدم ہو تو موخر مقدم کے لئے ناسخ ہو جائے گا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تاریخ دیکھو علماء مفسرین نے تصریح کی ہے کہ سورہ ق پوری مکی ہے اور سورہ بقر مدنی ہے۔ دوسرے سورہ ق کی یہ آیت مواخذہ علی الوساوس پر دلالت کرنے میں صریح نہیں بلکہ اس میں محض علم بالوساوس کا ذکر ہے اور سورہ بقر کی آیت عدم مواخذہ میں صریح ہے

غرض اس طرح بچے تک نہیں ہو سکتی کام بہت بڑھ گیا۔

لذت ومحویت

میں یہ کہہ رہا تھا کہ [illegible] سے [illegible] ہے اور جو رہ جاتے ہیں تو [illegible] جس شخص کو یہ مطلب حاصل ہو اس کو یہ شکایت نہ کرنا ہے مجھے وسوسوں سے [illegible] مقصود [illegible] کا طالب ہے [illegible] محویت کی حالت [illegible] میں لذت خوب [illegible] شخص کو [illegible] سے نجات [illegible] نفس [illegible] لذت ومحویت کا طالب ہے [illegible] مقصود سے [illegible] مقصود [illegible] تک خلوت میں پڑا ہوا ہے۔

اور میں اسی [illegible] سے فارغ ہو [illegible] شخص میں مشغول ہوتے ہیں [illegible] بعض تو مخلص ہیں جو [illegible] کے طالب ہیں اور بعض مخلص ہیں مگر [illegible] بھی خلوت میں [illegible] مقصود [illegible] علماء غیر مخلص ہیں [illegible] استعداد [illegible] کی وجہ سے [illegible] میں مشغول ہوتے ہیں [illegible] اعظم سے [illegible] خوش [illegible] استعداد ہی اس کی انتہا ہے کہ [illegible] پڑھانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وہ [illegible] سمجھتے ہیں۔ اس کی [illegible] اسی میں منحصر ہے [illegible] ساری عمر [illegible] رہتے ہیں۔ پھر ان میں بھی بعض کا مقصود تو محض تنخواہ ہے اور بعض کا مقصود [illegible] تعلیم علم کا ثواب ہے اور اس کے ساتھ تنخواہ بھی [illegible] کیونکہ ہر تنخواہ اجرت نہیں بلکہ بعض تنخواہ حق احتباس بھی ہوتی ہے جیسے بیوی کا نفقہ اور رزق القاضی وغیرہ۔

اجرت ونفقہ میں فرق

ہاں اجرت اور نفقہ میں ایک فرق ہے وہ یہ کہ تنخواہ میں تعین ہوتا ہے اور نفقہ میں تعین نہیں ہوتا بلکہ اس میں قدر ضرورت کا استحقاق ہوتا ہے زیادہ کا استحقاق نہیں ہوتا مگر کبھی نفقہ روپیہ میں بھی فرض کیا جاتا ہے تاکہ [illegible] کے مصالح محفوظ رہیں۔ اس تعین سے وہ نفقہ ہونے سے نہیں نکل جاتا۔ چنانچہ نفقہ [illegible] قاضی کے بعد بھی نفقہ ہی رہتا ہے۔ اسی طرح [illegible] تنخواہ معین ہو وہ محض تعلیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لئے آدھا سامان ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا کام ہے؟

[illegible]

کی حقیقت کا مصداق بنانا آسان نہیں۔ اس لئے کسی حقیقت شناس کو اپنی نبض دکھا دو۔ اگر وہ کہہ دے کہ واقعی تمہاری تنخواہ نفقہ ہے تو پھر آپ کی حالت مبارک ہے اور اجرت ملنے پر ملامت نہیں۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ کسی محقق کے سامنے اپنی حالت پیش کرو۔ پس اگر وہ کہہ دے کہ تم واصل ہوگئے ہو تو پھر تم اس حالت کا شکر کرو ورنہ محض اپنے علم پر قناعت نہ کرو اور نہ دو چار جاہلوں کے بزرگ سمجھنے اور ولی کہنے سے دھوکا کھاؤ۔ صائب نے خوب کہا ہے۔

بنما بصاحب نظرے گوہر خود را ۔۔ عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

(اپنے گوہر کو کسی صاحب نظر کے سامنے پیش کرو کہ یہ واقعی گوہر ہے یا کانچ کا ٹکڑا ہے کیونکہ چند گدھوں کے کہنے سے تم عیسیٰ نہیں بن سکتے)۔

فرق اجرت و نفقہ

تنخواہ تعلیم کے متعلق ایک معیار ہے جس میں تمام لوگوں کا جواب ہے۔ اگر کسی کے دل میں کوئی اور معیار ہو تو بہت اچھا ورنہ یہ معیار ہے اجرت و نفقہ میں فرق کا۔ الحمد للہ مجھے اس معاملہ میں اس میں گفتگو کرنے کا حق حاصل ہے۔ میرے نزدیک اجرت اور نفقہ میں فرق کا معیار یہ ہے کہ جو مدرس تنخواہ لے کر پڑھا رہا ہے وہ یہ سوچے کہ اگر کسی جگہ سے زیادہ تنخواہ آ جائے مثلاً یہاں پچیس روپے مل رہے ہیں دوسری جگہ سے پچاس روپے کو بلاوا آوے، اور پچیس روپے میں بھی اس کا کام چل رہا ہے۔ مگر کام چلنے کے یہ معنی نہیں کہ دال چٹنی تک ہی کھا سکتے ہوں اور دو روپے گز کا کپڑا نہیں پہن سکتے ہوں بلکہ مطلب یہ ہے کہ پچیس روپے میں کام چل جاتا ہو تو اس کو کسی طرح کی تنگی نہ ہو پھر دوسری جگہ دین کا نفع بھی یہاں سے زیادہ نہ ہو پھر دیکھنا چاہیے کہ اس حالت میں دوسری جگہ والی تنخواہ پر جاتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں جاتا ہے تو واقعی اس کی تنخواہ نفقہ ہے اور اگر چلا گیا تو اس کی تنخواہ اجرت ہے اور یہ کرایہ کا ٹٹو ہے گو گناہ اس میں بھی نہیں کیونکہ متاخرین کا فتویٰ جواز پر ہو چکا ہے مگر اس کو تعلیم و تدریس میں ثواب بھی کچھ نہیں کیونکہ اس کا مقصود محض تنخواہ ہے اس حالت میں یہ تعلیم طاعت نہیں غایت ما فی الباب ایک عمل مباح ہے جس پر اجرت لینا متاخرین کے فتویٰ میں جائز ہے گو فی نفسہ تعلیم دین طاعت تھی مگر چونکہ اس کی نیت تعلیم دین کی نہیں بلکہ مقصود اجرت ہے اس لئے لکل امرئ ما نوی کے قاعدہ سے یہ ثواب کا مستحق نہیں۔

[illegible]

تبدیل کی۔

حقیقت علم

[illegible]

العلم ہے۔ مگر ایک مجلس میں یہ کہا تھا [illegible]

پھر بھی قابل [illegible]

[illegible]

اعتبار سے ہیں۔ [illegible] حقیقت علم [illegible]

نہیں۔ کیونکہ حقیقت علم [illegible]

سب میں حقیقت علم [illegible]

میں زیادت کا مطلوب ہونا [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں [illegible] زیادت فی العلم کے مقصود ہونے کی دلیل بیان کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ [illegible] فرماتے ہیں۔ **وقل رب زدنی علما** اس میں رسول اللہ ﷺ کو امر ہے کہ آپ زیادت فی العلم کے لئے ہم سے دعا کیجئے۔ جب حضور ﷺ کو اس

کے لئے دی کا امر ہے تو اس سے زیادت فی العلم کا مطلوب ہونا یقیناً ثابت ہو گیا اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا علم سب سے بڑھا ہوا ہے جب آپ کو بھی طلب زیادت کا امر ہے تو ہم جیسوں کو تو کیوں نہ ہوگا جن کا علم حضور ﷺ کے علم سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتا۔

اب میں ان آیات سے بھی جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس مضمون کو ثابت کرنا چاہتا ہوں مگر پہلے ایک مقدمہ سمجھنا چاہئے کہ ہدایت اور علم میں کیا تعلق ہے۔ یا تو حقیقت علم کی ہے وہی ہدایت کی ہے یا علم ہدایت کا غیر ہے۔ ہدایت کے معنی علماء نے خوب معلوم کئے ہیں۔ اس کے معنی ارائۃ الطریق ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ایصال الی المطلوب میں مشترک کہا ہے۔ بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ ہدایت ارائۃ اور ایصال میں مشترک نہیں بلکہ ایصال بھی ارائۃ ہی کا ایک فرد ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ ہدایت کے معنی تو ارائۃ الطریق ہی ہیں مگر ارائۃ کی دو صورتیں ہیں ایک ارائۃ کسی بعید راستہ سے دور سے اس قریب راستہ تک جس کو ایصال سمجھتے ہیں اس کے حد تک۔ تو معلوم ہوا کہ ہدایت کا درجہ معلوم ہے کہ ہدایت کی دو قسمیں ہیں ہدایت علم اور ہدایت قلب۔ اگر ہدایت حسی ہے تو ارائۃ سے ہدایت بصر مراد ہے اور ہدایت معنوی ہے تو ہدایت قلب مراد ہے اور ہدایت قلب علم ہی ہے۔ پس ہدایت کا حاصل علم کے قریب ہے۔ کیونکہ ہدایت معنوی علم کو مستلزم ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کی ہدایت اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اور قرآن کی ہدایت حسی نہیں بلکہ معنوی ہے۔ پس یہ ہدایت تو یقیناً علم سے متوافق اور متقارب ہے۔ تو اگر قرآن میں کسی جگہ سے زیادت فی الہدیٰ کا مطلوب ہونا معلوم ہوگا اس سے زیادت فی العلم کا مطلوب ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

اب سمجھئے کہ ان آیات میں زیادت فی الہدیٰ کی مطلوبیت کا ذکر ہے حق تعالیٰ قرآن کی صفت میں فرماتے ہیں ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اس پر یہ اشکال مشہور ہے کہ متقین تو خود ہی ہدایت یافتہ ہیں ان کے لئے ہدایت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ کہ متقین میں تاویل کریں کہ اس سے مراد متقی بالفعل نہیں بلکہ صائرین الی التقویٰ مراد ہیں جن کو باعتبار مآل کے متقی کہہ دیا گیا۔ مگر حقیقت ممکن ہوتے ہوئے مجاز بنانا خلاف اصل ہے۔ اس لئے راجح توجیہ یہ ہے کہ لفظ متقین اپنے معنی پر ہے اور ہدیٰ میں درجات نکالے جائیں کہ ہدایت کے لئے مدارج مختلف ہیں جن میں سے بعض مدارج کا حصول ان لوگوں کو بھی نہیں ہے جو بالفعل متقی ہیں۔ قرآن ان مدارج کی طرف متقیوں کو پہنچاتا ہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ

ہدایت کے معنی بہت ہیں

[illegible] ہدایت کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہے جس میں طلب ہدایت کا امر ہے [illegible] ہو گئی ہے کہ اس میں [illegible] ہدایت کی [illegible] ہدایت [illegible] میں [illegible] اور وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا [illegible] ہدایت [illegible] میں [illegible] تعلیم [illegible] هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ پر کوئی اشکال [illegible] پڑھے ہوں [illegible] پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہدایت [illegible] تو ہدایت کی [illegible] مطلوب [illegible] کی بات ہو گئی

یہ مضمون [illegible] بات ہے کہ [illegible] مجھے ہدایت فی العلم کے سبب کی بیان کرنا ہے جس سے طلبہ غافل ہیں [illegible] اور حقیقت [illegible] علم اور زیادت فی العلم کی حقیقت بھی بتلاتا ہے [illegible] میں [illegible] ہیں۔ اس لیے ان اطلاعات میں [illegible] چونکہ طالب علم ہیں اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ان کے لیے اتنا بھی کافی ہے۔ پس میں مختصر طور پر حقیقت علم اور حقیقت زیادت فی العلم اور اس کے سبب کو عرض کرتا ہوں اور اس کے لیے شروع سے آیات کا ترجمہ کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں الٓمّٓ اس کے معنی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں کسی اور کو معلوم نہیں، شاید حضور ﷺ کو بتلا دیے گئے ہوں۔ معانی میں تحقیق نہ کرنا چاہیے۔ شاید تم یہ کہو کہ یہ تو زیادت علم کے منافی ہے جس کی تم ترغیب دے رہے ہو، پس اول اس کے معنی بتلاؤ پھر زیادت فی العلم کی ترغیب دو، خصوصاً جب کہ تم کو سبب زیادت علم بھی معلوم ہیں جن کو اس وقت بتلانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور اگر باوجود علم اسباب کے بھی تم کو ان کے معنی معلوم نہیں تو ہم معتقد کی دونوں برابر ہیں کہ دونوں زیادت فی العلم میں کوتاہی کر رہے ہیں۔

اس شبہ کا جواب ایسے میں چونکہ اسے روایت کی عصمت کا ثبات ہے اس لئے اجمالاً یہ تھا کہ میں جواب سے [illegible] ہیں یہ [illegible] کہ متقیوں ہی کو مختص کیوں کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہیں کی تخصیص سے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] ہوتا ہوں کہ مجھے بھی اس سے معنی معلوم نہیں [illegible] ہیں اور آپ [illegible] یہ شبہ کہ معلوم نہیں [illegible] کی عصمت سے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روایت فی العلم میں ایک تفصیل ہے جس کی طرف [illegible] میں اشارہ ہے [illegible] آگے چل کر ان شاء اللہ وہ تفصیل معلوم ہو جائے گی۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

اس کی تفصیل مجھے مقصود نہیں [illegible] میں قرآن کی [illegible] یہ کتاب کامل ہے۔ اس میں کوئی بات [illegible] نہیں (یہ سوال و جواب مسودہ میں مذکور نہیں صرف اجمالی اشارہ ہے جس کی [illegible] اس تفصیل [illegible] نہیں [illegible] جسے متقیوں کر دیا ۱۲) رہا یہ شبہ کہ کفار تو اس میں بہت شبہات کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں کوئی بات فی نفسہ موجب خلجان نہیں ہے اور شبہ کا لے دوں [illegible] جو شبہات پیش آتے ہیں [illegible] قرآن کے مضامین نہیں بلکہ ان کا قصور فہم ہے اور اگر کسی اندھے کو دن میں طلوع آفتاب میں شبہ ہو تو اس کے شک سے طلوع آفتاب مشکوک نہیں ہو جاتا۔ اور [illegible] سے جواب کی طرف هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں اشارہ ہے۔ حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اگر کسی کو قرآن میں کوئی شک و شبہ پیش آتا ہے تو وہ شبہ اسی وقت ہے جب تک قرآن کی تعلیم پر عمل نہ کیا جائے اور اگر قرآن کی تعلیم پر پوری طرح عمل کیا جائے تو سب شبہات خود بخود زائل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن متقین کے لئے ہدایت ہے۔ پس کل شبہات کو چاہئے کہ وہ تعلیم قرآن پر عمل کرنا شروع کریں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

عمل کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں قرآن سراپا ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اس میں کوئی امر موجب خلجان نہیں ۱۲ جامع)

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اس سے یہ [illegible] متعلق ہے۔ جس کی تقریر اوپر مذکور ہو چکی [illegible] میں ہدایت

کر چکا ہوں کہ اس آیت سے روایت [illegible] مفہوم ہوتی ہے [illegible]

کے ساتھ [illegible] روایت کا مطلب ہوتا ثابت ہے [illegible] حقیقت عمر کا یہ

[illegible]

[illegible]

عورت [illegible]

فہم قرآن

[illegible]

ہے وہ اس کو جانتے ہیں۔

[illegible]

کہ اگر ہم تم کو وہ وقت [illegible] بتلا دیں تو تم کیا کرو گے؟ [illegible] نے کہا [illegible] خوب عبادت کروں گا

[illegible]

نے خوب جواب دیا۔

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] لا اما فی هذه الصحيفة [illegible]

تھے جن کا خاص ذوق سب کو معلوم ہے)

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

یعنی ایں میں مجھے معاف [illegible] ہے۔

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

[illegible]

اسی طرح اس حدیث ...

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

[illegible]

شکوت الی وکیع سوء حفظی ... المعاصی

[illegible]

عیسائی کافر ہیں۔ اور وہ لوگ اختلافات کو بہت شد و مد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کیونکہ جرمن میں

[illegible]

[illegible] سے معلوم ہوا

[illegible]

امور ذوقیہ

[illegible]

[illegible]

وہبی علوم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقام پر تقویٰ کی حقیقت بھی بیان فرمائی ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اس جگہ حق تعالیٰ نے عقائد و عبادات [illegible] و معاملات "کتب سابقہ [illegible] ایمان کا تذکرہ کرتے ہیں [illegible] کی طرف اشارہ ہے [illegible] کی چیز کو [illegible] جس کا تعلق [illegible] کی چیز کا تعلق [illegible] و عادی ہونا چاہیے کہ تقویٰ [illegible] پر تعلق نہیں مگر تقویٰ [illegible] کہ حق تعالیٰ [illegible] میں تحریف کی ہے [illegible] مخالفت میں [illegible] بیان فرما دیے ہیں [illegible] الدین کا۔ مگر یہ تفسیر اس پر موقوف ہے۔ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ [illegible] صفت کاشفہ [illegible] کاشفہ ثابت ہو جب کہ میر مدی حاصل ہے۔ [illegible] تقویٰ [illegible] علم کا [illegible] چاہے وہ تقویٰ اس مجموعہ کا نام ہو جو مجموعہ آیات میں مذکور ہے یا اس مجموعہ سے جو حاصل ہوتی ہے اس کا نام ہو جو [illegible] کا مدلول ہے اس میں بحث کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ [illegible] ہے کہ تقویٰ کے لیے تمام معاصی سے بچنا ضروری ہے اور وہ جب ہی ہو سکتا ہے [illegible] جائے۔ کیونکہ ترک [illegible] بھی معصیت ہے۔ [illegible] بھی تقویٰ کے لئے ضروری ہے۔ [illegible] تقویٰ کو مرکب [illegible] وجودی [illegible] کے لیے عقائد و اعمال و معاملات کی درستگی [illegible] ضروری ہے خواہ شرط ہو یا شطر۔ مگر ایک دوسری آیت سے یہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] بالغیب [illegible] صفت کاشفہ [illegible] ہے اور یہ سب اعمال حقیقت تقویٰ میں داخل ہیں۔ گو لغۃً تقویٰ مفہوم عدمی ہو مگر شرعاً مفہوم عدمی نہیں ہے بلکہ شرعاً تقویٰ کی حقیقت کمال فی الدین ہے جس پر وہ دوسری آیت دال ہے وہ دوسری آیت یہ ہے

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن

باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین

یہاں [illegible] کا [illegible] ہے۔

تو [illegible] کا ایک [illegible] تفصیل [illegible] ہیں۔

واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل

والسائلین وفی الرقاب

یہ حقوق [illegible] معاملات کا [illegible] والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البأساء

والضراء وحین البأس [illegible] حقوق [illegible]

اور [illegible] وغیرہ سب [illegible] ہے

اولئک الذین صدقوا و اولئک ھم المتقون

اس سے صاف معلوم ہوا کہ [illegible] سے متصف [illegible] ہوا

کہ تقویٰ کی حقیقت کمال فی الدین ہے اور صحیح [illegible] معاشرت اور

معاشرت [illegible] الذین یؤمنون بالغیب [illegible] ہے۔

پس تقویٰ محض ذکر و شغل کا نام نہیں۔ [illegible] بلکہ تقویٰ [illegible] ہے جو

اس آیت میں مذکور ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ کہ دین میں کامل ہونے کا نام تقویٰ ہے۔ پس ھدی للمتقین

کا حاصل یہ ہوا کہ زیادت ہدی اور زیادت علم کا سبب کمال فی الدین ہے۔ اس کا طلبہ کو بالکل اہتمام

نہیں۔ اور اس میں وہ بے حد کوتاہیاں کرتے ہیں۔ ان کوتاہیوں کی تفصیل میں کہاں تک [illegible] کس

بات کو بتاؤں۔ [illegible] کوئی شخص [illegible] کسی محقق کے پاس رہے اور اس سے اپنی اصلاح کی درخواست

کرے۔ اور وہ محقق بھی ایسا ہو جو بے تکلف روک ٹوک کرتا ہو تب اس کو اپنی کوتاہیوں کی حقیقت معلوم ہو۔

تقویٰ کی حقیقت معلوم ہو۔

تقویٰ کی مثال

تقویٰ کی ایک ادنیٰ نظیر بتلاتا ہوں کہ لکھنؤ میں ایک بیرنگ کارڈ میرے نام آیا۔ میں موجود

نہ تھا۔ میرے رفیقوں نے اسے واپس کر دیا کہ مکتوب الیہ موجود نہیں۔ [illegible] کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ

چاہیں تو [illegible] سکتے ہیں [illegible] قرآن کو پڑھ [illegible]
[illegible] کرنے کا کیا حق ہے۔

[illegible] اس وقت [illegible] پڑھنے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سمجھتے [illegible]
[illegible] گے۔ یہ وہی حالت ہے۔

[illegible]

اس کو [illegible]
دو۔ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی۔

[illegible]
[illegible] العزیزی ص ٣٤٧ ج ٣)

([illegible])

آخر اس حدیث [illegible] تعلیمات ہمارے
واسطے نہیں ہیں؟

طلباء کی کوتاہیاں

ایک کوتاہی [illegible]
نہیں بچتے [illegible]
اہل علم کی سخت [illegible] ہوتی ہے۔ علم دین پڑھنے والوں کو اس باب میں سخت احتیاط کرنا چاہیے۔

ایک کوتاہی یہ ہے کہ چندہ میں احتیاط نہیں کرتے۔ اہل وجاہت کے [illegible] سے چندہ وصول

عمر فاروق@وں اردو

کرتے ہیں۔

یہ جو طلبہ [illegible] سب رہتے ہیں وہ استادوں کی [illegible] جو مشہور بزرگ اور مقتدا نہیں ہیں [illegible] حضرت [illegible]

شروع کر کے چھوڑ دی۔

اسی طرح [illegible] چھوڑ [illegible] کئے ہیں [illegible]

بعض [illegible] علم حاصل ہوگا [illegible] علم حسن کا [illegible] قدر بھی ہوتی ہے [illegible] استادوں کا تو ذرا بھی قدر نہیں [illegible] مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے مگر طلبہ ان کی [illegible] پڑھ سکتے [illegible] کی جائے گا اور طلبہ [illegible] چندہ کم ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اہل مدرسہ کو چندہ مقصود ہے اس لیے [illegible] جب چندہ کی بات [illegible] تو طلبہ [illegible] کا نام لیا جاتا ہے [illegible] چندہ سے مقصود طلبہ ہیں اور طلبہ سے مقصود چندہ ہے۔ اسی لیے وہ جس طرح چاہیں استادوں کو [illegible] ہیں۔ مگر یاد رکھو اس طرح علم حاصل نہیں ہوگا۔ یہ دولت ادب سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے کسی نے مولانا محمد قاسم صاحب کے تبحر علمی کا سبب پوچھا تھا تو [illegible] مولانا کے اس تبحر علوم کے بہت سے اسباب ہیں۔ منجملہ ان کے ایک سبب یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اپنے استادوں کا ادب بہت کرتے تھے۔

[illegible]

[illegible] آپ اکابر کے جاہل [illegible]

[illegible]

علماء کا ادب

[illegible]

[illegible] فليس منا

[illegible]

[illegible] لَا تُقَدِّمُوا [illegible] كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ [illegible] دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [illegible] وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ

[illegible] (چلا جانا) [illegible] آپ کے پاس مجمع میں بیٹھے ہوئے ہوں تو بلا اجازت [illegible] آیات میں رسول ﷺ کے جو حقوق بیان کیے گئے ہیں [illegible] علم [illegible] حقوق میں [illegible] عموم پر دال [illegible] اسی واسطے [illegible] رسول کا ادب [illegible] بات میں حضورؐ کے لیے مذکور ہے۔ بہرحال اساتذہ کا ادب بھی تقویٰ میں داخل ہے جو اس میں کوتاہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چکے ہیں۔ مانعین بھی مرے گئے ہیں۔ جس کی تحقیق یہ ہے حاصل بیان کا یہ ہے کہ سب مسلمانوں کو ورحصول علم باطن و زیادت فی العلم و عمل کی تحصیل کا مرے نہ وسعت کرنا چاہیے۔ جس کے دو طریقے ہیں ایک اعمال دوسرے تقوی کی تفصیل

ان مضمون سے جو حدیث بیان ہوئی تھے اور بہت صاف ہیں۔ امید ہے آج عمل سے ان دو باتوں سے یہ تحقیق یہ تفصیل یا اور بھی حدیث جب یاد ہو گی حرج ہیں۔ امید ہے سب کو تقصان بھی خالی نہ گیا ہوگا۔

اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

توضیحات

بعض مضامین تقریر کے وسط میں ذہن میں تھے مگر بیان کرنے میں ذہن سے نکل گئے۔ اور بعض مضمون بعد میں ذہن میں آئے ان سب کو مفید ہونے کے سبب لکھا جاتا ہے۔

اول (اور یہ بعد میں ذہن میں آیا) یہ علم موہوب جو تقوی کے سبب سے ملا ہے جس کی نسبت حدیث میں ارشاد ہے۔

من اوتی زهدا فی الدنیا و قلة منطق فاقتربوا منه فانه یلقی الحکمة '

ثانی (اور یہ اس کا بعد تقریر کے وسط میں ذہن میں حاصر تھا) یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ اس تقریر کی بناء پر هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوی سبب ہے هدی و مزید زیادت فی العلم اور آیت وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ هدی سے اور یہ علم ہے تقوی کا جو کہ موہوب ہے تو حاصل مجموعہ میں کا یہ ہوا کہ بندہ اول نفس تقوی جب طلب تحصیل کرتا ہے اس پر هدی مرتب ہوتا ہے پھر اس ہدی پر ثابت رہنے سے خود اس میں بھی ترقی ہوتی ہے اور تقوی کا درجہ علیا موہوب بھی اس سے عطا ہوتا ہے اور قرینہ اس اراد موہوب کا لفظ اٰتٰهُمْ ہے اور قرینہ اس کے علیا ہونے پر صاف ہے تقوی کی ضمیر مهتدین کی طرف جو ان کے کمال پر دال ہے جیسے وسمی لها سُقْيٰهَا دل منتی الی سب ہو اسی طرح یہاں مراد ہے ای التقوی المناسب لشانهم وهم لک مدون

فالتقوی العاصب لنکا ملس هو الکامل سه

[illegible]

[illegible] لحکمہ فقد اوتی خیرا کثیرا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] محمود ایک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

☆☆☆

عمر فاروق@ون اردو

العِلْمُ وَالْخَشْيَةُ

علم اور خشیت خداوندی

[illegible]

[illegible]

خطبۂ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ونبينا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم إنما يخشى الله من عباده العلماء إن الله عزيز غفور۔

ترجمہ: [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ زبردست بہت بخشنے والے ہیں۔

ضرورت بیان

[illegible] تعلق [illegible] تحقیق [illegible] جس [illegible] قرآن [illegible] حدیث [illegible] تعلق [illegible] اس [illegible] جاتا [illegible] اس وقت [illegible] مگر [illegible] اس کی ضرورت [illegible]

[illegible] تعلق [illegible] مستقل [illegible] اس تعلق [illegible]

عمر فاروق@اردو

سو بات یہ ہے کہ [illegible] اس حقیق کا پورے طور سے علم ہی نہیں۔ اور گو کہا ہے تو سب ہی مگر چونکہ اس وقت [illegible] کی گفتگو ہے [illegible] صاف صاف کہا جاتا ہے کہ [illegible] ہم جیسے لکھے پڑھے کی جو [illegible] کہتے ہیں [illegible] بھی اس تعلق کا پورا علم نہیں اور علم ہے بھی تو اس کے مقتضا پر عمل نہیں۔ جب عمل ہی نہیں تو علم بھی ناقص ہوا۔

کیونکہ علم عمل ہی کے لیے مقصود ہے خواہ عمل بالجوارح ہو یا بالقلب اور کوئی طریق [illegible] ترتب مقصود [illegible] حاصل نہیں ہوتا۔ جس [illegible] عمل سے علم کی [illegible] حیثیت سے بھی [illegible] حیثیت سے [illegible] دوسری حیثیت سے ناقص ہے [illegible] عمل جو کہ مقصود نہیں ہے۔

یہاں سے ایک شبہ کی [illegible] ہوگا۔ وہ یہ کہ [illegible] علم عمل [illegible] کے لیے مقصود ہے [illegible] شروع ہو گیا۔

حاصل جواب کا یہ ہے کہ [illegible] تنگ [illegible] سب مقصود ہیں [illegible] علم سے [illegible] مقصود [illegible] مطلوب نہیں [illegible] عمل بھی مطلوب ہے [illegible] کوئی شبہ نہیں [illegible] مقصود ہے بدون عمل [illegible] نہیں حاصل ہوتا [illegible] عمل [illegible] یقیناً علم ناقص رہے گا (جیسے طبیب [illegible] نسخہ [illegible] پیالے میں [illegible] علم کی [illegible] بہت سی مثالیں ہیں)

[illegible] کہیں پہنچے [illegible]

پس جو لوگ اپنے کو علم سے متصف سمجھتے ہیں [illegible] علم سے متصف [illegible] ہیں [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] اصول [illegible] جو کہ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] کمال کے اعتبار سے وہ بھی [illegible] اس وقت

کے بیان میں تحصیل غیر حاصل ہے مگر ترکیب توصیفی کے ساتھ نہیں بلکہ ترکیب اضافت کے ساتھ۔
بہرحال اس بیان کی ضرورت ثابت ہوگئی۔

طریق اصلاح

رہا یہ کہ جو لوگ واقع میں خواص ہیں ان کی نسبت سے تو یہ بیان تحصیل حاصل ہی ہے اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ وہ میرے مخاطب نہیں ہیں بلکہ میں خود ان کا محتاج ہوں کہ وہ مجھے طریقہ اصلاح ارشاد کریں۔ باقی جن کے لیے یہ بیان ہو رہا ہے جو میرے مخاطب ہیں ان کے لیے تو تحصیل غیر حاصل ہے جن میں میں خود بھی داخل ہوں۔ میں آپ کو بھی اس بیان کا مخاطب بناتا ہوں جیسے قرآن میں ایک مومن کے قول کی حکایت کی گئی ہے۔

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

یعنی اور میرے پاس کون سا عذر ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

جس میں اس نے امر توحید کا اپنے کو بھی مخاطب بنایا ہے اور یہی نفع ہوتا ہے۔ آپ کو مخاطب کرنا عیب نہیں کیونکہ اس کی نظیر قرآن میں موجود ہے۔

دوسرے اس کی بابت میں ایک حقیقت بیان کرتا ہوں سب کے لیے عمل میں کام کی ہوتی ہے تو جب اس کے متعلق مجمع عام میں ایک مضمون بیان کرتا ہوں اس سے خود میری ہمت بھی قوی ہو جاتی ہے اس میں راز یہ ہے کہ جس عمل کے متعلق وعظ بیان ہوتا ہے تو قاعدہ ہے کہ بیان کے وقت اس کا پورا استحضار ہوتا ہے۔ مخاطبین پر بھی [illegible] متکلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] متکلم سے [illegible] کی ہمت کا [illegible] فرما دیتے ہیں کہ [illegible] طرف متوجہ کیا ہے تو اس کو بھی محروم نہ رکھا جائے یہ سب اسباب خود واعظ کو نفع حاصل ہو جانے کے ہو

[illegible]

تعلیم دیتے ہیں گو اس کا عنوان دوسرا ہو مگر معنوی یہی ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک زمانہ میں کفار کے ساتھ اتحاد کر کے جب مسلمانوں نے کفریات و معاصی کا ارتکاب کیا اور بعض لوگوں نے اس پر تنبیہ کی تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ وقت مسائل حلال و حرام بیان کرنے کا نہیں ہے یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ نہ معلوم ۔۔ مسلمانوں کا کون سا کام ہے جس میں ان کو حلال و حرام معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس جواب میں گویا ان لوگوں نے قریب قریب صراحت مسلمانوں کو عدم خشیت کی تعلیم دی ہے تو جو چیز فضیلت علم کا منشا ہے یہ اسی کی جڑ کاٹتے ہیں بس وہ مثال ہو گئی

یکے بر سر شاخ و بن مے برید ☆ خداوند بستان نگاہ کرد و دید

(یعنی ایک شخص شاخ کے سرے پر بیٹھا ہوا اس کی جڑ کاٹ رہا تھا۔ باغ کے مالک نے نگاہ کی اور دیکھا۔

خشیت کے ساتھ تو یہ معاملہ اور پھر بھی یہ خوش ہیں کہ ہم اہل علم ہیں جن کی بابت حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

(یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرا کرتے ہیں)

فرمایا ہے۔ بلکہ بعض نے اس کے ساتھ ایک مقدمہ اور ملایا ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے) جس کا حاصل یہ ہوا کہ علماء صاحب خشیت ہیں اور صاحب خشیت کے لیے جنت و رضائے حق حاصل ہوتی ہے تو علم سے جنت و رضا حاصل ہوتی ہے اب اس کی فضیلت کا کیا پوچھنا؟

صاحبو! یہ حساب تو واقعی درست ہے مگر پہلے ان حد اوسط کا تحقق تو ہونا چاہئے جس سے مل کر یہ قیاس بنتا ہے اور اگر یہ حد اوسط محض ہوائی باتوں میں ہے تو نتیجہ بھی باتوں میں ہی ہوگا واقع میں کچھ نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں یہ ایسا واسطہ ہوگا جیسا ایک بنیے نے واسطہ نکالا تھا کہ وہ ایک بیل گاڑی میں سوار ہو کر کنبہ سمیت جا رہا تھا۔ راستہ میں ندی آئی جس میں پانی بہت تھا۔ گاڑی بان نے ندی میں گاڑی ڈالنے سے توقف کیا تو بنیے نے کہا ٹھہرو میں ابھی پانی ناپتا ہوں چنانچہ ندی کے کنارے پر دیکھا ایک ہاتھ۔ پھر آگے دیکھا اور پھر آگے دیکھا آپ نے سب کا جمع کر کے اوسط نکالا تو اوسط کم نکلا آپ نے گاڑی بان کو حکم دیا کہ بس گاڑی ڈال دو ہم نے اوسط نکال لیا ہے گاڑی ڈوب نہیں سکتی۔ جب بیچ

میں پہنچی درگاڑی مع بیوی بچوں کے وہ بہہ گئی تو پیچھے سے حساب کا کاغذ جو دیکھا تو حساب صحیح تھا اب وہ بیٹھا ہے کہ لیکھا جوں کا توں کنبہ ڈوبا کیوں۔

اس بے وقوف سے کوئی پوچھے کہ تو نے جو بیچ کی گہرائی کو تمام اطراف میں تقسیم کر دیا تو کیا اس سے واقع میں بھی وہ تقسیم ہوگئی ہرگز نہیں۔ یہ تقسیم محض کاغذی تھی اور واقع میں جہاں جتنی گہرائی تھی وہ اپنے حال پر تھی۔ تمہارے اوسط نکالنے سے کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں سمجھیے کہ آپ نے جو یہ حد اوسط سے نتیجہ نکالا ہے کہ علم سے خشیت حاصل ہوتی ہے اور خشیت سے جنت تو ہم مستحق ہوگئے۔ تو یہ اوسط محض باتوں ہی میں ہے تو نتیجہ بھی باتوں ہی میں ہوگا واقع میں نہ ہوگا۔

جیسے آپ کسی سے کہیں ان کمسن امراۃ کہ حاملاً والدا کہ حاملاً بعدہن۔ تو کیا اس قیاس سے واقع میں بچہ پیدا ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ خود حد اوسط کا تحقق واقع میں نہیں ہوا۔

پس ان قیاسات سے نتیجہ نکالنا ایسا ہی ہے جیسے ایک بچہ لالہ جی (جس کو اطراف میں میب جیم کہتے ہیں) کا بے سبب ہو حساب ... ہر رقم دس میں سے سات کے ہاتھ لگے چالیس درہم میں سے سات سو کے ہاتھ لگے تھے۔ ایک فقیر بھی کھڑا ہوا یہ سن رہا تھا جب وہ حساب کر چکا تو فقیر نے سوال کیا اس نے کہا میاں میرے پاس کہاں۔ جب لالہ جی آئے تو ان سے مانگا۔ فقیر نے کہا تم لالہ کہتے ہو میں تو گھنٹہ بھر سے تمہیں بار بار یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں کہ ہاتھ لگے تھے اور ہاتھ لگے تھے۔ میں نے سب کو جوڑ تار تو تمہارے ہاتھ ہزاروں لگے ہیں پھر یہ کیسے کہتے ہو کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ میاں نے کہا میاں یہ کاغذی ہاتھ تھا میرے ہاتھ تو ایک پیسہ بھی نہیں لگا۔

اسی طرح یہاں سمجھئے کہ جب تک حامل کا تحقق واقع میں نہ ہوگا اس وقت تک بچہ کا تحقق محض تصور کے درجہ میں ہوگا۔ یوں ہی جب تک خشیت کا تحقق نہ ہوگا ان مقدمات سے نفسیت علم محض باتوں ہی باتوں میں ہوگی۔

صاحبو! یہ حد اوسط پہلے متحقق ہونا چاہیے یعنی واقع میں بھی تو خشیت ہو تب آپ کو واقع میں جنت مل سکتی ہے۔ ورنہ محض باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں باتوں سے بھی خشیت پیدا ہوئی ہے۔

وَجَائِزَةٌ دَعْوَى الْمَحَبَّةِ فِي الْهَوٰى   وَلٰكِنْ لَا يَخْفٰى كَلَامُ الْمُنَافِقِ

عشق میں محبت کا دعویٰ جائز ہے لیکن منافق کا کلام پوشیدہ نہیں رہتا۔

فرق آمد و آورد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شراب پی ہے اور یہ فکر کر رہا ہے۔

کلام کا اثر

عمر فاروق@ون اردو

صاحبو! میں کچھ [illegible] تو میں ظلمت کی دور ہوتی ہے اس کی وجہ سے قوتِ [illegible] ایک قسم کی ظلمت پیدا ہوتی ہے اور [illegible] باتیں [illegible] میں [illegible] ہوتا ہے [illegible] قلب سے [illegible] قلب کی [illegible] میں ضرور [illegible]

إِنَّ الْكَلَامَ لَفِي الْفُؤَادِ وَإِنَّمَا — جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَى الْفُؤَادِ دَلِيْلًا

(یعنی در حقیقت کلام دل میں ہوتا ہے زبان تو اس پر دلیل بنا دیا گیا)

ہر کلام تو کلام ہی ہے تک میں قلب کا اثر [illegible] ہے [illegible] میں بھی ہوتا ہے [illegible] مشاہدہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] میں بھی ہوتا ہے۔

[illegible] جگہ [illegible] بیٹھنے کی [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] اثر [illegible] بیٹھے ہے اور [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کی [illegible]۔

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ بے دینوں کی کتابوں میں ظلمت کی آمیزش ہوتی ہے کو [illegible] میں معلوم [illegible] اور [illegible] کا مشاہدہ بھی [illegible] ہوتا ہے چنانچہ ایک شخص [illegible] صاحب کی مجلس میں [illegible] مجلس میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ تلاش [illegible] کے پاس [illegible] تو [illegible] ان کی بغل میں تھی۔

صاحبو! ظلمت کا [illegible] میں [illegible] مصنف کے قلب کا اثر تصنیف میں ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ [illegible] کرنا چاہیے [illegible] کتب [illegible] محبت مصنف کے سبب جوانمردی [illegible] کی محبت کا [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کل [illegible] پروا نہیں ہر شخص جو کتاب چاہتا ہے دیکھتا ہے۔

مطالعہ میں احتیاط

صاحبو! اللہ کے واسطے [illegible] دینوں کی خصوصاً [illegible] کتابیں ہرگز مت دیکھو۔ طلبہ بھی [illegible] کتابیں نہ دیکھیں [illegible] جواب دینے اور رد کرنے کے لیے بھی نہ دیکھیں۔

[illegible] بِأَمْرِهٖ وَ جَلِيْسُ الْكَامِلِيْنَ بِقَدْرِهٖ

[illegible]

کیوں ہے۔

بخاری نمبر ۱۳۹۰)

قبر پرستی

عمر فاروق@اردو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وصال کے قریب ارشاد فرمایا۔

عمر فاروق@ون اردو

لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد

مندرجہ [illegible] حدیث [illegible] جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ اس میں [illegible] حضور ﷺ سے [illegible] کی دعا کی ہے۔

اللّٰہم لا تجعل قبری وثنا یعبد

(اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش ہو)

[illegible] حضور ﷺ کی تعظیم [illegible] حضور ﷺ سے والہانہ محبت [illegible] ایک [illegible] پرستی کی تعلیم مقصود تھی۔

[illegible] معاف نہیں [illegible] حضور ﷺ [illegible] قصد سے صریح معارض ہیں [illegible] یہ کہنا کیوں [illegible] کہ آپ کا یہ قصد [illegible] نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ [illegible] حضور ﷺ نے اس فعل میں بڑی مصلحت بھی تھی [illegible] مصلحت بھی تھی۔ اب [illegible] سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں [illegible] ظاہر ہوتا ہے [illegible] اللہ [illegible] محبت [illegible] ہوتا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(یعنی اللہ والوں کی [illegible] صحبت کی سو سال کی بے ریا عبادات و طاعت سے بہتر ہے [illegible] صحبت کا [illegible] متعلق [illegible] ہیں۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(آپ سے ملاقات [illegible] ہر سوال کا جواب ہے [illegible] آپ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے)

ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ بزرگوں کی صورت دیکھتے ہی اشکالات رفع ہو گئے بعض دفعہ بزرگوں [illegible] قصد [illegible] سوال [illegible] ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی

اشکال جو وجود میں آئیں [illegible] ترقی [illegible] کے [illegible] تصور [illegible] کی [illegible] ہوتا ہے چنانچہ یہی
اصل ہے مسئلہ تصوف [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] کر لیا۔ اسی
لیے [illegible] شیعہ [illegible] مطلق [illegible] تصور [illegible] کرتے
ہیں جو [illegible] وقت رائج تھا۔ [illegible] ان کے کلام میں اطلاق [illegible] ہوگا جیسے آج
کل ہم کہہ دیتے ہیں کہ [illegible] فرضِ متعوضہ (ر [illegible] کا درجہ)
رکھنے کی چیز رہ گئی ہیں۔ [illegible]
[illegible] شیعہ کے کلام میں
مطلق تصو [illegible]
بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔

چنانچہ [illegible]
پوچھا کہ [illegible] تو صرف
[illegible] شیعہ [illegible]
اس آیت سے تمسک کیا ہے

[illegible]

[illegible]
متعلق [illegible]
شاہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
غلطی [illegible]
ہاں غلو اور ام کہتے تھے

[illegible]
اس میں غور کیا۔ جیسا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عبادت کا اندیشہ نہیں اور تصویر رکھنے میں عبادت کا اندیشہ ہے چنانچہ [illegible]
پتھر [illegible]

[illegible]

[illegible]

خشیت کا اثر

[illegible]

ایک شخص [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہاں گئی ہیں۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
رہبر نہیں بن سکتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] شخصیت [illegible] جائے گی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضرور ایک دن مکمل کر دے گی۔

[illegible]

عارف فرماتے ہیں ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] شریعت کا اتباع کرو)

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور یوں کہتے ہیں۔

[illegible]

(اے [illegible])

خشیت کی علامت

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

اسئلک من خشیتک ما تحول بہ بینی و بین معصیتک

([illegible]

حائل ہو جائے)

[illegible]

[illegible]

[illegible] خشیت کے لیے علم

[illegible] کے لیے لازم

[illegible]

[illegible]

[illegible] بھی حاصل

[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@اردو

(تیسرے باب میں عشق [illegible]

[illegible]

اب صرف عشق [illegible]

[illegible]

سب کلام تھا عشق مخلوق میں۔

علم مطلوب

[illegible]

جاتی ہے بشرطیکہ وہ خادم ہو باغی نہیں۔

[illegible]

فخر وفضیلت

صاحب علم تو یادگار رہتے ہیں وقت بڑے حضرات ... رہے ... جیسا کہ ... وسلم۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

تناکحوا تناسلوا فإنی مباہٍ بکم الامم

(یعنی نکاح کرو بچے پیدا کرو ... میں تمہاری (کثرت) کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ... امت ... اپنے ... تو کیا فضول بات ہے۔
تمہیں بتلاؤ کہ تم ... سے ... زیادہ ... پر ... یہ سمجھتے۔ یعنی دوسری ہی صورت ارفع ہے تو ... شبہ جاتا رہا کہ ... چیز ... سے ... ہو گیا کہ ... فرمایا ہے

[illegible]

(... حضرت علی ... بڑی ... کے افتخار ہیں)

بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ حضرت علی ... کا مطلب وہی ہے جو اس حدیث کا مطلب ہے ... بکم الامم (میں تمہاری وجہ سے تمام امتوں پر فخر کروں گا) یعنی حضرت ... حضرت علی پر فخر ... اور اس سے حضرت علی کی تفضیل ... نہیں آتی۔ کیونکہ افتخار کی دو قسمیں ہیں ... جو چھوٹوں کو بڑوں پر ہوتا ہے ... کی طرف انتساب سے ناقصوں کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور ایک افتخار بڑوں کو چھوٹوں پر ہوتا ہے کہ ہمارے ... میں ... یافتہ ... ہیں۔ ... حضرت علی افتخار ... ان میں ... افتخار ... ہیں۔

غرض حصول خشیت کے بعد ... تم پر فخر کریں گے۔ ہم کو اس وقت بھی ... نہ ہو گا تو جب حصول خشیت کے بعد بھی ہم کو ... نہ ہو گا تو حصول سے پہلے تو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ ایسا علم جو خشیت سے خالی ہو علم ہی نہیں۔ اس میں ... کا احتمال ہی نہیں ... تم کو ... پر۔

... علم کو میراث ... جاتا ہے تو اب دیکھو کہ انبیاء کی میراث کون سا علم ہے۔

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

(باپ کی میراث چاہتے ہو تو باپ کا علم سیکھو) کیا انبیاء کا علم بھی ایسا ہی تھا [illegible]
میں محض مسائل و [illegible] اور خشیت کا نام [illegible] تو یہ بات تھی کہ جتنا علم
بڑھتا تھا اسی قدر خشیت بڑھتی تھی۔ حدیث میں ہے

اعلمکم باللہ واخشاکم لہ

([illegible] خدا کو جاننے والا اور تم سب سے زیادہ [illegible]) اس سے معلوم ہوا کہ
علم جو مقصود ہے بدون خشیت کے بے مقصود ہے۔

خشیت مطلوب ہے

مگر اب ہماری یہ حالت ہے کہ علم حاصل کرتے ہیں [illegible] میں مشغول ہو جاتے ہیں
[illegible] مقصود سمجھتے ہیں [illegible] مقصود [illegible]
فقہ [illegible] کہ وضو سے جب تک نماز [illegible] اس وقت تک
دوسرا وضو مکروہ ہے۔ ظاہر میں تو یہ شبہ ہوتا ہے [illegible] عبادت [illegible]
ہیں واقعی خوب سمجھے کہ جب اس [illegible] مقصود [illegible] مقصود
[illegible] مقصود [illegible] بھی حد سے تجاوز ہے۔

[illegible] خشیت کی [illegible]
ہے جیسے ایک شخص نے [illegible] اس سے
[illegible] مشغول [illegible]
[illegible] کا مقصد
[illegible]
[illegible] تھی

تو یہاں [illegible] خشیت کی [illegible]
[illegible] حاصل [illegible]
ہے۔ مستقل طور پر اس کے حاصل کرنے [illegible]

میں کہتا ہوں کہ [illegible] خشیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@ون اردو

حصہ رکھ لیجئے یہ خط اسی ایما سے جیسے ہمارے استاد طیب [illegible] بعض لوگوں سے یہ قصہ۔ جب مدرسہ دیوبند کی بنیاد قائم ہوئی تو بعض لوگوں سے یہ شروع کیا کہ کھانا [illegible] تعلیم یافتہ تو [illegible] کاری مجمد سے حاصل [illegible] ہو [illegible] پڑھتے ہوئے [illegible] کھاتے [illegible] حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے حق تعالیٰ سے دعا کی۔ مدرسہ دیوبند کے طلباء کے واسطے معاش کا [illegible] انتظام کر دیا جائے وہاں سے [illegible] جو سب میں ارشاد ہوا کہ [illegible] تعلیم یافتہ کم [illegible] روپے ماہوار سے محروم نہ رہے گا۔ [illegible] ملی [illegible] ہو رہے گی۔

مولانا بہت خوش ہوئے اور اپنے مجمع میں اس [illegible] کو بیان فرمایا کہ حق تعالیٰ نے [illegible] مدرسہ کے طلباء کے لیے [illegible] روپے ماہوار کا وعدہ فرمایا ہے۔ [illegible] اب یہاں [illegible] کوئی بھوکا نہ رہے گا۔ [illegible] صاحب سے [illegible] ماہوار [illegible] ہی [illegible]

[illegible] حضرت علی کے ارشاد [illegible] شاہ کی [illegible] کہ آپ کی [illegible] کہ [illegible] علم [illegible] حاصل [illegible] تو صاحب [illegible] وطن [illegible] وقت کی تقسیم [illegible] کو [illegible] بات [illegible] حضرت گنگوہی [illegible] ہیں۔

ہمیں حقیقت کہ بادشاہ عشق رنگین تو [illegible] شہ [illegible] کر [illegible]

(کہ بادشاہ عشق و حقیقت [illegible] شاہاں [illegible] ہیں)

میں سچ کہتا ہوں کہ علم میں [illegible] سے [illegible] کی [illegible] جب کوئی [illegible] حاصل ہوتا ہے تو بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے [illegible] کو [illegible] کی [illegible] ہوتی [illegible] ہیں۔

[illegible] حضرت [illegible]

([illegible] کے [illegible] کو [illegible] سے [illegible] رکھو [illegible] ہمیں [illegible] حال [illegible]

حضرت کی [illegible] حال [illegible] علم [illegible] کتاب [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] وقت [illegible] ہے۔

تبلیغ کی صورت

[illegible] تبلیغ کی صورت یہ ہے کہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] سے [illegible] کیجیے کہ [illegible] اور اہل وعیال سے [illegible] اس رقم سے انتظام کیجیے اور تبلیغ کے لیے جائیے مگر آجکل تو

[illegible]
اوری نے کہا ہے

[illegible]

کروٹیں بھی لی اور بھی [illegible]

[illegible]

تو بیشک اس کا تصور ہے

چندہ اور علماء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے دین کا کام لیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تبلیغ کا قاعدہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] (محبوب حقیقی) [illegible] راہ میں جان کو [illegible]

[illegible]

[illegible] ليتفقهوا في الدين

[illegible]

[illegible] تعلیم و تربیت اور دوسرا شعبہ تعلیم [illegible] کا چھوڑ دیا۔

[illegible]

اتخذوا رؤسا جہالا فضلوا واضلوا

ایک علمی اشکال

عمر فاروق@وں ابڑر

معلول ضروری ہے اور تخلف علت سے انتفاء معلول لازم نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی دوسری علت سے اس کا وجود ہو گیا ہو۔ معلول واحد کے لیے علل متعددہ ہو سکتی ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جہاں خشیت ہے وہاں علم ضرور ہے۔ باقی یہ لازم نہیں کہ جہاں علم ہو وہاں خشیت بھی ضرور ہو۔ تو آیت سے یہ ثابت نہ ہوا کہ علم خشیت کو مستلزم ہے بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خشیت علم کو مستلزم ہے کیونکہ وجود مشروط وجود شرط کو مستلزم ہے حالانکہ عام طور پر اس آیت سے علم کی فضیلت اس تقریر سے ثابت کی جاتی ہے کہ علم اس لیے ضروری ہے کہ اس سے خشیت پیدا ہوتی ہے جو کہ ضروری ہے اور اب اس کے برعکس یہ تقریر ہوئی کہ علم اس لیے ضروری ہے کہ بدون اس کے خشیت پیدا نہیں ہوتی۔ تو مشہور تقریر غلط ہوئی۔

یہ اشکال ذہن میں عرصہ دراز سے تھا مگر اس کا جواب آج ہی ذہن میں آیا ہے۔ نہ معلوم اب تک ذہن میں یہ اشکال کیوں رہا۔ یہ جواب کچھ ایسا دقیق نہیں جو جواب میں اتنی دیر لگتی۔ بہرحال اب جواب ذہن میں آ گیا ہے۔

حاصل جواب کا یہ ہے کہ قرآن اہل محاورات کے موافق ہوا ہے۔ اسالیب معقول پر نہیں ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن سے کوئی قاعدہ عقلیہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قطعیات عقلیہ سے قطعیات نقلیہ کا تعارض جائز نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عبارات قرآنیہ میں محاورات کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اصطلاحات معقول کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ اسلوب معقول سے ایک کلام کی دلالت کسی خاص معنی پر ہو اور اسلوب محاورہ سے دوسرے معنی پر دلالت ہو اور مقصود وہاں دوسرا ہو۔ پس اگر بطریق اسلوب معقول تو وہ اشکال وارد ہوتا ہے مگر بطریق اسالیب محاورات یہ اشکال نہیں پڑتا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ محاورات میں اس ترکیب سے خشیت کا مستلزم علم ہونا مستفاد ہوتا ہے۔ کہ علم کا مستلزم خشیت ہونا۔ مگر محاورات میں اس ترکیب سے علم کا مستلزم خشیت ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اس کی نظیر دوسری آیت میں ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

بدی کو اچھے برتاؤ سے دفع کرو۔ پھر دفعۃً وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی کوئی خاص دوست ہو جائے گا اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صابر ہیں۔

[illegible] ... بخشی
[illegible] ... استثناء
[illegible]
... حاصل ہوتی ہے ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] ... سالب
[illegible]
... حیثیت ... [illegible] ... حاصل ہو
... حیثیت نہیں ... [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] ... حیثیت ...
نہیں ... حیثیت ... [illegible]
[illegible]
... حیثیت ... [illegible]

[illegible] ... کہتے ہیں
... حیثیت ... [illegible]
ہوتا ہے کہ قرآن کا حکم صحیح نہ تھا۔

خشیت کی ضرورت

بے شک اللہ تعالیٰ بہت محبت کرنے والے ہیں۔

کی ضرورت ہوا کرتی ہیں کہ ترقی تقویٰ سے ذریعے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ مقدمات زبردست ہیں یہ تو ترتیب حقی ہے کہ تم وحشیت ضرورت ہے دو حصے ہیں۔ ایک ہے ذریعے اور ان کو شش بھی ہیں ان میں جلدی یا کہ حشیت دو سیچھے کی ضرورت ہے دونوں سے معلومات وصل ہوتی ہے یہ ترتیب ہے (یا یوں کہا جائے کہ [illegible] میں جتنا ہاتھ ضرور رہتا ہے اور جو [illegible] میں دلک ثمرہ ہوتا اور ان دونوں سے حشیت کی ضرورت یوں ثابت کی ہے کہ ترقی تقویٰ سے ذریعے سے جیسے مرد ہیں بے مد دونوں سب ان کے ہاتھ میں ہے کہیں وہ تمہ [illegible] میں عقل اور [illegible] سے کرتے ہیں

اسلئے [illegible] ترتیب [illegible] ترقی تقویٰ [illegible] علم و عمل کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قندیل البیان

بیان کی تعلیم

[illegible]

آج ہم لوگوں میں جو علم موجود ہے [illegible] تعالیٰ کے
[illegible] میں داخل ہو سکتے ہیں [illegible]
کیونکہ ہمارے حضرت [illegible]
[illegible] تو ہم کو کچھ بھی [illegible]
[illegible] حاصل کرنا چاہتے ہیں تو [illegible]
تقریر میں مہارت پیدا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رحمت عظیمہ

حسن بیان

...کا اختیار کرتے ہیں۔

...وہ طرح تشبیہ سے کام لیتے ہیں

اور ۔۔

دل فریبان نباتی ہمہ زیور بستند ☆ دلبر ماست کہ با حسن خداداد آمد

ہم نے حضرات اہل حق کو دیکھا ہے کہ ان کے سادہ الفاظ میں وہ خوبی اور وہ چستی ہوتی ہے کہ بڑے بڑے استعاروں میں نہیں ہوتی۔ یہ جتنی شستہ اور چست تقریریں کہلاتی ہیں ان کی خوبی نظروں تک ہے اور جس قدر زیادہ غور کرتے جائیے اس کا پوچ اور پھر اور محض مجموعہ الفاظ ہونا ظاہر ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہاں سرمایہ علم نہیں ہوتا۔ برخلاف اہل علم کے ان کے سادہ الفاظ کی یہ حالت ہے کہ ۔

یزیدک وجهه حسناً ☆ اذا ما زدته نظراً

اثر بیان

مجھے ایک انسپکٹر کی حکایت یاد ہے وہ طالب حق تھے اور طالب حق کا خاصہ ہے کہ اس میں حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ وہ ایک صاحب کی بابت کہ وہ اس دنیا میں جس کو آج کل اخباری دنیا کہا جاتا ہے بہت مشہور ہیں کہتے تھے کہ مجھے ان کی صحبت میں رہنے کا اور تقریریں سننے کا اتفاق ہوا ہے اور میں ان کی تقریریں سن کر سمجھا کرتا تھا کہ ان سے زیادہ کوئی محقق نہیں۔ لیکن جب سے میں نے اہل حق کی تقریریں سنیں جن کو نہ لیکچر کہا جاتا ہے نہ وعظ بلکہ سیدھی سادی باتیں ہوتی ہیں۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اصل علم کیا چیز ہے اور کہتے تھے کہ غور کر کے اہل حق کی اور جدید طرز کے لوگوں کی تقریروں میں جو فرق میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جدید طرز کی تقریریں پہلی نظر میں تو بہت وقیع اور موثر ہوتی ہیں اور حق انہی میں منحصر معلوم ہوتا ہے لیکن جب ان میں غور کیا جائے تو ان کی حقیقت کھلتی جاتی ہے اور لا طائل اور کمزور اور خلاف واقع ہونا اور بے تکا ہونا معلوم ہوتا جاتا ہے اور اہل حق کی تقریر نظر اول میں بے رنگ اور پھیکی معلوم ہوتی ہے لیکن جتنا ان میں غور کیا جائے تو ان کی قوت اور مطابق واقع ہونا معلوم ہوتا جاتا ہے اور قلب پر بہت گہرا اثر ان کا ہوتا ہے کہ ان کے سامنے تمام شبہات قلب سے دھل جاتے ہیں۔

طرز بیان

یہاں سے اس اعتراض کا جواب بھی نکل آیا جو آج کل کے علماء پر [illegible] کے طور پر کیا جاتا ہے کہ ان کو لیکچر دینا نہیں آتا۔ وہ جواب یہ ہے کہ جب ہمارے پاس قرآن و حدیث ہے اور اس کی تعلیم کا سرمایہ موجود ہے تو ہم کو ظاہری ٹیپ ٹاپ کی کیا ضرورت ہے خوب کہا ہے ۔

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست   بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

ہمیں لیکچروں کا طرز سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہم تو صاف کہتے ہیں کہ جو شخص لیکچر کے طرز کو اختیار کرتا ہے وہ اول ہمارے دل میں ناپسندیدگی کا بیج بوتا ہے ہم کو تو وہی طرز پسند ہے جس کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب

امیہ کے معنی سادگی کے ہیں تو حضور ﷺ کی اصل مرضی یہ ہے کہ آپ کی امت نہایت سادہ رہے۔ اسی لیے آپ نے الفاظ جمع فرما کر ساری امت کو شامل فرمایا۔ یہی روح ہے مزاج نبوی کی۔ کہ ہر بات میں بالکل سادگی ہو۔ امیہ ام کی طرف منسوب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہماری زندگی ایسی ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد بچہ کی زندگی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی حرکت بھی تصنع اور بناوٹ کی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر حرکت میں بے ساختگی ہوتی ہے۔ اور بچوں کی یہی صفت ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کو ان سے محبت ہوتی ہے۔ ورنہ طبعاً بچوں سے جو کہ بہت سے عیوب کے پوٹ ہوتے ہیں بہت نفرت ہونی چاہیے تھی اور یہ جیسا مختلی ہے ورنہ لکھنا پڑھنا جو مشہور مفہوم ہے یہ بھی اس کا ایک شعبہ ہے تو بیان میں بھی بناوٹ اور تکلف بالکل نہ ہونا چاہیے اور تلبیس اور تصنع سے بالکل پاک ہونا چاہیے۔ بس بیان میں سادگی کے ساتھ صفائی ہونی ضروری ہے لیکن اب یہ طرز بالکل چھوٹتا جاتا ہے۔

خصوصیات زبان

ہم اہل علم کو دیکھتے ہیں کہ ان میں ایک تو رواج زبان کا طرز نہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ قطع نظر شریعت کے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہماری مادری زبان اردو ہے اور اس کی کچھ خصوصیات ہیں جیسا کہ ہر زبان کے لیے کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں۔ اب اس طرز جدید کو اختیار کر کے انگریزی کی خصوصیات تو زبان اردو میں لے لی گئی ہیں اور وہ روز بروز زیادتی کے ساتھ آتی جاتی ہیں۔ حالانکہ انگریزی کی خصوصیات اس میں بالکل نہیں کھپتیں۔ اس کی بدولت زبان بالکل بھدی اور خراب ہوتی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں میں اس وقت ایک بڑی جماعت اپنے کو اردو کا حامی کہتی ہے۔

حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ لوگ اردو کے ماحی ہیں کیونکہ ہر زبان کی ایک مادہ ہے اور ایک ہیئت۔ اور زبان دونوں کے مجموعے کا نام ہوتا ہے نہ کہ صرف مادہ کا۔ تو جب زبان اردو کی

آمیزش و تشابہ

[illegible]

وہاں اور کیا کیا کہنے لگے۔

[illegible]

اردو بھی بولتے ہیں۔

[illegible]

یوں معلوم ہوتا ہے جیسے گل فشانی ہو رہی ہو۔

[illegible]

عمر فاروق@اردو

ہے اور پردے کے طور میں یہ بات کیسی ہے اور نیز اس کی صورت میں یہ بھی ہے کہ اس کو تشبہ [illegible] فاسق قوم کے مشابہ ہوتا ہے اور یہ مشابہت تو حرام ہے حدیث شریف میں ہے

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

چونکہ تشبہ عادت یہاں اور طور سب چیزوں پر ہے تو ممکن ہے کہ اس پر کوئی شخص مولویوں کو متعصب کہے لیکن ہم کو اس کی صفائی واقعی ہے کہ ہم ایک موقع پر اس کے مسلم دلائل سے اس کا برا ہونا (اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی مرد زنانہ جوڑا پہن کر زنانے میں بیٹھے اس کو معیوب کیوں سمجھا جاتا ہے۔ اس نے بجز تشبہ کے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے) ثابت کر چکے ہیں۔

باقی حدیث تو بے دینوں کے لیے بھی ہے اب میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ حدیث آپ پر بھی حجت ہے کیونکہ مسلمان تو آپ بھی ہیں [illegible] اس وقت عورتوں میں یہ تمام خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں جن کے سبب قواعد شرعیہ کے بموجب [illegible] کالعدم سمجھا جائے گا۔ جب ثابت ہو گیا [illegible] طرح [illegible] کا [illegible] سے متعلق [illegible] اسی طرح اس کا [illegible] شرعی [illegible] سے تعلیم قرآن [illegible] اور یہی حاصل ہے اس بات کا [illegible] اور چونکہ [illegible] کل یہ [illegible] عام طور سے پیدا ہو گیا ہے [illegible] جاتا ہے کہ [illegible] کے متعلق بھی [illegible] کی جائے کہ قرآن ہی سے ان کی خرابیوں کا [illegible] ہونا بھی ثابت ہو جائے۔ سو [illegible] آیت [illegible] میں تعلیم [illegible] کی شرط شرعی بھی مذکور ہے کہ قرآن [illegible] کیونکہ غایت اس کی عمل ہے اور [illegible] اگر حدود شرعی کا [illegible] تو قرآن پر عمل نہ ہو [illegible] تو قرآن پر عمل نہ ہوا۔ کیونکہ عمل بالقرآن [illegible] ہے اور سب علوم شرعیہ اسی کی شرح ہیں [illegible] کوئی [illegible] سے کوئی اشارہ [illegible] سے کوئی جز یا کوئی کلیہ۔

چنانچہ [illegible] مسعودؓ کے پاس ایک عورت آئی [illegible] کہنے لگی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ بال [illegible] (یعنی جو حسن کے لیے پیشانی [illegible] کے بال [illegible] پیشانی فراخ معلوم ہو [illegible] وغیرہا کو لعنت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس کو قرآن [illegible] میں اس کو کیوں لعنت نہ کروں [illegible] کہنے لگی میں نے تو تمام قرآن پڑھا [illegible] میں تو یہ کہیں [illegible] آپ نے فرمایا لو قرأته لوجدته [illegible] خیال کر کے پڑھتی تو اس میں [illegible] کیونکہ ان افعال کو حضور ﷺ نے فرمایا ہے اور قرآن میں ارشاد ہے کہ

رسول ﷺ تم کو جو حکم دیں اس کو قبول کرو۔ پس اس طرح یہ احکام بھی مدلول قرآن ہو گئے۔ تو دیکھئے حضرت ابن مسعودؓ حضور ﷺ کے ارشاد کو بھی قرآن ہی میں داخل فرماتے ہیں اور خود قرآن میں بھی ہے۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

تو حضور ﷺ نے اس قرآن کے اجمال کو بیان فرمایا اور جو کہیں حدیث میں بھی خفا رہا تو اس کو حضرات مجتہدین نے ظاہر فرما دیا حتیٰ کہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ پوری طرح ظاہر ہو گیا اور اس ظہور اکمال کے بعد پھر چونکہ کوئی حاجت باقی نہیں رہی مکلف علیہ چوتھی صدی کے بعد قوت اجتہادیہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی تھی۔

عجائبات قدرت

خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس کو پیدا کر دیتے ہیں اور ضرورت پوری ہو چکتی ہے وہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا جب وہ پیدا ہو چکے تو ان کی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب ایک مرد و عورت ہو گئے تو وہ طریقہ بند کر دیا پھر توالد و تناسل کے تعلق سے سب لوگ پیدا ہونے لگے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا خارق عادت کے طور پر ہے علیٰ ہذا اور امور میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

چنانچہ میں نے اخبار میں ایک ڈاکٹر کا قول دیکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ بارش اس لیے کم ہوتی ہے کہ درخت کٹ کٹ کر کم رہ گئے ہیں تو بارش کثرت سے ہونے کی صورت یہ ہے کہ جہاں جہاں درخت کم ہیں بہت کثرت سے درخت لگائے جائیں۔ اس ڈاکٹر نے تو خدا جانے اس کی حد یہ بھی ہو گی لیکن راز اس میں یہی ہے کہ جب درخت نہ رہے تو بارش کی زیادہ ضرورت نہ رہی۔ اور جہاں درخت کثرت میں وہاں بارش کی بھی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔

رہی درخت کی ضرورت۔ اس کا کام ہم ان سے نکالنے لگے ہیں تو بارش سے اس کا بھی کم تعلق ہو گیا۔ غرض فلسفہ بھی اس کو مانتا ہے اور ہم تو مانتے ہی ہیں۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ بھی اسی طرف مشیر ہے تو اسی طرح جب تک حضرات مجتہدین کی ضرورت تھی اجتہادی قوت پیدا ہوتی رہی اور جب یہ ضرورت پوری ہو چکی یہ قوت بھی ختم ہو گئی۔

قوت حافظہ

قوت بیانیہ

[illegible]

طریق بیان

[illegible]

عمر فاروق@اردو

[illegible] طلبہ تعلیم اس کو خوب سمجھ لیں۔

[illegible] مقاصد [illegible] کا مطلب تو [illegible] سمجھتے ہیں۔ اور مقاصد کا مطلب [illegible] پڑھیں اور پھر اس کے معانی [illegible] معلومات [illegible] بیان کی گئے۔

[illegible] تو وہ بھی جہل میں مبتلا رہیں گے [illegible] اختیار [illegible] جس طرح [illegible] توسیع [illegible] معلوم ہوگا [illegible] بتلاتے تھے [illegible]

پڑھانے [illegible] روایت [illegible] معلوم [illegible] طریقہ حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] طالب علم کو [illegible] سمجھ [illegible] بات کو بتایا جاتا ہے [illegible] جاتا ہے تو وہاں مصیبت ہوتی ہے [illegible] سبق بھی خراب ہوتا ہے [illegible] طالب بھی

[illegible]

سکتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں [illegible] غلطی سے طالب [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] عبارات [illegible] پیدا ہو جاتا ہے جیسے [illegible] ہو جاتا ہے۔

[illegible] تو [illegible] کی [illegible] تخفیف [illegible] حذف کریں کیونکہ [illegible] پڑھانے کا طریقہ بتانے کے لیے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] ہوا۔

جیسے مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible] کے [illegible] طالب علم [illegible] پوچھا [illegible] تحقیق [illegible] [illegible] تحقیق [illegible] ہم تو تحقیق سے [illegible] [illegible] تحقیق [illegible] ہیں۔

[illegible] وقت [illegible] [illegible] [illegible] کے وقت [illegible] اور [illegible] [illegible] جاتا ہے۔

[illegible] صورت [illegible] کا طریقہ [illegible] مولوی صاحب [illegible] تعریف کی قسمیں بیان [illegible] مولوی صاحب [illegible] کا [illegible] [illegible] مشکل [illegible] [illegible] رکھے [illegible] مشکل مقامات بھی کسی طالب علم کو مشکل نہیں معلوم ہوں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں۔ کیونکہ وہ بیان جس کا آیت میں ذکر ہے صراحت کے طور پر ذکر کیا ہے اور حدیث میں جو بیان ہے جس کا مشاہدہ ہوتا ہے طلاق میں دخل دیا ہے اور قرآن و حدیث میں تعارض ہو نہیں سکتا۔

جیل معقول مؤ سہ جو بیان ہو صراحت کی ہے بیان سے سمجھنے کی کوشش بہت ضروری ہے۔

رب خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے ہم سب کو دین کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

فضل العلم والعمل

علم وعمل کی فضیلت

علم وعمل کے [illegible] بروز ۲۹ [illegible] ۱۴۳۰ [illegible] الثانی [illegible] شیخ [illegible] نے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible] عبیدہ [illegible] مقدمہ [illegible] فرمایا۔

تاریخ [illegible] طاقت کے ساتھ تکلیف [illegible] ہم [illegible] تو طاقت [illegible] ہم نے جب سے اس کو چھوڑ دیا ہے ہماری عزت و [illegible] بھی جاتی رہی ہے۔

خطبۂ ماثورہ

[illegible]

الحمد لله نحمده [illegible]

[illegible] لا إله إلا الله

[illegible]

ایک خاص حکم

[illegible]

ہر وقت ہر مسلمان کو ضرورت ہے۔

[illegible]

تقرر کردی جائے گی۔

[illegible]

[illegible]

علت و حکمت

[illegible]

عمرفاروق@وی اردو

کیونکہ مصلحت وقت سے ایسا کیا جاتا ہے۔

حصولِ نفع کی صورت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے اور بعض پر رغبت کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے اور قرآن میں ریا و طلب کی تحقیق کرتا ہے جس کی

عمر فاروق@وں اردو

تعلیم جدید کی خرابیاں

[illegible] ایک بات [illegible] مصلحت [illegible] اللہ [illegible] بات میں پہلے [illegible] ہوں [illegible] آج کل [illegible] ضرورت [illegible] وقت بہت مختصر ہیں اور طالب [illegible] طلب [illegible] خیال وقت ہو [illegible] نکلتے [illegible] میں [illegible] لیے شوق [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] دیکھا جاتا کہ لوگوں کی تدبیر [illegible] لوگوں کی تدبیر [illegible] کہ اصل چیز [illegible] اور [illegible] ترقی کی جاتی ہے [illegible] جاتی ہے [illegible] شریعت سے [illegible] ہو گئی ہے۔ چنانچہ [illegible] تحصیل [illegible] شریعت سے بعد چلا جاتا ہے۔

مثلاً [illegible] تعلیم جدید [illegible] حاصل [illegible] حاصل [illegible] تعلیم جدید سے متعلق [illegible] تعلیم جدید [illegible] میں۔ قسم [illegible] ہوں کہ تعلیم جدید [illegible] تیار [illegible] اس وقت [illegible] ہیں [illegible] جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں [illegible] شریعت [illegible] علم [illegible] ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم سے اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔

[illegible] بات ہے کہ جب ان میں اسلام کی کوئی بات [illegible] رہی تو وہ اسلام کی ترقی کہاں ہوئی [illegible] ترقی ہوئی [illegible] حضور ﷺ نے [illegible] تعالیٰ نے بھی [illegible] کے لیے اہتمام کیا ہو۔

[illegible] کہ حضور ﷺ [illegible] پوچھتے تھے تو حق تعالیٰ نے [illegible] جبرئیل علیہ السلام کو حضور ﷺ کے پاس شکل [illegible] بھیجا [illegible] وقت [illegible] حضور سے دوسروں کے سنانے کو چند سوال کیے۔ چنانچہ ان سوالوں میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ [illegible] اسلام کیا چیز ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان تشهد ان لا اله الا الله وان

محمد رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وان تحج البیت

(حدیث)

شہادتین کا اقرار کرنا، دل سے بھی اور زبان سے بھی ظاہر ہوا اور [illegible] زکوٰۃ، صوم و حج کا [illegible] کرنا۔ جب حضور ﷺ کی تفسیر سے اسلام کی حقیقت معلوم ہو گئی تو اسلام کی ترقی تو یہ ہوئی کہ ان ارکان کے متعلق میں ترقی ہو [illegible] ترقی [illegible] ہے کہ [illegible] شان [illegible] اسلام کی ترقی سمجھی جائے گی۔ غرض جب حضور ﷺ اسلام کی تفسیر فرما چکے ہیں تو [illegible] سے [illegible] اسلام کی ترقی بتلائے۔

ترقی مال وجاہ

[illegible] اپنی حالت [illegible] تب بھی [illegible] ترقی [illegible] ترقی [illegible] ترقی [illegible] حالت میں ترقی [illegible] رخصت ہو گئے تو [illegible] ترقی بھی [illegible] اسلام کی ترقی بھی [illegible] اہل کفر کی ترقی [illegible]۔

غرض [illegible] ترقی کو [illegible] حاصل ہو چاہے رشوت سے حاصل ہو۔ چاہے شریعت کو بھی بالکل چھوڑنا پڑے [illegible]۔ چنانچہ بعض [illegible] کہ اس وقت [illegible] سمجھنے کا وقت نہیں ہے۔ [illegible] وقت [illegible] ہو سکے [illegible] مسلمان [illegible] قصور ہے اگر وہ تعلیم جدید سے رہ گئیں۔

[illegible] ترقی [illegible] بھی [illegible] تفصیل کا [illegible] ہے [illegible] جاہ حاصل [illegible] شریعت کے [illegible] بالکل [illegible] سے [illegible] جاہ [illegible] کیا جاتا ہے۔ [illegible] ظلم [illegible] ظلم [illegible] ریاست سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں [illegible] ریاست [illegible] اور [illegible] صحیح [illegible] ریاست [illegible] معنی [illegible] ظلم [illegible] معنی [illegible] احکام کے جاری کرنے کو جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عزت اور [illegible] کا تعلق

[illegible]

[illegible]

چنانچہ [illegible]

[illegible]

حدیث طالبان جاہ و مال سے کہا جائے گا کہ [illegible]

[illegible]

موازنۂ دنیا و آخرت

[illegible]

کا تو اس کو ہم پہچان یا تصور بھی [illegible]

[illegible]

دیں گے۔ چنانچہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو کا بالکل [illegible] ہو گئے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ

[illegible] جیسے ہم نے بنائے تھے پہلی بار [illegible] چھوڑ دیا جو ہم نے

[illegible]

[illegible] چنانچہ دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔

وَلَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلسل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پر رضامند ہو کر خاموش ہو جاتیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ختم ہی ہو کر رہے گا۔

[illegible]

صورت اور حقیقت کا فرق

[illegible]

[illegible]

بعض لوگ [illegible] سے معاملات وغیرہ کو شریعت [illegible] صرف اخلاق باطن کی درستی کو شریعت کا جزو سمجھ کر [illegible] کا کچھ اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ [illegible] جاتی ہیں لیکن جو ان کے اخلاق سے لوگوں کو [illegible] سے تکلیف ہوتی ہے [illegible] ملکہ بھی نہیں ہوتی [illegible]۔

بعض لوگ [illegible] اہل شریعت سمجھے ہیں [illegible] کہتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] چھوٹی چھوٹی [illegible] [illegible] شریعت میں [illegible] [illegible] باتوں کا تھا۔

میں نے [illegible] میں ایک رسالہ تالیف [illegible] [illegible] کی حدیثیں اس کے قطعے میں بھی جمع [illegible] [illegible] [illegible] تکلیف [illegible] [illegible] سے بھی خلاف [illegible] شریعت سے [illegible]

میں نے یہی حالات دیکھ کر [illegible] کہ جو لوگ میرے پاس آئیں ان کو ذکر شغل میں لگانے سے زیادہ ان کے اخلاق اور معاشرت کی زیادہ توجہ کے ساتھ اصلاح کی

جائے تو سب معاشرت میں سے کسی [illegible] کی [illegible] کیونکہ اس کی بڑی ضرورت ہے [illegible]
لوگوں سے اس کی صورت یا عمل ہی متروک ہوتی ہے۔

طریق اصلاح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے ساتھ ہی اس بزرگ کو قضاء حاجت کی ضرورت [illegible] شدت سے [illegible]
نمازی کے سامنے سے اٹھ کر جا نہیں پاتا اس کی چار رکعتیں پوری ہونے تک جم کر بیٹھے رہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شروع کر دیے جس سے قریب کے سونے والوں کی نیند خراب ہوئی اور نیند خراب ہو جانے سے کسی کے سر میں درد ہو گیا۔ کسی کی آنکھ میں درد ہو گیا۔ کسی کی عبادت میں خلل ہوئی تو یہ وہ باتیں ہیں کہ بظاہر نہایت چھوٹی اور معمولی ہوتی ہیں لیکن ان کے آثار بہت سخت ہیں۔ فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر ذکر جہر سے سونے والے کی نیند میں خلل پڑتا ہو تو [illegible] جب اللہ کا نام لینے سے بھی تکلیف پہنچا کر جائز نہیں تو دوسرے کام سے تکلیف پہنچانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

نسائی شریف میں حدیث ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس آرام فرما رہے تھے کہ تہجد کا وقت ہو گیا تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قام رویداً یعنی بہت آہستہ سے اٹھے اور [illegible] رویداً اور جوتے بہت آہستہ سے پہنے [illegible] رویداً بہت آہستہ سے [illegible] رویداً [illegible] سے باہر تشریف لے گئے۔ حدیث میں کئی جگہ لفظ رویداً آیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ [illegible] کی باری میں [illegible] پیچھے چپکے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ پیچھے پیچھے حضرت عائشہ بھی [illegible] جب آپ واپس ہونے لگے تو حضرت عائشہ جلدی سے [illegible] پہلے پہنچ گئیں [illegible] تشریف لائے [illegible] دیکھا ان کا سانس چڑھ رہا ہے پوچھا۔ ما لک یا عائشۃ [illegible] سانس کیوں پھول رہا ہے۔ انہوں نے چھپانا چاہا لیکن چھپ نہ سکا تب انہوں نے اپنے پیچھے جانے کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا شاید تم کو خیال ہوا کہ میں تمہاری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جاؤں گا۔ [illegible] یہ لمبی حدیث ہے۔

مجھ کو اس حدیث میں سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور محبوبیت مطلق ہے کہ اگر آپ کسی کو تکلیف بھی پہنچائیں تب بھی راحت ہی ہو [illegible] حضرت عائشہ کے ساتھ کہ عاشق زار تھیں تو [illegible] ان کو تکلیف بھی کیا ہوتی۔ تب بھی [illegible] چونکہ صورت تکلیف کی تھی۔ اسلئے آپ نے اس کو بھی گوارا نہیں [illegible] کے ساتھ جب آپ نے اتنی رعایت فرمائی تو ہم کو سب جگہ اس بات کی رعایت رکھنی چاہیے جس سے دوسروں کو تکلیف کا احتمال ہو۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سفر میں جانے والے کو کچھ چیزیں بطور فرمائش دے دیتے ہیں۔ اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@وں اردو

قبول اعمال کی شرط

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سالک و مجذوب کا طریق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@وون اردو

کبر و عجب

[illegible]

[illegible]

قبول اعمال کا معیار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ سب ایک ہی حال کی تعبیریں ہیں۔

[illegible]

اسی مدلول پر ایک اور بات بھی متفرع ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صورت ہوتی ہے مگر [illegible] حقیقت نہیں ہوتی [illegible]

[illegible] ظلمت [illegible]

[illegible] کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ واللہ بما تعملون خبیر

[illegible] تعلق [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ [illegible]

[illegible]

ایک سہل مراقبہ

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس میں کوتاہی نہیں ہو [illegible]

اور یہ بہت [illegible] مراقبہ [illegible] کسی شیخ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ سے مشورہ [illegible]

اور اعمال میں ایک گونہ ضعف آگیا ہے۔

شرط اعمال

توفیق کی [illegible] ضرورت سے [illegible] درست ہو سکیں۔ اور دوسرے ہمت کی۔

ہم لوگوں میں [illegible] اوقات [illegible] کے [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] وقت کی [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] ہے [illegible] بعض اوقات باوجود [illegible] کی [illegible] میں ہمت [illegible] ہوتی ہے پس شیخ چونکہ صاحب تجربہ و صاحب بصیرت ہوتا ہے اس سے [illegible] سے بہت برکت ہوتی ہے۔

[illegible] ہمت کی [illegible] اس کی [illegible] ہو [illegible] قدر [illegible] ہے کہ جب کسی کو شیخ بنا لیا جاتا ہے تو نفس کی مخالفت کم ہوتی ہے [illegible] کے قوی کرنے کا مادہ [illegible] شیخ بنا [illegible] بغیر شیخ کامل کے لیے کسی [illegible] کامل [illegible] ضروری ہوگا۔

شیخ کامل کی شناخت

جو شیخ کامل ہونا چاہیے اور اس کے پہچاننے میں غلطی ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی پہچان معلوم ہونا ضروری ہے۔ سو پہچان یہ ہے۔

1. علم دین بقدر ضرورت رکھتا ہو خواہ پڑھ کر یا علماء کی صحبت سے۔
2. عمل میں مستقیم ہو۔
3. امر بالمعروف و نہی عن المنکر طالبین کو کرتا ہو۔
4. کسی مسلم شیخ سے تعلق رکھتا ہو۔
5. علماء کے اور صالحین سے استفادہ کرنے میں عار نہ کرے۔
6. اس کی صحبت میں رغبت آخرت و نفرت دنیا اور اللہ کی محبت ہو۔

پس جس شخص میں یہ صفتیں ہوں وہ کامل ہے تب اس سے رابطہ پیدا کرو۔ یہ مضمون تھے جو اس [illegible] کے حاشیہ [illegible] سمجھے گئے۔

بے فضل حق تعالیٰ کے [illegible] (آمین)

اکبر الاعمال

سب سے بڑا عمل

ذکر اللہ کی حقیقت و ضرورت سے متعلق یہ مقالہ [illegible] احمد صاحب کے مکان پر [illegible] جمعرات ۱۹ [illegible] ۲۰ سے قریب [illegible] جمع تھے یہ خطاب [illegible] میں [illegible] علامہ [illegible] صاحب عثمانی نے قلم بند کیا

آج کل واعظین زیادہ تر اعمال کے فضائل ہی بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ فضائل اعمال سے تو کم لوگ واقف ہیں۔ [illegible] کی ضرورت سے غافل ہیں کو وہ شعائر [illegible] ہی کے [illegible] حالانکہ جس اعمال کو وہ شعائر [illegible] ہے [illegible] کی جو شعبہ [illegible] کی اصل وجہ ہیں۔ جیسے درخت کی جڑیں [illegible] ہوتی ہے اور جڑوں کی طرف کوئی نہیں دیکھتا۔ [illegible] کی جڑ سے [illegible] غافل ہیں۔ محض فروعات پر نظر ہے جو ایک بہت بڑی کوتاہی ہے۔

خطبۂ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون

ضرورت بیان

میں نے جس آیت کی تلاوت کی ہے اس میں دو جملے ہیں مقصود بالبیان صرف پہلا جملہ ہے دوسرا محض برکت کے لیے پڑھ دیا ہے مقصود ولذکر اللہ اکبر کا بیان کرنا ہے۔ سامعین اس آیت کی تلاوت ہی سے سمجھ گئے ہوں گے کہ مقصود ذکر اللہ کے متعلق کچھ کہنا ہے اور شاید یہ ارادہ بھی ہو کہ میں ذکر اللہ کی فضیلت بیان کروں گا کیونکہ آج کل واعظین زیادہ تر اعمال کے فضائل ہی بیان کرتے ہیں مگر مجھے فضیلت کا بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ آج کل فضائل اعمال سے تو اکثر لوگ واقف ہیں البتہ ان کی ضرورت سے غافل ہیں گو وہ شعار دین ہی سے کیوں نہ ہوں۔ اور جو اعمال شعائر دین سے نہ ہوں مگر شعار دین کی تکمیل اور تزئین کے لیے ضرورت میں وہ شعار سے کم نہیں مگر عام طور پر ان کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ سب لوگ پھولوں سے تو واقف ہیں اور باغ میں جا کر پھولوں اور پتوں کو دیکھتے بھی ہیں مگر جڑ پر لوگوں کی نظر بہت کم جاتی ہے کہ خود جڑ ان کے ساتھ پھولوں اور پتوں کا تعلق کس طرح ہو گیا ہے اور تعلق کے مستور ہونے کے۔

تو جیسا حسیات میں جڑوں کی طرف توجہ کم ہے اسی طرح شرعیات میں ہماری یہی حالت ہے کہ جڑ سے غافل ہیں محض فروع پر نظر ہے۔ اسی لیے فضائل اعمال پر سب کی نظر ہے ضرورت پر بہت کم

عمر فاروق@وی اردو

نظر سے او[illegible] کی [illegible] خوبیاں [illegible]

شعائر دین اور ان کی حقیقت

ترجمہ [illegible] حقیقت میں [illegible] شعائر کی بھی جڑ ہے۔

[illegible] شعائر دین کی [illegible]

حسیات میں اس کی مثال [illegible] گھڑی ہے۔

اسی طرح [illegible] تمام [illegible] حقیقت [illegible] شریعت [illegible] تفصیل [illegible] کافر ہوگا، ورنہ نہیں

کیونکہ مسئلہ [illegible] کا جزو نہیں ہوتا، البتہ مذکورہ ضروریات میں سے نہیں [illegible] زکوٰۃ و حج وغیرہ کا جزو [illegible] کا تعلق کفر ہے۔ یہاں [illegible] بھی مسموع نہ ہوگا کہ مجھے [illegible] [illegible] (کی طرح) مگر [illegible] عذر [illegible] مسموع نہ ہوگا۔ [illegible] کا حکم [illegible] [illegible] ولا یکون له عذر فی دار الحرب ثم هاجر [illegible] قبل الهجرة لا یکون کفراً لظهور عذره فی عدم العلم ۱۲)

[illegible] کا مطلب [illegible] تصدیق بالقلب [illegible] [illegible] یہ تصدیق ضروری نہیں۔

[illegible] ضروری [illegible] تصدیق بالقلب کی ضرورت [illegible] کا تعلق [illegible] جو مقصود بھی ظہور [illegible] حاصل نہیں [illegible] تصدیق [illegible] کی اطلاع نہیں ہو سکتی۔ مگر ضروری [illegible] تصدیق بالقلب کے ساتھ اللہ و [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] صرف شعائر تک محدود کر رکھا ہے اور [illegible] تصدیق [illegible] غلطی [illegible] [illegible] [illegible] غلطی [illegible]

ذکر اللہ کے معنی

[illegible] ذکر اللہ [illegible] بھی کہا ہے کہ اصل [illegible] بھی اکبر ہے [illegible] امتثال و اجتناب کی بھی جڑ ہے اور کبر

میں دو احتمال ہیں یا تو مفعول [illegible] الی الفاعل ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ [illegible] یا مفعول
علیہ کی طرف مضاف ہو تو معنی یہ [illegible]۔

یہ تو آیت کی توجیہ تھی [illegible] میں۔ اول تو
لوگوں کو آج کل دین کا اہتمام بھی کم ہے اور [illegible] کرتے
ہیں مگر ذکر اللہ سے غافل ہیں۔

یہاں شاید کسی کے دل میں یہ [illegible] پیدا ہو کہ [illegible] مستحبات کا اہتمام
ہے ان مستحبات میں تلاوت قرآن بھی [illegible] یہ کہنا
کیسے صحیح ہو کہ ذکر اللہ کا اہتمام نہیں [illegible] تلاوت قرآن [illegible]

اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] تحقیق [illegible]
[illegible] تلاوت قرآن تو [illegible] تحقیق کا
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] ہوگا کہ وظیفوں کے بڑے
پابند ہیں [illegible] بزرگوں کا شجرہ [illegible] پڑھتے ہیں مگر [illegible]
حقیقت حاصل نہیں [illegible] حاصل [illegible]

شجرہ پڑھنے پر مجھے [illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] ایک رئیس کا مکان
[illegible] ایک گوشہ
[illegible] جس
[illegible] ضرورت بھی
[illegible] کسی قسم کی تکلیف تو
نہیں [illegible] تکلیف [illegible]
[illegible] کو یہاں سے الگ کر دیجئے۔

[illegible]

[illegible] صورت کا ذکر ہے۔

توسل کی حقیقت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ کے ساتھ بے ادبی

ھوالرشید [illegible] تکلیف
ہوئی تھی [illegible] تھے

[illegible]

[illegible] کے وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] کرنا [illegible]

[illegible] بچے [illegible] اس کے بعد بوجھ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک بستی
[illegible] کا نام اب یاد [illegible] معلوم ہوا اور وہاں [illegible] سولہ سیر
روپے کا۔ اور گھی بھی سولہ سیر روپے کا۔ [illegible] سولہ سیر روپے کا۔ [illegible] نے کہا کہ یہ جگہ رہنے کی

عمر فاروق@ون اردو

[illegible] نے [illegible] سب [illegible] نہیں یہ ایک ہی بھاؤ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ یہاں چھوٹے بڑے میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں رہنے میں خطرہ ہے۔

چیلے سے کہا تمہیں یہاں کی [illegible] بہت سستی ہے یہاں [illegible] قیام کرو۔ گھی دودھ خوب کھایا کرو۔ گرو نے کہا اچھا مگر مجھے خطرہ ہے۔

چیلہ کھا پی کر بہت موٹا ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد راجہ کے ایوان پر [illegible] ایک مقدمہ پیش تھا مقدمہ یہ تھا کہ دو چور چوری کرنے چلے۔ ایک مکان میں نقب لگائی۔ پھر ایک چور نقب کے اندر گھسا دوسرا باہر تھا کہ نقب میں اوپر سے اینٹیں گر گئیں جس سے وہ چور مر گیا تو دوسرا چور مدعی تھا کہ اس کی اینٹوں سے میرا رفیق مر گیا کہ مکان والے کو سزا ہونا چاہیے۔

راجہ نے پوچھا یہ مکان کیوں بنایا تھا اس نے کہا یہ قصور معمار کا ہے [illegible] اس نے کہا گارا مزدور [illegible] دوکار، چونکہ [illegible] جس سے تعمیر کمزور ہوئی مزدور طلب کیا گیا اس نے کہا یہ [illegible] کا قصور ہے [illegible] پانی [illegible] چھوڑ دیا گارا پتلا ہو گیا [illegible] کو [illegible] بلا کر پوچھا گیا اس نے کہا اس وقت ایک مست ہاتھی بھاگا ہوا آتا تھا میں ڈر گیا اس لئے پانی زیادہ گر گیا۔ فیل بان کو بلایا گیا اس نے کہا کہ میری خطا نہیں ایک عورت زیور پہنے ہاتھی کے سامنے آ گئی اس کے زیور کی چمک سے ہاتھی بدک گیا۔ عورت کو بلایا گیا عورت نے کہا میری خطا نہیں سنار کی ہے۔ سنار کو بلایا گیا [illegible] کے پاس جب کوئی عذر نہ تھا وہ خاموش ہو گیا۔ اس غریب کے لیے پھانسی کا حکم ہو گیا پھانسی کا پھندا اس کے گلے سے بڑا تھا۔ اطلاع کی گئی کہ اس کے گلے میں پھندا نہیں آتا پھندا بڑا ہے حکم ہوا کہ اس سنار کو چھوڑ دو کسی موٹے آدمی کو پھانسی دیدو۔ [illegible] سارے مجمع میں یہ چیلہ سب سے موٹا تھا۔ اس کو پھانسی کے واسطے لے گئے۔

چیلہ بڑا گھبرایا اور گرو سے کہا کہ مجھے بچاؤ [illegible] میں نے تجھ سے کہا تھا کہ یہ جگہ [illegible] نہیں ہے دودھ گھی کا مزہ اور دیکھ [illegible] میری تو [illegible] تو مجھے بچاؤ [illegible] کی مخالفت [illegible] کروں گا۔ گرو نے پھانسی دینے والوں سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو مجھے پھانسی دیدو۔ چیلہ نے [illegible] میری خاطر [illegible] پھانسی پر چڑھنے کو تیار ہو گیا اس نے [illegible] کہا کہ میں [illegible] ہوں [illegible] کی خاطر پھانسی [illegible] نہیں بلکہ مجھے پھانسی دو۔ اب دونوں میں جھگڑا ہونے لگا چیلہ کہتا ہے مجھے پھانسی دو اور گرو کا اصرار تھا کہ مجھے دیدو۔

عمر فاروق@اردو لائبریری

[illegible] ہے کہ مجھے معلوم ہو [illegible] وقت [illegible] سینے میں [illegible]

چنانچہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور یہ مذہب ہے

[illegible]

[illegible] اس کے [illegible] و احکام کی علت و حکمت نہیں پوچھتا بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ محبت ہے۔

[illegible] اس کے احکام کی علت و حکمت نہیں پوچھی جاتی کیونکہ [illegible] ان کی عظمت بے اصل ہے [illegible] علم و حکمت سے [illegible] جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام و افعال کی علت و حکمت معلوم [illegible] درحقیقت ان کے دل

میں اللہ و رسول کی محبت و عظمت بھی ہونا چاہیے ورنہ نیکی سے بجز اللہ تعالیٰ کا بے پروا ہونا بمعنی غیر محتاج ہونا سمجھ بے چنانچہ خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

اور جو کوئی محنت کرتا ہے تو اپنے ہی واسطے کرتا ہے یقینا اللہ تعالیٰ اہل عالم سے بے نیاز ہیں۔

اس میں طاعت خلق سے استغناء ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری عبادت و طاعات کی حاجت نہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ

اس میں معاصی و کفر سے استغناء ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے کفر و معاصی سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا بلکہ ان کی تو یہ شان ہے

من نکردم خلق تا سودے کنم ☆ بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے غنی ہونے کے جو قرآن میں ہے اور وہ معنی جو مشہور ہیں غلط ہیں کیونکہ صفات قرآن رؤف الرحیم سے مجروح ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ

کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے مہربان ہیں۔ غرض آج کل خدا کے ساتھ لوگ بہت بے ادبی کرتے ہیں کوئی یا ودود کا وظیفہ پڑھتا ہے کوئی یا اللہ کہتا ہے۔

ادب کی تعلیم

مقربین کو تو ذرا ذرا سی بات پر گرفت کی جاتی ہے اور اصل ہمارے کام گیا کہ ہم سے ان باتوں پر گرفت نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے۔

ایک بزرگ کا قصہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ کسی چیز کی بہت تعریف زبان سے یہ نکل گیا تھا کہ بہت لطیف ہے اس پر ان سے مواخذہ ہوا کہ او بے ادب لطیف ہمارا نام ہے دوسرے پر اس کو کیوں جاری کیا؟ مجھے خوب یاد ہے کہ جب سے یہ حکایت دیکھی تھی۔ پھر کسی چیز کو میں نے لطیف نہیں کہا۔

حضور ﷺ نے ہم کو روز مرہ کے الفاظ میں بھی ادب کی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ

عمر فاروق@اردو

خبیث نفسی … مسلمان کی حیثیت نہیں ہوتا … عمدی نفی … قابل قاتل ہو۔ اس … بہت … تیغ … فرماتے ہیں۔

اے … شکر دار جست

اور فرماتے ہیں۔

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق … باشد … حیرت طریق

طریق باطن میں … ہے چونکہ اہل باطن خاص قرب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں … طریق … بہت … ہیں … باتیں سخت ہو جاتی ہیں۔ مولانا محمد یعقوب صاحب … شیخ … محمد … صاحب … علوم کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مولانا … سخت … باطن میں … تو اللہ تعالیٰ کا الزام کیوں لازم ہوگا۔

… کا وظیفہ پڑھنا حق تعالیٰ کو تو ناراض کرنا ہی ہے … بزرگ بھی … ہیں … وہ شخص … سامنے … بھی اس ناراض ہوگا۔

تو ممکن ہے کہ … میں توسل کی … صورت ہو جیسے لوگ ولیوں اور بزرگوں کے نام کا وظیفہ پڑھتے ہیں اسے بھی قصد تو … توسل خاص … کرنا چاہو مگر انتظام عام کی وجہ سے مطلق توسل کو منع کر دیا۔ جیسے ہم لوگ … کل … کو مطلقاً منع کرتے ہیں کیونکہ عادت عام یہ ہے کہ … اتفاق کے نہیں ہوتا اور یہ صورت حرام ہے۔

یہ تاویل … قول … تاویل کی ضرورت اس لئے ہے کہ وہ بڑے آدمی ہیں۔ بعض علماء نے ان کو مجتہد کہا ہے … حقیقت توسل کی وہ صورت جو میں نے بیان کی ہے حرام نہیں ہے۔ اگر یہ کہو کہ توسل کی جو حقیقت تم نے بیان کی ہے وہ تو کسی کو بھی معلوم نہیں پھر اس حقیقت کا قصد کر کے کون توسل کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو بات جائز ہے وہ اس وقت تک جائز رہے گی جب تک ناجائز کا قصد نہ کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل حق جو توسل کرتے ہیں وہ ناجائز معنی کا قصد نہیں کرتے تو جائز معنی کا بھی قصد ہو۔

صورت اور حقیقت کا فرق

[illegible]

جواب دیتا ہے بار بار کردیم و شد

[illegible]

کیا تھا ہو گیا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طرف متوجہ تھی جیسے وہ [illegible] کی۔

اس پر شاید یہ سوال ہو گا کہ اس تقریر کا حاصل تو یہ ہوا کہ جنت اور دوزخ کی یاد کا نام ذکر اللہ ہے۔ حالانکہ یہ تو ذکر جنت و نار ہوا۔ ذکر اللہ تعالیٰ یا ذکر حق نہ ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ثواب کی یاد اور عذاب کی یاد اللہ ہی کی یاد ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ قانون کو یاد کرو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ قانون کا یاد کرنا حاکم کی عظمت اور جلال کا یاد کرنا ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ ذکر اللہ کے مراتب ہیں بعض لوگوں کو صرف حاکم کی یاد کافی ہوتی ہے ان کو جرائم سے بچنے کے لیے [illegible] کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض کو حاکم یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ تم جو چاہو [illegible] ہم کچھ نہ بولیں گے [illegible] تعلق ہوتا ہے کہ کوئی بات نہیں کر سکتا۔ پھر بعض وہ [illegible] وقت میں ناراضی کے [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible] بعض [illegible] نہیں ہوتا بلکہ زیادہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] بعض [illegible] نہیں ہوتا [illegible] تعلق [illegible] نہیں ہے

[illegible]
[illegible]

مراتب ذکر

[illegible] تعلق [illegible] جیسا تعلق ہو ویسے ہی [illegible] میں مشغول ہونا چاہیے۔ [illegible] ذکر اللہ کی تاکید [illegible] ہوئے بھی [illegible] سے متعلق ہے۔ جیسے ولذکر اللہ اکبر میں [illegible] متعلق [illegible] جیسے واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا میں [illegible] لفظ اسم کو عام ہے۔ مگر میں کہتا ہوں [illegible] نہیں [illegible] مراتب ذکر کے اعتبار سے [illegible] کے خلاف [illegible] کے خلاف۔ پھر بھی [illegible] ساتھ نہیں [illegible] کی ترقی مراتب پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس میں تعجب ہے [illegible] کا [illegible] وجود [illegible] کی ہے [illegible] سے مگر دوسری جگہ

بتاتے ہیں کہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کو حقیقت سمجھے

کیونکہ ہے

[illegible]

[illegible]

کے اشعار نہیں ہیں مگر اچھے شعر ہیں

[illegible]

[illegible]

گفت اے محروم [illegible]

گفت عشق [illegible]

[illegible]

[illegible] تسبیح [illegible] تسبیح کے [illegible]

پڑھتا ہے [illegible]

ایں ختم تسبیح ہم وارد شد

[illegible] کے نام میں [illegible]

آنے اور خدا کے نام میں اثر تھا

[illegible] کے نام کی اس تاثیر سے [illegible]

دلی کے شاہزادے سے [illegible]

لڑکا [illegible] سے بیتاب ہو گیا اور کہنے لگا میں تو [illegible]

رہے اور پھر تکلیف کی [illegible] کیا گیا۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ [illegible] اگر آج کل کے نئی روشنی والوں کی

طرح بے دین ہوتا تو کہہ دیتا کہ [illegible] مگر اس نے [illegible] کا احترام کیا

غرض اطباء سے تدبیریں سوجھیں کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ یہ [illegible] طبیب بھی حاضر تھا۔ اس

[illegible]

[illegible] بچے مار کر خریدو۔

[illegible]

[illegible] لیا تو میری طرف غور سے نظر فرمائی۔

[illegible]

ان کے بعد شد شد تلاوت کرتے ہیں۔ جس میں محض ذات حق پر توجہ ہے مگر ان میں کی توجہ [illegible] ہے جیسے جیسے مشائخ ان کے بعد موجودین تعلیم کرتے ہیں جس میں ذات پر توجہ ہوتی ہے کہ کا کسی واسطہ نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ ابن تیمیہ لا الٰہ الا اللہ کے سوا ان سب اذکار کو بھی بدعت کہتے ہیں کیونکہ سنت سے ان کا ثبوت نہیں۔ اگر میں اس وقت ہوتا۔ تو ادب کے ساتھ ان سے استفسار کرتا کہ علامہ دین اس مسئلہ پر کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص قرآن حفظ کرتے ہوئے اذا السماء انفطرت کے کلمات کو الگ الگ یوں یاد کرتا ہے کہ اول اذا السماء اذا السماء یاد کرتا ہے پھر انفطرت یاد کرتا ہے۔ اس کے بعد دونوں کو ملا کر اذا السماء انفطرت کے کلمات کہتا ہے تو اس کو اس طرح یاد کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور شبہ کی وجہ یہ ہے کہ اذا السماء ان لفظ سے بے معنی ہے اسی طرح انفطرت بے معنی ہیں۔ تو میں صفا کہتا ہوں کہ ابن تیمیہ اس کو ضرور جائز رکھتے اور وجہ یہ بتاتے کہ یہ تلاوت نہیں ہے نہ اس وقت اس شخص کو تلاوت مقصود ہے بلکہ مقصود ذہن میں جمانا ہے تو اس پر میں کہتا کہ پھر اللہ اللہ اور الا اللہ کرنا کیوں بدعت ہے۔ اس میں بھی تو ذکر اللہ کا ذہن میں جمانا ہے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ علاوہ تجربہ رسوخ ذکر کے لیے یہ ترتیب بے حد نافع ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ جس کو شک ہو تجربہ کر کے دیکھ لے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ جیسا وہ قرآن یاد کرنے والا اس حالت میں تالی نہیں یعنی بلا تلاوت ہے۔ اس طرح یہ شخص اس حالت میں ذاکر تو نہ ہوا تو بھی للہ کر ہوا تو میں کہوں گا کہ انتظار صلوۃ بحکم صلوۃ ہے اسلیے وہ حکماً ذاکر ہے۔

افسوس یہ ہے کہ کسی نے ان کے سامنے یہ مقدمات ذکر نہیں کیے تب ہی وہ اس کو بدعت کہتے ہیں معذور ہیں۔ بلکہ عوام جو ان کے سامنے بعض صوفیہ کے غلط مقدمات پیش ہوئے۔ چنانچہ بعض نے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ سے استدلال کیا ہے۔ اس دلیل پر علامہ ابن تیمیہ نے صوفیہ کے بہت لتے لیے ہیں اور واقعی اس سے مستدل ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں اللہ قل کا مقول نہیں کیونکہ قول کا مقول مفرد نہیں ہوتا بلکہ جملہ ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اول مقدر کا فاعل ہے جس کا قرینہ سیاق کلام ہے کیونکہ اوپر ارشاد ہے

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

[illegible] و یحلون کثیر و یعفو [illegible] [illegible] [illegible]

امر الله

آپ [illegible] [illegible]

اور وجاہت کی لوگوں کے واسطے

[illegible]

[illegible] لگا جائے۔

[illegible]

[illegible] عمال میں کوتاہی نہ کرے

[illegible]

حقیقت ذکر

روح اعمال

اب میں چند آیات ذکر کر کے بیان ختم کرتا ہوں جن آیات سے ذکر کا مقصود ہونا معلوم ہوتا ہے یعنی تمام اعمال سے مقصود ذکر ہے اور وہی تمام اعمال کی روح اور جان ہے

چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں اقم الصلوٰۃ لذکری۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ سے مقصود ذکر ہے۔ روزہ کے بارے میں ارشاد ہے ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم اور حج کے بارے میں ارشاد ہے فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروا اللہ فی ایام معدودٰت اور فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف۔ اور اگر غور کر کے دیکھا جائے تو تمام اعمال میں ذکر موجود ملے گا۔

یہ تو اعمال ظاہرہ کی چند مثالیں تھیں۔ اب اعمال باطنہ میں غور کیجئے تو وہاں بھی ذکر موجود ہے چنانچہ ارشاد ہے اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایٰتہ زادتھم ایمانا

اس سے معلوم ہوا کہ خوف و خشیت وہی معتبر ہے جس کا منشاء ذکر اللہ ہے۔ یہ مقامات کا بیان تھا۔ کیونکہ اعمال باطنی کو مقامات کہا جاتا ہے اب احوال میں غور کیا جائے تو ان میں بھی ذکر داخل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے قلوب کو اطمینان ہوتا ہے۔ اطمینان کے دو درجے ہیں ایک تو مقام ہے جو تصدیق و ایمان کا درجہ ہے اور ایک حال ہے جس کو سکون و انس سے تعبیر کیا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے مطلق اطمینان کے لئے ذکر اللہ کو سبب قرار دیا ہے جیسے اس کے عموم میں مقام و حال دونوں داخل ہیں اور اگر عموم سے استدلال نہ کیا جائے تو مشاہدہ خود اس کی دلیل ہے۔

کیا اچھی بات کہی ہے راحت اور چین ذکر اللہ ہی سے نصیب ہوتا ہے مولانا فرماتے ہیں

گر گریزی بر امید راحتے ☆ ہم ازاں جا پیشت آید آفتے
ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست ☆ جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

خلوت گاہ حق سے مراد تعلق مع اللہ ہے جو ذاکر اللہ ہی کو میسر ہے تو اگر کسی کو یہ نسبت حاصل ہے تو وہ کسی حال میں پریشان نہیں ہوتے کیونکہ ان کو ایک ذات سے تعلق ہے جو حالت پیش آتی ہے اس کو حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر ہر وقت مطمئن رہتے ہیں

موحد چہ در پائے ریزی زرش ☆ چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس ☆ ہمیں است بنیاد توحید و بس

ذکر کی کوئی حد نہیں

[illegible] ایک حدیث [illegible]

[illegible] ہے کہ خیرُ الصَّدَقَۃِ مَا کَانَ عَنْ ظَہْرِ غِنًی [illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] کوئی حد نہیں [illegible] حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ فی کل احیانہ [illegible] ہر وقت حق تعالیٰ کو یاد کرتے تھے [illegible] غیر محدود [illegible] یہاں تک ہے [illegible] بیت الخلاء میں [illegible] پاخانہ میں [illegible] حق تعالیٰ کو یاد کرنا [illegible] قلب پاخانہ میں نہیں [illegible] اس قول کی ایک لطیفہ [illegible] قلب [illegible] عالم میں ہے [illegible] واسطے پاخانہ میں [illegible] قلب یہاں بھی ہے [illegible] تحقیق [illegible] قلب [illegible] اور [illegible] حرکت [illegible] حب لب [illegible] حرکت [illegible] مکشوف [illegible] صورت [illegible] ذکر [illegible] وہ عکاذکر ہے نہ حقیقۃً۔

یہاں سے [illegible] حق تعالیٰ [illegible] کے تعلق [illegible] کال [illegible] یہاں [illegible] ہو گیا

[illegible] کی وجہ [illegible] طریقہ [illegible] وقت

رفع اشکال

[illegible]

جہاں دوسرے اشکال کے کارآمد نہیں۔

[illegible]

[illegible]

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ

[illegible]

توضیحات

[illegible]

جابجا ترتیب کی پروا ل ہے

[illegible]

وعدوں کا اہتمام اور عاجت کل ہے

[illegible]

میں معلوم ہوتا ہے جو کہ مقامات میں سے ہے۔

۱۶ [illegible] یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون [illegible] ذکر کا امر [illegible] ہے کہ وہ [illegible] میں بھی داخل ہے جو کہ مقامات سے ہے۔

۱۷ [illegible] یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض [illegible] اس میں دلالت ہے کہ [illegible] بھی داخل ہے جو کہ مقامات میں سے ہے۔

۱۸ [illegible] اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا [illegible]

[illegible] مقامات میں داخل ہے

۱۹ [illegible] افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون بہا [illegible] ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب [illegible] الدنیا میں بھی داخل ہے۔

۲۰ [illegible] ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید [illegible] حاصل ہے میں بھی داخل ہے۔

۲۱ [illegible] یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا اس میں دلالت ہے کہ [illegible]

۲۲ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم [illegible] ذکر کو داخل ہے۔

۲۳ ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا [illegible] شیطان میں داخل ہے۔

[illegible] وعظ [illegible] تعالیٰ [illegible] تعلق [illegible] مقامات [illegible] اب تعلق [illegible] کا [illegible] جاتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمرفاروق@ون اردو

آخر الاعمال

آخری عمل

منتخب سے عمل کے متعلق یہ خطبہ بروز جمعہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۱۸ء جامع مسجد کانپور میں دیا جو ۲ گھنٹے ۲۲ منٹ میں ختم ہوا۔ اس وقت قریب دو ہزار کا مجمع تھا۔ اسے محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری نے قلم بند کیا۔

دین اعمال کا نام ہے مجاہدات کا نہیں ہاں مجاہدات مقدمات ہیں عمل کے لیے مگر مجاہدات کی انتہا نہیں ہو سکتی اس لیے دین کا کام کسی وقت نہ چھوڑنا چاہیے۔

خطبۂ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ

تمہید

[illegible]

تجلی کے بیان سے یک گونہ مناسبت ہے کہ جب کسی چیز کی معرفت ہو تو تجلی کا درجہ حاصل ہوتا ہے

اس مرتبہ تجلی کی تحقیق پر بحث ہے۔

توبہ کی اہمیت

اس مرتبہ اور تجلی کی تحقیق کے بعد جس طرح کہ عادت ہے آیت کی تائید کے لیے یہ آیت

بھی پڑھی تھی جس میں سالکین کی صفات مذکور ہیں۔

اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ

اس میں بہت سی صفات مذکور ہیں مگر سب پر مقدم توبہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ سب میں

اول ہے اور سب کی اصل ہے پس توبہ چونکہ سب کا مبدء ہے اس کو مقدم کیا گیا جیسا کہ دوسری آیت میں

تفصیل کی ہے اس طرح ایک آیت اس کی تائید کے لیے اس وقت یاد آئی۔ اس کو بھی اس بیان میں

ملحق کر دیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ

عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا

اس میں بھی تائبات مقدم ہے عابدات پر اس سے معلوم ہوا کہ تمام عبادات سے مقدم توبہ

ہوتا ہے کہ توبہ مقدم عبادت پر مقدم ہے تو توبہ اول اعمال ہوئی۔

توبہ کی ضرورت

اس سے یہ معنی مستنبط ہوئے کہ توبہ سے اول عبادت صحیح نہیں ہوتی کیونکہ جب غلطی میں

پڑ جاوے کہ ہم سے سہو تو پہلے سے ہوا ہے جیسے نماز میں کہ عبادت بلا شک ہوئی ہے تو وہ صحیح نہیں ہو سکتی

تو دوسرے روز سے بھی یہی قاعدہ ہے۔ اس کو بھی سمجھ لینا چاہیے کیونکہ جس کی عبادت سے پہلے صحیح نہ ہو تو

محض تکلیف اٹھانی ہوئی عند الحق کہ بلا توبہ کے عبادت کامل نہیں جیسے دو شخص میں سے ایک نے توبہ

کے ساتھ سست ہیں اور تیسری کی ہے تبھی تو حق سے ملا اس کا معاملہ سب بھی کم سے کم دیکھا جاتا ہے

کہ ایک دفعہ بھی کوئی قصہ پیش آیا تو مشکل باتیں زیادہ ہوتی ہیں مگر توبہ یک دم تجارت اور یہی وجہ تھی

اس کے بیان کی تاکہ یہ عام غلطی رفع ہو جاوے کہ لوگ عبادات میں کوشش کرتے ہیں اور دیکھ کر خوش

بھی ہوتے ہیں، مگر حیا کا تحکم نہیں رہتا۔

[illegible] ایک آفت آجاتی ہے کہ سب مدارا ہو جاتی ہے، اس وقت حسرت [illegible] ہوتی ہے [illegible] کی تحریر [illegible] قاعدہ [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے [illegible] بات ہے کہ [illegible] پوری [illegible] نہیں ہے، اس کی [illegible] کا [illegible] معصیت کا [illegible] کو حسرت و افسوس ہے۔

غرض یہ خیال تو غلط ہے کہ جب تک پوری طرح توبہ نہ ہو جائے کوئی عبادت ہی نہ کریں۔ یہ تو شیطانی دھوکا ہے [illegible] بھی [illegible] معاصی میں تو مبتلا ہی ہیں عبادات سے بھی محروم رہے، مطلب یہ ہے کہ اعمال سے [illegible] بھی چاہیے [illegible] ہے۔

[illegible] ضروری ہوتا ہے [illegible] اور اس وقت یہ [illegible] ہے۔

ایمان و عمل کا تعلق

[illegible] مقدم [illegible] عبادت [illegible] اعمال [illegible] مقدم [illegible]

مستحب [illegible] [illegible]

ترتیب کے لحاظ سے [illegible] بات کا ہے [illegible] اعمال [illegible] مستحب [illegible] کی طرح [illegible] سب سے مقدم [illegible]

اس کا جواب بہت ظاہر ہے [illegible] تصریح [illegible] اعمال [illegible] ایمان [illegible] سب اعمال پر مقدم ہے [illegible] کا مقدم [illegible] صحت کے لیے شرط ہیں [illegible] مثال [illegible] بہت [illegible] وجود [illegible] کا [illegible] باقی [illegible] کی [illegible] سلطنت کی نظر میں کچھ شمار نہیں کیا جا سکتا جب تک [illegible] بغاوت سے رجوع نہ کرے۔

عمر فاروق@ور ار

اسی طرح ایمان و اسلام ہے کہ کوئی عمل بدوں ان کے صحیح ہی نہیں ہو سکتا تو نیت ضروری تو اس نیت میں سب مقدم ہیں جو تمام نیات پر مقدم ہیں یعنی مسلمات اور مومنات اور قانتات۔ مسلمات اور مومنات تو اس وجہ سے مقدم ہوئے۔ اب صرف قانتات پر شبہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت ایک خاص وجہ سے توبہ سے مقدم ہے۔ اس واسطے کہ توبہ ندامت کو کہتے ہیں۔ اور ندامت جب ہوگی جب کہ پہلے قنوت ہو کیونکہ جب تک بری اور حسنات کا علم اور قلب میں نہ ہو تو کسی فعل پر ندامت کیوں ہونے لگی اور یہی ثمرہ ہے قنوت کا تو توبہ ہمیشہ قنوت کے بعد ہوگی۔ تو معلوم ہوا کہ توبہ کی شرط قنوت ہے۔ اس واسطے قانتات کو بھی اس نیت میں تائبات پر مقدم کیا۔ تو حاصل یہ ہوا توبہ سے ان عمل ہونے کا کہ ان اعمال سے جن پر توجہ کی ہے۔ اس سب سے مقدم توبہ ہے۔ باقی قنوت چونکہ توبہ کے لئے شرط تھی بے چاہ تو۔ پر مقدم ہے اور ان کے سوا باقی اعمال پر توبہ مقدم ہے۔

فکر دین کا فقدان

پہلے جلسہ میں حاصل کلام یہ تھا کہ توبہ کمال ایمان کے لئے شرط ہے اور اس میں یہ شکایت کی گئی تھی کہ تمام اعمال کا تو اہتمام ہوتا ہے مگر توبہ کا اہتمام نہیں ہوتا۔ نماز پڑھیں، روزہ رکھیں مگر مبتلا ہیں معاصی میں۔ جیسے حسد، غیبت، مال حرام، جھوٹ، عجب، بدنظری، بے صبری۔

غرض معاصی ظاہری و باطنی سب ہی تو موجود ہیں اطاعات کے ساتھ۔ یہ معاصی گویا منجیات کے ساتھ مہلکات بھی ہیں اور وہ جواہر کے ساتھ بڑے بڑے بچھو اور سانپ بھی ڈسنے والے لگے ہیں اگر انہوں نے کسی دفعہ ڈس لیا تو وہ جواہر سب دھرے رہ جائیں گے۔ اور جواہر سے تو تمتع جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کو ہلاک کیا جاوے ورنہ کیسی ہی مال و دولت سے کیا حظ ہو سکتا ہے اس شخص کو جس کے بدن پر سینکڑوں سانپ بچھو لپٹے ہوئے ہوں۔ اس سے وہ اب بھی حظ حاصل کرتا ہے مگر سانپ بچھو اس کے بدن پر لپٹے ہوئے نہیں کیونکہ اس کی جان ہر وقت خطرہ میں تو نہیں ہے۔

پرسوں کے بیان کا حاصل اسی کی شکایت تھی کہ اعمال کے ساتھ اس کا اہتمام اور اس کی وجہ کیوں نہیں ہے آج جی چاہتا ہے کہ اس کا بیان ہو کہ اس بے توجہی کی کیا علت اور غرض ہے اور وہ شکایت ہے اس بات کی کہ دنیا کے کام ہم اس طرح کرتے ہیں کہ مرتبہ انتہائی کے بغیر صبر ہی نہیں کرتے۔ بلکہ

عمرفاروق@اردو

مراحل بتدریج تکمیل کو پہنچتے ہیں جیسے مکان بناتے ہیں تو بنیاد ہی نہیں چھوڑ دیتے بلکہ دیواریں بناتے ہیں اور چھت پاٹتے ہیں۔ پھر ترقی کرتے ہیں تو درست کرتے ہیں۔ پھر باورچی خانہ بھی بناتے ہیں ہر موسم کے لیے مستقل کمرے بناتے ہیں۔ گرمی کے لیے تہ خانے اور برسات کے لیے دالان اور جاڑے کے لیے آتش دان وغیرہ سب ہی سامان پورا کرتے ہیں۔ اور تار بجلی لگاتے ہیں۔ اور ضرورت تک ہی تعمیر محدود نہیں رہتی۔ چھت پاٹ دی اور [illegible] چھت کے [illegible] کی پردہ کی اونچی کرتے ہیں تاکہ کبھی دل چاہے تو اوپر کھلی ہوا میں سو سکیں۔ اور اس میں بھی ایک دوسری ضرورت اور نکالی جاتی ہے کہ یہ دیوار [illegible] کس طرف دیکھنے سے مانع ہوگی۔ ممکن ہے کہ کبھی پڑوسیوں سے بات کرنی پڑے یا ہوا کی زیادہ ضرورت ہو اس واسطے اس میں کھڑکی بھی رکھتے ہیں۔

غرض مکان کی تعمیر میں جدید سے جدید ضرورتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں اور اس سب سے اس کو مکمل کرتے ہیں۔ جہاں برقی سامان ہے وہاں روشنی کی بتی لیتے ہیں اور پنکھا بھی بجلی کا لگاتے ہیں۔ پانی کا نل بھی مکان میں لیتے ہیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہ تعمیر کا کام ختم ہو جاوے۔ ہمیشہ اس میں ترمیم و اصلاح کرتے رہتے ہیں بلکہ تمام عمر اسی میں لگے رہتے ہیں اور کام [illegible] کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی بات سمجھ میں آجاتی ہے تو اس کے موافق [illegible] اور مکان کو مکمل کرتے رہتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں۔ مگر تعمیر کو مکمل نہیں دیکھ سکتے ہر ایک کی حسرت رہتی ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ دین کی تکمیل میں ایسی حرص [illegible] اس کی شکایت ہے اور [illegible] کی پرواہ بھی نہیں کہ [illegible]۔

دیکھئے [illegible] سے سمجھ میں [illegible] تو مثال [illegible] ہے

فکر دین کی صورت

[illegible]

[illegible]

پڑھتے ہیں [illegible] طرف سے [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] بھی ہوتی تو فرائض اور سنن پڑھ کر [illegible] نوافل بھی پڑھتے [illegible] بھی نفل پڑھتے۔ [illegible] بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔

[illegible]

نزع کی تکلیف کا راز

[illegible]

خدمت خلق کی نیت

شوق کا اثر

نے مجھ سے کہا کہ تم لو دیکھنا۔ اس ... مجھے دے دیا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ حضرت آپ کو تو کس میں تو بڑا شوق ہے کتاب ... لگاتے تھے۔ کہا کیا بتاؤں ایک لت ہے جیسے کسی کو پتنگ بازی کی لت ہوتی ہے کسی کو ... بازی کی لت ہوتی ہے مجھے کتابوں کی لت ہے۔ کسی نے کہا کہ اتنی کتابیں جمع ہیں ان کی حفاظت مشکل ہے کیا ہوگا سوائے اس کے منتشر ہوں۔ فرمایا کہ کتاب ایسی چیز ہے جہاں جاوے گی کام ہی آوے گی۔

ایسی لگن اس کو کہتے ہیں۔ سو تم جب کسی اللہ کے بندے کو اپنے دین کی تحصیل کی بھی دھن ہوتی ہے۔

اسی طرح مولانا کو قراءت سیکھنے کا شوق ہوا ... پانی پت پہنچے اور مہینوں پڑے رہے حالانکہ حیثیت کا کوئی سامان نہ تھا۔ عجیب قصہ ہے مولانا کے ... تھے ظاہری شان و شوکت کچھ بھی نہیں کسی کے ہاتھ بھی نہ پہنچی تنگی کی تکلیف ہونے لگی۔ خدا کی قدرت ایک آدمی محلہ میں مر گیا۔ وہاں دستور تھا کہ چالیس دن تک ایک غریب آدمی کو کھانا دیتے تھے وہ کھانا مولانا کے لیے آنے لگا۔ ایک چلہ تک کا سامان ہو گیا۔ وہ بھی چلہ پورا ہوا تھا کہ ایک اور مر گیا۔ چالیس دن کا رزق اور آ گیا۔ یہ چلہ بھی ختم ہوا تھا کہ اور مل گیا۔

غرض اسی طرح روٹیوں کا سامان ہوتا رہا۔ قاری صاحب نے کہا ان کا کھانا مقرر کر دو ورنہ محلہ والے کسی طرح کھانا ... لوگوں نے کھانا مقرر کر دیا۔ ... چاہیے کہ کسی محتاج کو دینے میں کمی نہ کرے اور حق تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی نہ کرے۔ وہاں جو کچھ دینا منظور ہے اس کا نوٹس لیتے ہیں ... اچھا ہے تو اس طرف سے وصول کرتے ہیں تو پھر ویسے ہی کیوں نہ دے دیں۔

مولانا کا ادب اور محبت ... ایک ڈپٹی نذیر احمد خاں تھے ... ایک بار انگریزی میں لکھی تھی اس کا نام ... مولانا نے اسی کو نقل کر دیا۔ وہ مولانا کے کتب خانہ میں موجود تھی۔

بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں رنگ کے نسخے میں نے اسی سے لکھے ہیں اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مولانا کو بڑی حرص تھی۔ مگر ... کے حال اور طرز معاشرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ یہ کام بھی ان کے دین کے لیے تھے ورنہ نفع رسانی خلق مقصود تھی۔ کیونکہ اعمال میں یہ حالت تھی دین سے طلبہ کی کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں تھے سو کر کے پڑے رہتے تھے اور ذاکر و شاغل بھی تھے مگر حالت یہ تھی کہ للہ للہ کرتے اور کوئی طالب علم آ جاتا تو لیٹ گئے تاکہ طالب علم کو ذکر کرتے دیکھیں اور کبھی کھانا پکا ہوتا تو طلبہ کو کھلا دیتے اور آپ ہی تھوڑا سا لیتے ایسے شخص کی نسبت کیسے گمان ہو سکتا ہے کہ دنیا کی حرص تھی۔

یہ قصے ہیں دین کے۔ دین کی وجہ سے کیسی حالت ہوتی ہے اور رزق کا دینے والا کسی بات پر موقوف نہیں ہو سکتا جیسے تجربہ سے شوقین کی بات آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ تو ذوق کی رہتی ہے مگر دین میں ایسے بہت کم ہیں جن کو اس کی ہوس ہو، جو ذوق نہ ہونے کی وجہ سے سب لوگوں کو پڑھ سکیں نہ واقفیت کتنی ایک ایک دروازہ ہر شخص کے لیے کھلا ہے اور لوگ ہیں جن کو دیندار ہی کی کوشش کا شوق ہے مگر وہ دین کی روح اور رشتہ سے بھی نہیں آتا۔ کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ حق تعالیٰ نے ایک فرض ہے کوئی حاجت بھی ہوا ہے مگر حقوق کی پروا نہیں حقوق کی بات لوگ یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ دین کو اس سے کیا تعلق یہ تو آپس کی باتیں ہیں

دینداری کی تعریف

دین کے تجربہ میں ہماری بالکل وہ حالت ہے کہ اندھوں کے شہر میں ایک ہاتھی آ گیا تھا۔ اس کے دیکھنے کے لیے بہت سے اندھے جمع ہوئے آنکھیں تو تھی ہی نہیں ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا کسی کا ہاتھ پیٹ پر پڑا۔ اور کسی کا دم پر۔ کسی کا کان پر۔ کسی کا پاؤں پر۔ کسی کا کمر پر۔ پھر سب جمع ہوئے اور آپس میں پوچھا گچھ ہوئی کہ ہاتھی کیسا تھا جس کا ہاتھ سونڈ پر پڑا تھا اس نے کہا ہاتھی ایسا تھا جیسے سانپ اور جس کا ہاتھ دم پر پڑا تھا۔ اس نے کہا ایسا تھا جیسے مورچھل ایک نے کہا ایسا تھا جیسے تخت۔ ایک بولا نہیں ایسا تھا جیسے کھمبے۔ غرض خوب سب میں لڑائی ہوئی۔

غور سے دیکھا جائے تو نزاع لفظی تھا ورنہ سب کے سب جھوٹے تھے اور سب کے سب سچے۔ سچے تو اس طرح تھے کہ جو ان کو ٹٹولنے سے معلوم ہوا وہ کہا اس میں جھوٹ کیا ہے اور جھوٹے اس طرح کہ ہاتھی ان کی شکل میں محدود نہیں اس پر جو اپنے ٹٹولنے میں آ گئی تھی جو دکھا ہاتھی نہیں سمجھے۔ ہاتھی ایک مجموعہ

[illegible]

عمر فاروق@اردو

[illegible]

تھی۔

[illegible]

چھوڑ دیا جاوے؟

[illegible]

ایک اہم غلطی

[illegible]

[illegible]

[illegible] دولت [illegible]

[illegible] ہوا اب [illegible] کا وجود [illegible] مکان کا [illegible] اور لطف حاصل کرنے کا وقت آ گیا۔

سجدہ کا لطف

[illegible] اور وہ لطف ایسا [illegible] مگر اس میں وہ ایسا آتا ہے کہ چھوڑ نہیں سکتے۔

[illegible] مگر تمام [illegible] حاصل نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

[illegible]

عمر فاروق@وں ارنر

ایسی ہی حالت کے متعلق کہا ہے۔

محویت کے برابر نہیں قادر مطلق ☆ کہ ہر سو حل نکل مستغنی ہے

محبوب کے سامنے ہیں مگر تلاش میں دوڑتے ہیں

دل آرام ہو دل آرام ہوئے ☆ سب رستگی خشک و برطرف ہوئے

محبوب بغل میں ہے مگر اس کو نہیں دیکھتا اور عجیب حالت ہے کہ پاس ہے اور دور ہے حتیٰ کہ شدت شوق میں عین وصل کی حالت میں کہتا ہے اے سفر دے اے خدا کے پیارے کہاں ہو؟ کوئی پوچھے کس کو پکارتا ہے اس سے وصل نصیب ہے وجہ یہ ہے کہ جو مرتبہ بھی وصل کا نصیب ہے وہ اس سے آگے اعلیٰ کو چاہتا ہے اور اس کے سامنے اس کو قریب نہیں سمجھتا بعید بعید سمجھتا ہے اس واسطے فریاد کرتا ہے۔ یہ عجیب شان عشق کی کہ وصل سے متمتع ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ ہائے ہائے پکارتا تمام بیٹھا ہے۔ زبان لذت پاتی ہے اور اس کے ہاتھ سے کان لذت پاتے ہیں غرض ہر عضو اس کے ساتھ مصروف ہے۔ کسی عضو کو بھی غیر متمتع رہنا نہیں گوارا کرتا۔ مگر اس کے پیٹ تو وہیں بھی ہے۔ غرض عاشق کو قناعت نہیں ہوتی۔

جب دنیا کے محبوبوں کے ساتھ عشق کی یہ شان ہے تو کیا خیال ہے آپ کا محبوب حقیقی کے ساتھ۔ اس لئے طالب کی یہی حالت ہونا چاہیے کہ جوں جوں بڑھتا جاوے طلب اور بڑھتی جاوے اور ذکر اللہ میں ترقی بھی ہوتی جاوے اور باطل فنا ہوتا جاوے یہ نہیں کہ ایک مقدار ہی کو لے کر قناعت ہو جاوے اور سمجھ لیں کہ واصل ہو گئے۔ یہ عشق نہیں ہے یہ تو ان کی وہ تسخیر ہے اس کی تو وہی مثال ہے کہ محبت کرتے محبوب کے دروازہ تک پہنچے اور جب ہی ملاقات کا موقع ملا تو دروازہ سے بھاگ گئے۔

صاحب کیا یہ عشق ہے اور کیا اس کو وصول کہتے ہیں اب پوچھو محبوب کا وصل ہوگا کہ ساری عمر بھی پاس نہ پہنچنے دیا جاوے گا بلکہ اس گستاخی کی سزا میں حبس دوام میں بند کر دیا جاوے گا۔

واصل الی اللہ!

حیرت کی بات ہے کہ کیسے لوگوں کو واصل سمجھا جاتا ہے جو ایک طرح واصل کہیں تو صحیح بھی ہے یعنی واصل جہنم نہ واصل الی اللہ۔

حضرت جنیدؒ سے کہا گیا کہ کچھ لوگ واصل ہونے کے مدعی ہیں اور نماز روزہ کچھ نہیں کرتے تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور کہا ہے

[illegible]

دوستی کی شرط

[illegible]

فرماتے ہیں

ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله

یعنی لوگ مختلف ہیں [illegible] ایک قسم کا بیان ہو چکا [illegible] میں سے ایک قسم یہ ہے کہ
اپنے تئیں [illegible] آپ کو حق تعالیٰ کی مرضی کی تلاش میں۔

بیع ایک امر ہے جس کا تعلق جانبین سے ہوتا ہے۔ جب ایک طرف سے آپ [illegible]
[illegible] تو دوسری طرف سے بھی عوض ہوگا [illegible]
یعنی حق تعالیٰ بڑے مہربان ہیں۔ [illegible]
[illegible] عوض ہوگا [illegible] بے شمار رحمت۔ حق تعالیٰ
کی رحمت [illegible]

[illegible]

اور کہا ہے

[illegible]

[illegible]

خود [illegible] ☆ [illegible]

(یہ شعر مکرر) اور

[illegible]

عمر فاروق@اردو

[illegible] کاموں کا ذکر تھوڑا سا ہوں۔ دو کام میں نے کیے ایک کام آپ کر لیجیے۔

[illegible] دولت بھی [illegible] نہیں بناتے ہیں [illegible] کام بھی نہیں [illegible] تو اس بخیل کی طرح [illegible] اس طرح [illegible] فلاں شخص سے [illegible] حقوق [illegible] کی حقیقت [illegible] کے قصہ [illegible] ہم [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] کرتے ہیں [illegible] کی [illegible] شخص [illegible] حقوق [illegible] شخص [illegible] بادشاہوں [illegible] حق تعالیٰ [illegible] حق ہے۔

[illegible]

عاشق کا مذہب

[illegible] عاشق [illegible]

[illegible] خود عاشق پر تو یہ اثر ہوتا کہ وہ [illegible] جیسا ہو جاوے [illegible] تو دوسروں کو بھی [illegible] بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ دوسروں کو مشورہ دینے کے

یہ کہتے ہیں

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار ☆ بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند

سب مصلحت و اندیشی رکھی جاتی ہے جس وقت عشق کی ذرہ سی بھی ہوا لگ جاتی ہے وہ آدمی جان و دل اور مال سب محبوب کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اگر وہ ان سب کو قبول کرے تو یہ احسان مند ہوتا ہے۔ عشق کی ہوا ہی نہیں لگی ہے جو مصلحت و پالیسی لئے پھرتے ہیں۔ مصلحت و پالیسی کی ضرورت وہیں ہوتی ہے جہاں دو مختلف طرف کے تعلق کو نبھانا پڑتا ہے کہ اس کو بھی راضی رکھنا ہے دوسرے کو بھی۔ یہاں کچھ ادھر کی بات ہو اور کچھ ادھر کی۔ بس ایک کو ہو اور سب کو ترک کر دو۔ دنیا والوں کے سامنے کیسی پردہ داری کرو۔ عاشق کو بے پروا ہونی چاہئے۔ عاشق کا مذہب تو یہ ہوتا ہے

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلاں ☆ ما نمی خواہیم ننگ و نام را

مضمون عشق میں یہی ہوتا ہے اور خدا کا نام لئے جاؤ۔ سب سے بڑی ایک تو یہ دنیا والے بھی کچھ کہیں گے کیسے ننگ اور کیسا نام واللہ سب ہوا ہو جاتے ہیں سب نام و ننگ۔

اے دوائے نخوت و ناموس ما ☆ اے تو افلاطون و جالینوس ما

نخوت و ناموس کو تو محبت پھونک دینے والی ہے۔ ننگ کا تو نام ہی نہیں رہتا۔ جو محبت تک یہ مصلحت اندیشی عشق میں نہیں رہ سکتی کہ بیٹھی ہوگی۔

عاشق کی طرف تو ایسی پڑتی ہے جو دوسری کوئی طرح نہیں رہ جاتی کسی کے سامنے بیٹھی ہوئی۔

جنت کا سودا

عرض جنت جس کا نام ہے تو اس کے اور سودا اس سے کوئی چیز خرید کر چاہیں تو دیں، آپ سب کی پرواہ کر دو یہ غضب ہے کہ حق تعالیٰ سے معاملہ تو کیا گیا ہے اس طرح کہ

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

یعنی حق تعالیٰ نے ہم سے جنت کا سودا کیا ہے اور ہم نے دام میں کیا دیا ہے جی جان اور دو ... جنت ... حسرت وغیرہ سب بیچنے کے لیے جب وقت آتا ہے تو بیٹھے ہیں ... جنت کی ... ہے تو سب سے پہلے ہم ہی ہوں سمجھیں گے کہ ہم ہی ہیں ہم۔ اور جو کوئی پوچھے کہ دام بھی دیتے ہیں تو جواب

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

عمر فاروق@اردو

اور

اے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق ☆ عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

کسی رہبر کے ساتھ ہو جاؤ ورنہ اپنے حال سے پچھتاؤ گے

ہیں مرو در عالم مطلق شناس ☆ تا بری فقر گرامی حق شناس

چون گزیدی پیر ہیں تسلیم شو ☆ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

صبر کن در راہ خضر اے بے نفاق ☆ تا نگوید خضر رو ہذا فراق

تصوف کی کنجی

مگر پیر کو پہلے دیکھ لو ہر شخص کے ساتھ ہو جانا درست نہیں آج کل رہزن بہت ہیں پیر کامل وہ متقی ہے جو متبع شریعت ہو اور کامل عمل ہو اور جامع ہو اور دیانت کا ہو جس کا صحبت میں شرع کا دوست حال ہو جب دیکھو اس میں سعدی سے رو ہو اس میں متقی ہو نیکی کی تو دل میں پیدا ہو گا جس سے پیر کامل جانے دو اس سے آپ ہو اس سے پوچھ لو اور وہ پوچھے سے اس کا حکم کرو تو اس میں شک و شبہ ہو اس سے علم احد کا علم کم ہو اور یہ پوری بات نہیں وہ حد نہیں ہے بلکہ یہ اس کا نتیجہ ہو جاتا ہے اور وہ پیدا ہوتا ہے وہ صدا اور دل میں اس کا علم ہوتا ہے اور سب قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے

قرآن و حدیث میں تصوف بھرا پڑا ہے اور ہر ایک مسئلہ تصوف کا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے کہ ہم نے نہیں سمجھا مثلاً دیکھئے کہ یہی مسئلہ اتباع کی مرتبہ کا بیان ہے اس آیت میں موجود ہے جس کا اس وقت بیان شروع کیا گیا ہے مگر ہمیشہ پڑھا ان آیت کو اور کبھی سمجھ میں نہ آیا جب تک کہ ان لوگوں نے نہ بتلایا۔ یہ سب علوم قرآن و حدیث میں موجود ہیں مگر مقفل ہیں اور کنجی ان کی حضرات اہل اللہ کے پاس ہے۔ ان کی صحبت و خدمت تک کی رسائی ان ہی کی عنایت سے نہیں ہو سکتی وہ ان کی عنایت سے بعد بڑی بڑی باتیں بھی معمولی نظر آتی ہیں۔ دوسرے مضمون میں تصوف نظر آتا ہے اب تو یہ حالت ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ☆ من انداز قدت را می شناسم

بلکہ اس سے اور ترقی کی جاتی ہے اور یوں کہا جاتا ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ☆ من انداز قدت را می شناسم

سے تو بہت احادیث میں نظر آتا ہے کہ یہاں خوب بات تصوف کی ہے اور یہاں غلطی ہے اور یہ سب احسان بھی حضرت کا ہے۔ میرا اس میں چھوٹا سا کیا ہے۔ میں اس موقع پر بھی انہیں کے اقوال نقل کرتا ہوں۔

آج کل کا تصوف

بعض لوگوں میں غلط فہمی ہے کہ اخیر مرتبہ مقامات سلوک کا کیا ہے جب سلوک میں مقامات ہیں تو مجھے یوں کرنا چاہئے کہ جتنا مقام ہو جائے تو اول ضرورت ہے کہ لفظ مقام ہی کے معنی بیان کئے جائیں [illegible] آج کل تصوف میں اس سے کچھ ایسا خبط ہو گیا ہے کہ مجاہدہ [illegible] تکلیف ما لا یطاق کا نام تصوف ہو گیا ہے [illegible] ان کے نام سے لوگ ڈرتے ہیں [illegible] جنت سے [illegible] سہل ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها

[illegible] تصوف کا [illegible] ما لا یطاق [illegible] کیسے ہو چنانچہ بعضوں کا کمال حقیقت تصوف کی سمت یہ ہے کہ عورت کو [illegible] کر دو اور مکان اور جائیداد کی علیحدہ کر دو تب سلوک میں قدم رکھو۔ (اور بعض نے تصوف کو ایسا نام رکھا ہے جس سے [illegible] مقصود ہو) اس واسطے جس کو دیکھیں [illegible] کی رکھتے ہیں [illegible] کا مال بھی [illegible] ہے۔ [illegible] وصول نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو [illegible] ہے جس کو [illegible] اور [illegible] میں بھی [illegible] نہیں کرتے۔

[illegible] وصول مطلق مت بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شریعت [illegible] کے خلاف کے ساتھ [illegible] ہے۔ چنانچہ تحلیل تو شریعت سے منع کیا ہے اور مکان [illegible] اجازت دی ہے۔ چنانچہ سلف سے مکان رکھنے [illegible] تو مکان گاؤں خریدنے کو بھی اور ایک گاؤں نہیں دو دو گاؤں خریدنے اور عورت ایک نہیں چار تک۔ رکھنے کو بھی کوئی منع نہ کرے گا۔ [illegible] صوفی نے آج تک منع کیا اور کسی حال کے غلبہ میں چھوڑ دینا اور بات ہے۔ جیسے بہت سے اولیاء سے ہوا ہے اور بڑے بڑے مجاہدے ان سے منقول ہیں سلطنتیں چھوڑ دی ہیں۔

عشق کی خاصیت

بعض خشک حضرات کو غلبہ کے نہ ہونے سے کبھی خیال ہوتا ہے کہ غلبہ کیا چیز ہے کہ جب تک کسی کو پیش نہیں آتا ہے تب تک جو چاہے باتیں بنا لے اور حجت و دلیل کا مطالبہ کرے اور جب پیش آ جاوے تو کوئی چیز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تم کو غلبہ ہوگا تو تم بھی چھوڑ دو گے۔ اور قیل و قال سب بھول جاؤ گے۔

غلبہ اور عدم غلبہ کی مثال ایسی ہے جیسے پیٹ بھرا اور بھوکا۔ ایک شخص شکم سیر ہے اور شوق سے کھا رہا ہے۔ اور بعض اور لوگوں کو دیکھتا ہے کہ پیٹ پر فاقے ہیں خشک روٹی بھی نہیں کھاتے تو تعجب کرتا ہے اور اعتراض کرتا ہے کہ یہ کیسی لذیذ چیز کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اس کے سامنے بھی پلاؤ کی ایک رکابی رکھ دی جاوے اور اس کو ایک عرصہ تک فاقہ میں رکھا جاوے۔ وہ دیکھتے ہی بجز نام خشک کا [illegible] لے گا۔ حالانکہ کسی نے اس کو شوق سے ترغیب نہیں دی اس وقت اس سے پوچھا جاوے کہ تجھے کیسی لذیذ چیز کیوں چھوڑی۔ جواب یہی ملے گا کہ میاں بھوک نے سامنے خشک کیا چیز ہے ایک تر [illegible] بھی نہ رکھی تو تم بھی یہی کہنے لگو گے۔

یہی حال خدا کے راستے کا ہے کہ جس [illegible] سے واسطہ پڑے وہ [illegible] طالب خدا پر اعتراض کرے۔ مگر دو چار کو راضی کر کے پھر دیکھیں وہ اعتراض کدھر جاتے ہیں اور دنیا اس کو کیسے یاد رہتی ہے۔

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند ☆ از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

اس وقت یہ حالت ہوگی کہ بات کرنا تو درکنار اگر مر بھی کیا جاوے گا۔ دنیا کی طلب کا تو اس سے نہ ہو سکے گا۔ بہت موٹی سی مثال سمجھ لو کہ ایک طوائف سے کسی کا دل لگ گیا ہو تو وہ سب کا ہو رہتا ہے اور بی بی کو بھی بھول جاتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ طوائف اب اس کو اجازت بھی دے کہ بی بی کے پاس جاؤ۔ بلکہ اس کا امر بھی کرے تب بھی وہ نہ کر سکے گا۔ محبت میں تو خاصیت ہی یہ ہے کہ دوسری چیز رہتی ہی نہیں۔ جب ایک بازاری عورت کے عشق میں یہ خاصیت ہے تو

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود ☆ گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

اور شیخ فرماتے ہیں

ترا عشق ہمچو خودے ز آب و گل ☆ رباید ہمہ صبر و آرام دل

[illegible] کا یہ حال ہوتا ہے

[illegible]

تصوف اور شریعت

[illegible]

اولی چھوڑ سکتا ہے۔

[illegible]

مقام کی حقیقت

مگر ابھی سمجھیے سلوک کا نام ہے [illegible] سلوک کی مشکل میں [illegible] جب تک بالکل ترک نہ [illegible] اس کو سالک ہی نہیں کہتے [illegible] حقیقت [illegible] حقوق ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں اور [illegible] نہیں ہوسکتا۔ جو حقیقت میں ہے سلوک کی غرض کی کیسی صاف ہے۔ [illegible] تصوف کوئی مشکل چیز نہیں مگر کرنا شروع ہے [illegible] تو کوئی [illegible] نہیں ہوسکتی [illegible] سلوک کا [illegible] کوئی [illegible] چیز نہیں [illegible] سے سمجھ رکھو ہے

[illegible] مقام [illegible] کو [illegible] مقامات [illegible] یہ مراتب وجود ہیں۔

[illegible] حاصل [illegible] تو مقام [illegible] جیسے [illegible] کسی غرض سے [illegible] جیسے صبر و شکر [illegible] توحید وغیرہ [illegible] کے حاصل کرنے کو سلوک مقامات کہتے ہیں۔ تو جب کبھی [illegible] مقام [illegible] ملکہ کی تکمیل کرو [illegible]

سلوک کے معنی

سلوک [illegible] چلنے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] جاتا ہے [illegible] کو کچھ سمجھا ہے [illegible] کو غایت سمجھتے ہیں۔ یہ حاصل ہوگیا [illegible] کامل ہوگئے۔ [illegible] تو سب محنت کو رائگاں سمجھتے ہیں۔ لیکن

قرآن و حدیث میں تو کہیں [illegible] کا پتہ نہیں سب مقامات بھی [illegible] قلب کے تصفیہ کے لئے [illegible] دیا جاتا ہے [illegible] تصفیہ قلب غایت [illegible] اعمال کی [illegible] کی چیز [illegible] واپس [illegible] سے مقصود سمجھنے [illegible] کی طرف [illegible] سے مجمل یا پر شدہ بن جاؤ۔

حاصل [illegible] جس کو [illegible] جاتا ہے [illegible] جاتا ہے۔ مشقت یا تکلیف وغیرہ یہ سب مقامات [illegible] ان کی تحصیل [illegible] کا نام سلوک ہے [illegible] تحصیل میں بعض مقدم اور موخر ہوتے ہیں جیسے [illegible] مثال [illegible] سب [illegible] ترتیب [illegible] کی تحصیل [illegible] حاصل [illegible] کرتے ہیں [illegible]

[illegible] مقامات [illegible] اور تسہیل [illegible] بعض مقدم [illegible] ترتیب بدل دی جاوے [illegible]

[illegible]

[illegible] طلب معرفت کی طرف رجوع [illegible]

[illegible] وقت معرفت محبت کی طرف رجوع [illegible]

[illegible]

اور کامل طریق بھی ہے۔

رضا کے معنی

[illegible] تو اصول [illegible] ترتیب [illegible] مقصود [illegible] ترتیب [illegible] سب مقامات طے ہو [illegible]

[illegible] سے تعجب [illegible] عقلی [illegible] تو دونوں
متضاد معلوم ہوتے ہیں۔

اس کی ایک مثال [illegible] معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ
[illegible] زیادہ مشکل نہیں [illegible] جو سمجھ میں آ
[illegible] قائم [illegible] خوشی کیسے جمع
ہو سکتے ہیں۔ [illegible]

خوب سمجھئے [illegible] معلوم نہیں ہوتا [illegible]
[illegible]
[illegible]
عقل [illegible]
ہے کہ [illegible]
مستبعد کہا جاوے تو [illegible]
میں آ جاتی ہے اور [illegible]

وہ مثال یہ ہے کہ [illegible]
[illegible] شگاف [illegible]
غرض یہ بات [illegible]
اور اس [illegible] شگاف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شگاف ختم ہوا اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] متوسط میں [illegible] ہوگا۔ تو [illegible] طبعی ہونا شروع ہیں [illegible] عقل [illegible] چاہیے [illegible] ہے وہ [illegible] مناسب [illegible] کا [illegible] ہو۔

جنت سے بڑی نعمت

[illegible] بعض [illegible] کو [illegible] تعالیٰ [illegible] ہیں۔ [illegible] بڑی نعمت [illegible] جنت [illegible] متمتع [illegible] دوست [illegible] وقت [illegible] جو [illegible] ہیں۔

[illegible] کھو دیں کہ [illegible] کو [illegible] بھی نہیں۔

[illegible] پوچھتے ہیں [illegible] کھانا [illegible] حالت [illegible] ہیں [illegible] بھی [illegible] حق [illegible] ہے [illegible] تکلیف ہوتی ہے [illegible] جنت [illegible] تکلیف ہوتی [illegible] تکلیف [illegible] خوشخبری ہے [illegible] بھی ہم ناراض نہ

عمر فاروق@ون ارشد

ہوں گے۔ تو یہ خوشخبری مکمل ہوئی ہر نعمت کی اور جملہ نعمتیں بلا اس کے ناقص تھیں۔ اس واسطے اس کو بھی فرمایا گیا۔

تو مقام رضا کو اخیر مقام کہنا ٹھیک ہوا اور گو اس مقام کا حصول دنیا میں بھی میسر ہو جاتا ہے چنانچہ صحابہ و تابعین کو رضی اللہ عنہم [illegible] بشارت رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے دنیا ہی کی دلیل ہے لیکن دنیا میں اس کا حصول مظنون اور درجہ خطر میں ہے اور آخرت میں اس کا حصول متیقن ہوگا۔ چنانچہ دنیا میں کوئی قطب بھی ہو جاوے تب بھی احتمال ہے کہ اس کی خطا ہو جاوے [illegible] رضا جاتی رہے۔

ادب مجالست کا جرم

[illegible] چوری اور زنا ہی نہیں [illegible] بلکہ [illegible] بھی جرم ہو جاتا ہے اور اس کا مطلب [illegible] اور [illegible] اور طاعات [illegible] پڑھتے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] ہی [illegible] میں بے تکلف رہتے ہیں (نتیجہ یہ ہے کہ [illegible]) یہ سب [illegible] ہیں [illegible] ایک ہے جب تک حیات ہے [illegible] ہوش و حواس [illegible] کوئی [illegible] گناہ [illegible] ہو سکتا ہے۔

جب [illegible] شخص [illegible] جرم ہو [illegible] وہ جرم قانونی نہیں ہے۔ وہ ادب مجالست کا جرم ہوتا ہے کہ [illegible] حاکم کے سامنے آپ جاویں تو [illegible] صرف قانونی جرائم کا خیال رکھتے ہیں اور [illegible] چوری اور زنا [illegible] نہیں [illegible] ہوتے ہوئے اور بے تکلف چلے جاتے ہیں۔

اور اگر آپ ایسا کریں تو کیا اعتراض نہ ہوگا [illegible] اعتراض ہو [illegible] میں سے کوئی قانونی جرم نہیں کیا۔ حضرت حاکم کے سامنے تو [illegible] ہوتی ہے [illegible] جاتے ہیں کہ نگاہ اوپر کو نہیں اٹھتی [illegible] بات کرنے میں [illegible] نہیں [illegible] چلتے [illegible] حاکم [illegible] ہی [illegible] حق تعالیٰ کی عظمت کا [illegible] منکشف ہو جاوے تو [illegible] ہوش [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کوئی حالت اچھی پائی اور سمجھ لیا کہ ہم کو فلاں مقام حاصل ہو گیا۔ بس خود ہی رجسٹری کر لی۔ اس کے رجسٹرار اللہ تعالیٰ ہیں۔ جب عند اللہ حالت درست ہو جاوے تب اطمینان ہو سکتا ہے۔ مگر اللہ میاں کسی کی تصدیق کرنے نہیں آتے اس واسطے سب رجسٹرار بھیج دیئے ہیں۔ ان ہی کی تصدیق پر مدار ہے۔ وہ سب رجسٹرار اہل اللہ ہیں۔ سب رجسٹرار کی تصدیق رجسٹراری کی تصدیق مانی جاتی ہے۔ اگر اہل اللہ کی رجسٹری ہو گئی تو کہا جاتا ہے طوبیٰ لکم مبارک ہو حق تعالیٰ کی نعمت۔ اس کا شکر کرو۔ مگر ٹھہر واب بھی مت۔

سیر الی اللہ سے فارغ ہوئے۔ دہلی کے دروازہ پر پہنچے ہو یہیں پڑا و مت ڈال دو بلکہ دہلی کی سیر کو آئے ہو تو اندر جاؤ وہاں وہ چیز پاؤ گے کہ پھر دہلی سے کبھی نہ آؤ گے محنت اور مجاہدہ اور سفر کی صعوبات تو دروازہ پر ختم ہو گئیں اب حظ ہے اور لطف ہے مگر ختم پر اور بھی مجاہدہ ہے۔ دہلی کے اندر بھی تو آخر پیروں ہی سے چلنا ہوگا۔ اور جو جو چیزیں تفریح اور حظ کی ہیں ان کے پاس تک پہنچنے میں بھی تو نقل و حرکت کرنا ہوگی۔ یہ بھی مجاہدہ ہے۔ غرض مجاہدہ کو ختم یہاں بھی نہ کرو اور اس مجاہدہ کی کہیں انتہا نہیں۔ ساری عمر کا قصہ ہے۔ غرض ابتدا کو بھی صحیح کر یعنی توبہ کرو۔ اس کو میں گذشتہ بیان میں ثابت کر چکا ہوں کہ وہ اول اعمال ہے اور اخیر کو مطمح نظر رکھو اور بلا پہنچے دم نہ لو۔ کسی جگہ قناعت نہ کرو۔ جب تک اس فن کا ماہر نہ کہہ دے کہ پہنچ گئے۔ یہ آج ثابت کیا گیا ہے۔

اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ فہم صحیح اور ہمت اور توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا رب العلمین۔

صاحبو! الہ آباد میں دو بیان ہوئے تھے ایک کا نام الظاہر تھا اور ایک کا نام الباطن، ان میں ظاہر و باطن کی اصلاح کی ضرورت کا بیان تھا اور یہاں کانپور میں گذشتہ بیان میں اول اعمال کا ذکر ہوا اور آج آخر اعمال کا۔ اور یہ سب مجموعہ اس آیت کے مضمون کا مظہر ہے۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور جلسہ ختم ہوا)

واقعہ: اس وعظ سے لوگ عام طور سے بہت متاثر ہوئے ایک مولوی صاحب جو مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔ ان کو تو یہ حالت ہوئی کہ عشاء کے وقت حضرت والا کی قیام گاہ پر ایک رقعہ لے کر آئے جس میں تحریر تھا کہ میں نوکری چھوڑ کر تھانہ بھون چلتا ہوں اگر حضرت اجازت دیں۔ فرمایا اس کا جواب میں تھانہ بھون میں پہنچ کر دونگا۔